التبیین والادلة ﷺ

بان الشیخین قد حضرا فی الصلاۃ علی رسول اللہ ﷺ

جنازۂ رسول ﷺ

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے جنازہ رسول ﷺ میں عدم شرکت کے
حوالے سے امامی مصنف ابو علی کی "کتاب جنازہ رسول ﷺ
خدا" سمیت امامی مصنفین کے الزامات کا بطلان

مؤلف

ابو حذیفہ حیدری

دار التحقیق والنشر منشور اہل السنۃ والجماعۃ

حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کے حوالہ سے شیعہ مصنف ابو علی نجفی کی کتاب "**جنازہ رسول خدا**" سمیت دیگر امامی مصنفین کے اعتراضات کا تحقیقی جواب۔

التبیین والادلة

بان الشیخین قد حضرا فی الصلاة علی رسول الله

یعنی

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں حاضر تھے

تصنیف و تحقیق

ابو حذیفہ حیدری حفظہ اللہ

دار التحقیق والنشر منشور اہل السنۃ والجماعۃ

فہرست کتاب

فہرست کتاب 2
تقریظ 9
مقدمۃ المؤلف 12
ضعیف روایات پر ضروری تنبیہ 13
کتاب کی ترتیب 13
باب اول 15
کیا رسول اللہ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی گئی تھی؟ 15
نبی ﷺ کی مسنون نماز جنازہ پڑھی گئی یا محض دعا ہی کرائی گئی 15
دوسرا اِشکال آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کا باجماعت اہتمام ہوا یا انفرادی؟ 17
تیسرا اِشکال نبی ﷺ کی نمازِ جنازہ باجماعت کیوں نہ پڑھی گئی؟ 20
پہلا سبب آپ ﷺ نے اسی کی ہدایت کی تھی 20
دوسرا سبب خلیفہ کے تعین کا خدشہ 23

تیسرا اور راجح سبب براہِ راست اجر و ثواب کا کامل حصول.....24

کیا صحابیاتِ کرام بھی آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئی تھیں؟ 27

باب دوم.....29

اہل سنت اور شیعہ روایات کا مطالعہ.....29

جنازہ رسول خدا ﷺ پر اہل سنت روایات 29

حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام اور تجہیز و تکفین 29

غسل کے وقت جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کا موجود ہونا.....32

قبر کی کھدائی کے وقت جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام کا موجود ہونا.....33

جناب ابو بکر و عمر علیہما السلام کا نماز جنازہ میں شریک ہونا 34

امامیہ مصادر سے صحابہ کرام کا نماز جنازہ میں شامل ہونے کا ثبوت 35

امامیہ مصادر کی روایات پر شیعی علماء کے اعتراضات و اشکالات کے جوابات 37

اعتراض اول 37

جواب.....38

دوسرا اعتراض.....38

جواب اول 38

جواب دوم.....39

تیسرا اعتراض.....40

جواب اول 40

جواب دوم 41

فرض کفایہ ضروری یا خلافت و امامت کا تعین 41

باب سوم 44

امامی علماء کے دلائل و مستدلات کا جائزہ 44

مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ کی حقیقت 44

جواب اول- مصنف ابنِ ابی شیبہ کی روایت کی اسنادی بحث 44

جواب دوم۔ زیر بحث روایت کتب معتبرہ کی متصل اسناد کے خلاف ہے 46

صحیح بخاری و فتح الباری کے حوالوں کی حقیقت 51

جواب اول 52

جواب دوم 53

جواب سوم 54

جواب چہارم 54

جواب پنجم 56

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب کے حوالے کی حقیقت 57

جواب اول 57

جواب دوم 57

جواب سوم 57

جواب چہارم.....57

ریاض النضرہ کے حوالے کی حقیقت 58

جواب اول 58

جواب دوم.....59

جواب سوم 59

جواب چہارم.....60

شرح عقائد نسفیہ اور شرح العقائد جرجانی کے حوالوں کی حقیقت..... 61

جواب اول 62

جواب دوم.....62

جواب سوم 62

جواب چہارم.....63

جواب پنجم 63

صواعق محرقہ، ازالۃ الخفاء اور الفاروق کے حوالوں کی حقیقت 63

جواب اول 64

جواب دوم.....64

جواب سوم 64

جواب چہارم 65

الامامۃ والسیاسۃ کے حوالے کی حقیقت 67

جواب اول 67

جواب دوم 67

جواب سوم 68

جواب چہارم 69

جواب پنجم 71

احتجاج طبرسی کے حوالے کی حقیقت 72

جواب اول 73

جواب دوم 73

جواب سوم 73

جواب چہارم 74

منتہیٰ الامال اور بحار الانوار کے حوالے کی حقیقت 74

جواب اول 75

جواب دوم 75

باب چہارم 77
کیا اہل بیت رسول اور امامیہ کے مسلّم اصحاب نے جنازہ رسول میں شرکت کی؟ 77
بنی ہاشم اہل بیت کا رسول اللہ ﷺ کے جنازہ کو چھوڑ کر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر ٹھہرنا 77
تدفین کے وقت اہل بیت کا موجود نہ ہونے کا تذکرہ 80
جناب عمار بن یاسر علیہ السلام کی تجہیز، تکفین، جنازہ میں عدم شمولیت 81
جناب بلال علیہ السلام کی تجہیز و تکفین میں عدم شمولیت 82
جناب ابو طفیل علیہ السلام تجہیز و تکفین میں شامل نظر نہیں آتے 82
جناب سلمان فارسی علیہ السلام کفن و دفن کی خدمات میں نظر نہیں آتے 82
جناب عبد اللہ بن جعفر کی جنازہ رسول میں عدم شرکت 83
جناب عقیل ابن ابی طالب علیہ السلام کی جنازہ رسول میں عدم شرکت 84
جناب عباس بن ربیعہ ہاشمی کی جنازہ رسول میں عدم شرکت 84
باب پنجم 86
کیا صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا غم نہیں تھا؟ 86
ایک جھوٹ کی نقاب کشائی 86
جناب ابو بکر و عمر علیہما السلام کی رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی وجہ سے حالت غم والم 86
بقیہ صحابہ کرام کی حالت غم 91
انبیاء کرام کو تین دن بعد دفن کرنے کا جواز کی امامیہ مصادر کی روایت 93

تقریظ

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات، والصلاة والسلام علی سیدنا محمد أفضل الکائنات، أما بعد:

رسول اللہ ﷺ کی وفات بلاشبہ اس امت کیلئے ایک اندوہناک سانحہ سے کم نہ تھی جس نے بڑے بڑے عقلمندوں کو حیرت و استعجاب میں ڈال دیا اور جو خود سائبان تھے ان کو بے سائباں چھوڑ دیا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے وہ دن کسی حادثہ سے کم نہ تھا۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَابْكِي رَسُولَ اللَّهِ يَا عَيْنُ عَبْرَةً ... وَلَا أَعْرِفَنْكِ الدَّهْرَ دَمْعَكِ يَجْمُدُ.

پس اے آنکھ رسول اللہ ﷺ پر ایسا رو کہ زمانہ یہ نہ سمجھے تیرے آنسو جم گئے۔

وَمَالَكِ لَا تَبْكِينَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِي ... عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَتَغَمَّدُ.

تجھے کیا ہے کہ تو ایسے صاحب نعمت کو نہ روئے جو لوگوں کو پوری طرح سے ڈھانپے ہوا تھا۔

فَجُودِي عَلَيْهِ بِالدُّمُوعِ وَأَعْوِلِي ... لِفَقْدِ الَّذِي لَا مِثْلُهُ الدَّهْرَ يُوجَدُ.

پس ان پر فراخی سے آنسو بہا دھاڑیں مار کہ اس کو کھویا ہے جس کی مثل زمانہ میں نہیں۔

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُونَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ ... وَلَا مِثْلُهُ حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ.

ماضی والوں نے محمد ﷺ جیسا کوئی نہیں کھویا نہ قیامت تک کوئی ان کے جیسا کھویا جائے گا۔

[ديوان حسان بن ثابت صفحه٦٣]

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ایک طویل مرثیہ کا یہ ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جو ان کے حزن کی منظر کشی اور محبت رسول ﷺ کی عکاسی کرتا ہے۔ سیدنا انس بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دن کے بارے میں فرماتے ہیں:

فما رأيت يوما قط أظلم ولا أقبح من اليوم الذي توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه.

ترجمہ: میں نے کوئی تاریک اور برا دن ایسا نہیں دیکھا سوائے اس دن کے جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ [مسند احمد جلد۴ صفحہ ۲۰۵]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کسی صورت رسول اللہ ﷺ کی وفات کا گمان تک بھی نہ کر سکتے تھے حتی کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عیادت کیلئے تشریف لائے جبکہ اس وقت آپ ﷺ رحلت فرما چکے تھے تو موت کو غشی گمان کر کے کہنے لگے:

وَاغَشْيَاهُ، مَا أَشَدَّ غَشْيَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم!

ترجمہ: ہائے یہ بیہوشی، رسول اللہ ﷺ پر کس شدت سے غشی طاری ہے۔ [انساب الاشراف صفحہ ۵۶۳]

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ حادثہ ان عاشقوں صادقوں پر کسی بلائے ناگہانی سے کم نہ تھا البتہ اس غم کی گھڑی میں ایک فکر اور بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی محنت کے ثمرات کو باطل کی ریشہ دوانیوں سے کیسے محفوظ رکھا جائے اس امر کیلئے پہلی کوشش رسول اللہ ﷺ کے نائب و امیر سلطنت کے انتخاب کی صورت میں کی گئی۔ مگر حاسدوں اور شر پسندوں کا کیا کیجئے کہ محبت کو منافقت اور اخلاص کو طلب جاہ سے تعبیر کرنے لگے۔ ایسے ہی ایک شر پسند بو علی نجفی نامی ایک شیعہ ذاکر نے ایک کتاب بنام "جنازہ رسول خدا" لکھی ہے جس میں مصنف نے جماعت رسول ﷺ سے اپنے بغض و حسد

سے مجبور ہو کر اس بہتان تراشی میں صفحات کے صفحات سیاہ کیے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی غم نہ تھا نہ ہی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ ادا نہ کی اور طلب سلطنت اور غصب خلافت میں مشغول ہو گئے۔ جبکہ اہل سنت کے ہاں تو ایسا بہتان نرا بہتان ہے ہی سہی، خود شیعہ پنڈتوں نے بھی اس کے خلاف بیان کیا ہے چنانچہ مذہب تشیع کا پہلا داستان تراش یا کہانی باز کردار سلیم بن قیس الہلالی بیان کرتا ہے کہ:

ثم أدخل عشرة من المهاجرين و عشرة من الأنصار فيصلون و يخرجون حتى لم يبق من المهاجرين و الأنصار إلا صلى عليه.

ترجمہ: پھر دس مہاجرین اور دس انصار کی ٹولیاں داخل کی جاتی رہیں جو نماز جنازہ پڑھتے اور باہر آجاتے یہاں تک کہ مہاجرین و انصار میں سے کوئی ایسا نہیں بچا جس نے جنازہ ادا نہ کیا ہو۔ [احتجاج طبرسی جلد ا صفحہ ۸۰]

یاد رکھیے سلیم بن قیس نامی عجوبہ شیعہ مذہب کا اولین راوی اور پہلے امام معصوم کا صحابی ہے جو اس سارے قصہ کو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان کر رہا ہے۔ اور ان دو کے درمیان کوئی تیسرا واسطہ نہیں ہے۔ اس سے معتبر دلیل بھلا اور کیا ہو سکتی ہے شیعوں کیلئے؟ تو جب تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم نے بقول سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بروایت سلیم بن قیس الہلالی عجوبہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ ادا کی ہے تو شیعہ صاحبان اپنے ذاکروں سے پوچھتے کیوں نہیں کہ یہ گپ کہاں سے نکال لائے ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے محبوب و معلم و پیشوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ ادا نہیں فرمایا؟

شیعہ ذاکرین کا ہمیشہ ہی یہ وطیرہ رہا ہے کہ ایسے ایسے بہتان تراش لاتے ہیں کہ جسے سن کر ہی نفیس طبیعت کو ان سے کراہت و نفرت محسوس ہونے لگتی ہے اور عاقل کی عقل ایسے بہتان کا گمان بھی ان حضرات سے متصور نہیں کر سکتی کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کے ابلاغ کیلئے دنیا کی ہر

طاقت سے الجھنا گوارہ کیااور انہیں کی قربانیوں کی بدولت تین براعظم کلمہ توحید سے معطر ہوئے۔

زیر نظر رسالہ شیعہ مصنف کی اسی کذب بیانی اور دروغ گوئی کا منہ توڑ جواب ہے اور بدلائل یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے جنازہ مبارک پر حاضر تھے۔ اور نہ صرف حاضر تھے بلکہ تمام امور میں مشیر و نگران بھی تھے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک محترم مصنف جناب ابو حذیفہ حیدری حفظہ اللہ کے ایمان و عمل اور قلم میں مزید برکت عطا فرمائے اور اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرماتے ہوئے خلق خدا کیلئے باعث نفع وہدایت بنائے۔ آمین

أفقر العباد الی اللہ

ابو عبد اللہ الجواد

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۴۶ ہجری

*

مقدمۃ المؤلف

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے انسان پیدا کیا۔ پھر یہ بھی اس ذات باری تعالی کا شکر ہے کہ انسانوں میں مسلمان پیدا کیا، پھر مسلمانوں میں بھی کئی منہج رکھنے والے لوگ تھے، ان میں اللہ نے ہدایت دے کر اہل سنت مذہب حقہ میں داخل فرمایا۔ اور پھر اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر ہے کہ اس امت کے بعد سب سے افضل ترین ہستیوں کے دفاع کرنے کی ڈیوٹی بطور وکیل ہونے کے اس ذات نے توفیق بخشی۔ ناچیز نے اپنی اس کتاب میں اللہ کی توفیق سے جس عنوان پر قلم اٹھایا ہے وہ ہے:

"رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ"

اس حوالے امامیہ ہی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص امام المتقین خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام اور جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر یہ اعتراض کیا جاتا رہا ہے کہ: "ان حضرات کو رسول اللہ ﷺ نے وفات کا کوئی غم نہیں تھا، اس لیے یہ حضرات خلافت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر سقیفہ میں چلے گئے اور دفن ہونے تک واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں آئے، جس کے نتیجے میں یہ حضرات رسول اللہ ﷺ کے تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ سے محروم رہے"۔

اس حوالے سے میں نے امامیہ کے ساتھ گفتگو میں یہ اعتراضات سنے بھی ہیں اور وقتاً فوقتاً مختصراً جواب بھی دیئے۔ پھر دیکھا کہ ان ہی اعتراضات کو باقاعدہ طور پر امامیہ مصنفین نے اپنی کتب میں نقل کر رکھا ہے، چنانچہ اس حوالے سے قابل ذکر غلام حسین نجفی، محمد حسین ڈھکو، شہنشاہ نقوی اور ابو

علی نجفی کی کتب ہیں جن میں میں نے ان اعتراضات کو دیکھا۔

اس حوالے سے دیگر سب کی نسبت باقاعدہ کتاب امامیہ کے شیخ ابو علی نجفی نے رقم کر دی اور ہم نے دیگر تینوں شیعہ علماء کے ساتھ اس قدرے مفصل کتاب کا جواب بھی اپنی اسی کتاب میں دے دیا ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ گو کہ اس حوالے سے علماء اہل سنت کے چند مختصر رسائل بھی دیکھے لیکن ان میں سے کوئی بھی مفصل نہیں تھا جس میں اصولی، تحقیقی اور الزامی ہر لحاظ سے جواب دیا گیا ہو۔ آپ اسی کمی کو پورا ہوتے اس کتاب میں دیکھیں گے۔

ضعیف روایات پر ضروری تنبیہ:

یہاں پر یہ بات اہل سنت اور امامیہ حضرات کے لئے نقل کر دینا ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ہو سکتا ہے کئی حضرات یہ کہیں کہ ہم نے کچھ ضعیف روایات بھی اپنے استدلال میں پیش کی ہیں اس کا جواب یہاں دینا ضروری ہے۔ چنانچہ ہم نے جو روایات کمزور سند والی پیش کی ہیں وہ امامیہ کی طرف سے ضعیف روایات پیش کرنے کے جواب میں ہیں گو کہ اصولی طور پر امامیہ کے پاس شیخین علیہما السلام کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں شامل نہ ہونے کے بارے میں ایک ہی منقطع روایت ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ کی ہے۔ یعنی ایک نامعلوم ہے شخص جس نے جناب ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات بتائی جبکہ اس کے رد میں صحیح روایات ہم نے پیش کر دی ہیں جو اس میں موجود تاثر کو کلی طور پر رد کرتی ہیں۔ اور ضعیف روایات بطور شواہد کے ساتھ میں پیش کی ہیں۔ اس لیے جو کمزور سند کی روایات ہماری طرف سے پیش کی گئی ہے اس کی سند پر جو نجفی اور شہنشاہ نقوی نے جرح پیش کی اس کا جواب ضروری نہیں رہتا۔

کتاب کی ترتیب:

آخر میں قارئین کرام کو کتاب کی ترتیب کے بارے مطلع کیا جاتا ہے کہ ہم نے اس کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جس کی مجمل تفصیل یہ ہے:

- **باب اول:** رسول اللہ ﷺ کے جنازہ مبارک کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے۔
- **باب دوم:** اس باب میں رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ سے متعلق اہل سنت اور شیعہ روایات کو نقل کیا گیا ہے۔
- **باب سوم:** اس باب میں جنازہ رسول اللہ ﷺ میں عدم شرکت پر امامیہ کے جو دلائل و مستدلات ہیں ان کا جائزہ لیا گیا ہے۔
- **باب چہارم:** اہل بیت بشمول امامیہ کے مسلم صحابہ کا رسول خدا کی تجہیز و تکفین و جنازہ میں عدم شرکت (الزامی جواب امامیہ لاجک و نظریہ سے)
- **باب پنجم:** کیا صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ کے جانے کا کوئی غم نہیں تھا۔

دعا گو

ابو حذیفہ حیدریؔ

باب اول

کیا رسول اللہ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی گئی تھی؟

اس باب میں ہم اس پر گفتگو کریں گے کہ آیا رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی یا نہیں اس حوالے سے جو تحفظات پیش کیے جاتے ہیں ان کا جواب دیا جائے گا۔ پھر اس نماز کی کیفیت و طریقہ کار کیا تھا اس پر گفتگو پیش کی جائے گی ملاحظہ فرمائیں، میں نے اپنی کتاب میں تقریباً بنیادی کتب سے استفادہ کیا ہے اور پرانے، نئے اور ممکنہ اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جیسا کہ آپ میری اس کتاب کے اگلے ابواب میں تفصیلی طور پر پڑھیں گے۔ لیکن یہاں پر جنازہ نہ پڑھنے اور دیگر ابحاث کے بارے میں جوابی تحقیق کے لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ رسالہ محدث کی بہترین تحقیق بھی نقل کر دی جائے جو اس حوالے سے رسالہ محدث میں موجود ہے ملاحظہ فرمائیں:

نبی ﷺ کی مسنون نماز جنازہ پڑھی گئی یا محض دعا ہی کرائی گئی:

اس تاریخی امر کے بارے علمائے کرام میں اختلاف ہے۔ امام نووی بیان کرتے ہیں:

"آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کا اہتمام ہوا یا آپ ﷺ کے لئے دعا کی گئی، اس بارے ایک سے زیادہ موقف پائے جاتے ہیں۔ بعض علما کا قول ہے کہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ سرے سے کسی نے پڑھی ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین گروہ در گروہ حجرہ مبارک میں داخل ہوتے اور آپ ﷺ کے لئے دعا کر کے واپس پلٹ آتے تھے۔ پھر ان علما نے آپ کی مسنون نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کی دو علتیں بیان کی ہیں:

1. آپ ﷺ کی فضیلت وعظمت کے پیش نظر آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ نہ ادا کی گئی، کیونکہ آپ ﷺ کو اس (نمازِ جنازہ) کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن یہ قول درست نہیں، کیونکہ آپ ﷺ کو غسل دیا گیا، جب کہ آپ غسل کے عمل سے بھی مستغنی تھے۔ چنانچہ جب آپ کے جسدِ اطہر کو دیگر فوت شدگان کی طرح غسل دیا گیا تو نمازِ جنازہ پڑھنے میں بھی چنداں حرج نہ تھا۔

2. بعض علما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کا اس لئے اہتمام نہ ہو سکا کیونکہ اس وقت کوئی امام نہ تھا۔ یہ قول بھی باطل ہے، کیونکہ فرض نمازوں کی امامت کی ادائیگی معطل نہ ہوئی تھی اور ابو بکر صدیق آپ کی تدفین سے قبل ہی خلیفہ نامزد ہو چکے تھے"۔[1]

شرح نووی میں بعض علما کا بیان کردہ یہ موقف کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی ہی نہیں گئی، تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے، بلکہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی مسنون نمازِ جنازہ کا اہتمام کیا گیا تھا اور محض رسمی دعا پر ہی اکتفانہ ہوا تھا جیسا کہ درج ذیل حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے، ابو عسیب یا ابو عسیم بیان کرتے ہیں:

"أنه شهد الصلاة على رسول الله ﷺ قالوا: كيف نصلي عليه؟ قالوا: ادخلوا أرسالا أرسالا قال: فكانوا يدخلون من هذا الباب فيصلون عليه، ثم يخرجون من الباب الآخر".

ترجمہ: وہ نبی ﷺ کی نمازِ جنازہ میں حاضر ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ (باجماعت یا منفرد) کیسے پڑھیں؟ اس پر صحابہ کرام نے (باہمی مشاورت سے) کہا: تم (آپ ﷺ کی

---

1) منہاج شرح صحیح مسلم جلد ہفتم صفحہ نمبر 36۔

نمازِ جنازہ میں)ٹولیوں کی شکل میں شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دروازے سے داخل ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ پڑھتے، پھر دوسرے دروازے سے نکل جاتے تھے۔[1]

یہ حدیث اس امر کی صریح دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسنون نمازِ جنازہ پڑھی تھی، محض دعا پر ہی اکتفانہ کیا تھا۔ چنانچہ اس قول کو راجح قرار دیتے ہوئے امام نووی تحریر کرتے ہیں:

"والصحيح الذي عليه الجمهور أنهم صلوا عليه فرادى، فكان يدخل فوج يصلون فرادى، ثم يخرجون ثم يدخل فوج آخر فيصلون كذلك".

ترجمہ: اس بارے راجح اور مبنی بر حق موقف جمہور علماء کا ہے کہ اُنہوں (صحابہ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انفرادی نماز جنازہ پڑھی تھی (محض دعا پر اکتفانہ کیا تھا)۔ چنانچہ ایک جماعت حجرہ شریف میں داخل ہوتی تو وہ انفرادی نمازِ جنازہ پڑھ کر باہر آجاتی، پھر دوسرا گروہ داخل ہوتا اور اس طرح از خود نمازِ جنازہ کا اہتمام کرتا۔[2]

دوسرا اِشکال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کا باجماعت اہتمام ہوا یا انفرادی؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کے متعلق علما کا دوسرا اختلاف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ باجماعت ادا کی گئی یا ہر شخص نے از خود نمازِ جنازہ کا اہتمام کیا؟

قول اوّل: ابن قصار نے اس مسئلہ میں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ انفرادی طور پر پڑھی یا نماز باجماعت کا اہتمام کیا گیا؟.... علما کا اختلاف بیان کیا ہے، پھر ان کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ نماز باجماعت کی امامت کس نے

---

1) مسند احمد جلد پنجم صفحہ نمبر 81۔ طبقات ابنِ سعد جلد دوم 289۔

2) شرح نووی جلد ہفتم صفحہ 26۔

کرائی تھی؟ چنانچہ ایک سند سے مروی ہے کہ "آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی امامت کے فرائض سیدنا ابو بکر نے انجام دیے تھے۔" اس روایت پر جرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں حرام نامی راوی ہے جس کی وجہ سے یہ روایت سخت ضعیف ہے اور ابن دحیہ کہتے ہیں: یہ روایت راویوں کے ضعف اور سند میں انقطاع کی وجہ سے قطعی باطل ہے۔[1]

آپ ﷺ کی نماز جنازہ کا باجماعت اہتمام ہونے کے بارے میں کوئی صحیح اور مستند روایت نہیں لہٰذا یہ موقف مرجوح اور ناقابل التفات ہے۔

قول ثانی: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہمی مشاورت کے بعد آپ ﷺ کی نماز جنازہ کا انفرادی طور پر اہتمام کیا اور ہر صحابی نے آپ ﷺ کی نماز جنازہ اپنے طور پر ادا کی۔ یہی موقف راجح اور اَقرب اِلی الصواب ہے۔ اس موقف کی حقانیت کے دلائل حسب ذیل ہیں:

1. ابو عسیب کی گذشتہ حدیث جس میں وضاحت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہمی مشاورت سے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ منفرد پڑھنے کا فیصلہ کیا تھا اور صحابہ جماعت در جماعت حجرۂ مبارک میں داخل ہو کر نماز جنازہ کا از خود اہتمام کرتے تھے۔[2]
2. حافظ ابن عبد البر بیان کرتے ہیں:

"وأما صلاة الناس عليه أفذاذا يعني على النبي ﷺ فجمع عليه عند

---

1) نیل الاوطار جلد چہارم صفحہ نمبر 47۔

2) مسند احمد جلد پنجم صفحہ نمبر 81. طبقات ابنِ سعود جلد دوم صفحہ نمبر 289۔

أهل السير، وجماعة أهل النقل لا يختلفون".

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کی نمازِ جنازہ انفرادی طور پر ادا کی گئی۔ سیرت نگاروں اور اہل نقل کے ہاں یہ مجمع علیہ اور متفقہ مسئلہ ہے جس پر ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔[1]

3. امام شافعیؒ نقل کرتے ہیں:

"صلى الناس على رسول الله ﷺ أفرادا لا يؤمهم أحد".

ترجمہ: لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ اکیلے اکیلے ادا کی۔ کسی نے بھی اُنہیں باجماعت نماز کی امامت نہ کرائی۔[2]

4. ابن دحیہؒ کہتے ہیں:

"والصحيح أن المسلمين صلوا عليه أفرادا لا يؤمهم أحد".

ترجمہ: راجح اور درست بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے آپ ﷺ کی فرداً فرداً نمازِ جنازہ پڑھی اور کسی بھی شخص نے نمازِ باجماعت کی امامت کے فرائض ادا نہ کئے۔[3]

امام نووی نے بھی اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔[4]

---

1) التمہید جلد چہارم صفحہ نمبر 497۔

2) کتاب الام جلد اول صفحہ نمبر 114۔

3) کتاب الام جلد اول صفحہ نمبر 114۔

4) نیل الاوطار جلد چہارم صفحہ نمبر 446۔

تیسرا اِشکال: نبی ﷺ کی نمازِ جنازہ باجماعت کیوں نہ پڑھی گئی؟

صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کی نمازِ جنازہ کا باجماعت اہتمام کیوں نہ کیا اور وہ کون سے عوامل واسباب تھے جن کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انفرادی طور پر آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کو فوقیت دی؟ اس بارے علما کے کئی اقوال ہیں جنہیں درج کرنے کے بعد راجح قول کی نشاندہی کی جائے گی۔

پہلا سبب: آپ ﷺ نے اسی کی ہدایت کی تھی:

ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد سہیلی آپ ﷺ کے انفرادی نمازِ جنازہ پڑھے جانے کی یہ علت بیان کرتے ہیں:

"وهذا خصوص به ﷺ ولا يكون هذا الفعل إلا عن توقيف وكذلك روى أنه أوصى بذلك".

ترجمہ: یہ (انفرادی نمازِ جنازہ پڑھنا) آپ ﷺ کا خاصہ ہے۔ اور یہ فعل کسی توقیفی (منزل من اللہ) حکم کے بغیر روبہ عمل نہیں ہو سکتا تھا۔ نیز یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اس بات کا (صحابہ کرام کو) پابند کیا تھا۔[1]

جہاں تک انفرادی نمازِ جنازہ کا اہتمام کے نبی ﷺ کا خاصہ ہونے کی بات ہے تو کتاب و سنت میں کوئی ایسی ٹھوس دلیل موجود نہیں اور ایسی روایات جس میں نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ اکیلے اکیلے ادا کریں، انتہائی ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ ذیل میں ہم ایسی روایات اور ان کا حکم بیان کریں گے:

1. سیدنا علی نے آپ ﷺ سے عرض کیا:

"يا رسول الله ﷺ! إذا أنت قُبضتَ فمن يغسلك، وفيم نكفّنك، ومن

---

1) الروض الانف جلد ہفتم صفحہ نمبر صفحہ نمبر 595،594

يصلى عليك، ومن يدخل القبر؟ فقال النبى ﷺ: يا على! أما الغسل فاغسلنى أنت، والفضل بن عباس يصب عليك الماء وجبريل عليه السلام ثالثكما، فإذا أنتم فرغتم من غسلى فكفنونى فى ثلاثة أثواب جدد، وجبريل عليه السلام يأتنى بحنوط من الجنة، فإذا أنتم وضعتمونى على السرير فضعونى فى المسجد واخرجوا عنى، فإن أوّل من يصلى على الرب عزوجلّ من فوق عرشه ثم جبريل عليه السلام ثم ميكائيل ثم إسرافيل عليهما السلام ثم الملائكة زمرًا زمرًا، ثم ادخلوا فقوموا صفوفًا لا يتقدم على أحد".

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! جب آپ ﷺ فوت ہوں گے تو آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ ہم آپ ﷺ کو کفن کس میں دیں گے، آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا اور آپ کو قبر میں کون اُتارے گا؟ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: اے علی! غسل تو مجھے تم دینا، فضل بن عباس مجھ پر پانی بہائیں گے اور جبرئیل علیہ السلام تمہارے تیسرے ساتھی ہوں گے۔ سو جب تم میرے غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے تین نئے کپڑوں میں کفنانا اور جبرئیل علیہ السلام میرے لئے جنت سے حنوط (خوشبو) لائیں گے اور تم مجھے چارپائی میں رکھو تو مجھے مسجد میں رکھ کر مجھ سے پرے ہٹ جانا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو میری نمازِ جنازہ پڑھیں گے، وہ ربّ تعالیٰ عرش کے اوپر سے (میری نمازِ جنازہ) پڑھیں گے۔ پھر جبرئیل بعد ازاں میکائیل، اس کے بعد اسرافیل پھر تمام فرشتے جماعت در جماعت میری نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔ پھر تم حجرہ میں داخل ہونا اور صفوں میں کھڑے ہونا، کوئی بھی میرا

پیش امام نہ بنے۔[1]

2. سیدنا عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں:

"لما ثقل رسول الله ﷺ، قلنا: من يصلي عليك يا رسول الله ﷺ؟ فبكى وبكينا وقال مهلا: غفر الله لكم وجزاكم عن نبيكم خيرًا، إذا غسلتموني وحنطتموني وكفنتموني فضعوني على شفير قبري، ثم اخرجوا عني ساعة، فإن أوّل من يصلي على خليلي وجليسي جبريل وميكائيل، ثم إسرافيل، ثم ملك الموت مع جنود من الملائكة، ثم ليبدأ بالصلاة على رجال أهل بيتي، ثم نساؤهم، ثم ادخلوا أفواجًا أفواجًا وفرادى»

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ اس پر آپ ﷺ رو دیئے اور ہم بھی اشک بار ہو گئے۔ پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں جزائے خیر دے۔ جب تم مجھے غسل دے لو، مجھے کافور لگالو اور مجھے کفن دے دو تو مجھے میری قبر کے کنارے رکھ دینا، پھر کچھ دیر کے لئے مجھ سے دور ہو جانا، چنانچہ سب سے پہلے میری نمازِ جنازہ میرے خلیل و ہم نشین جبرئیل و میکائیل پڑھیں گے، پھر اسرافیل، ازاں بعد ملک الموت فرشتوں کے لشکروں سمیت میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر میری نمازِ جنازہ کا آغاز میرے اہل بیت کے فرد، ان کے بعد اہل

---

1) معجم کبیر طبرانی 2676۔ مجمع الزوائد جلد نہم صفحہ نمبر 130۔

بیت کی عورتیں کریں۔ پھر تم گروہ در گروہ اور تنہا تنہا داخل ہونا (اور نماز ادا کرنا)۔[1]

نیز اس معنی کی تمام روایات جن میں وضاحت ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرداً فرداً نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا تھا، ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ امام شوکانی اس مفہوم کی تمام روایات پر ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں:

"وأما ما روى أن صلاتهم عليه فرادى كان بوصية منه ﷺ فلم يصح في ذلك شيء".

ترجمہ: اور وہ روایات جن میں منقول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی انفرادی طور پر نمازِ جنازہ آپ کے حکم کے پیش نظر ادا کی تھی، ایسی کوئی بھی روایت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔[2]

دوسرا سبب: خلیفہ کے تعین کا خدشہ:

نبی ﷺ کی باجماعت نمازِ جنازہ کا اہتمام نہ کرنے کا دوسرا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ چونکہ ابھی خلیفہ کی نامزدگی عمل میں نہ آئی تھی لہٰذا خدشہ تھا کہ جو شخص آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی امامت کرائے گا تو وہ اس عمل سے ہمیشہ کے لئے امام و خلیفہ مقرر ہو جائے گا۔ چنانچہ

1. امام رملیؒ بیان کرتے ہیں:

"لأنه لم يكن قد تعين إمام يؤم القوم، فلو تقدم واحد في الصلاة لصار مقدما في كل شيء وتعين للخلافة".

ترجمہ: آپ ﷺ کی باجماعت نمازِ جنازہ اس لئے نہ پڑھی جا سکی کہ ابھی ایسا امام و خلیفہ متعین نہ ہوا تھا جو لوگوں کو امامت کراتا۔ اور اگر کوئی نمازِ جنازہ میں آگے

---

1) مستدرک حاکم جلد سوم صفحہ نمبر 62۔ حلیہ الاولیاء لابی نعیم جلد اوّل صفحہ نمبر 169، 167۔

2) السیل الجرار جلد اول صفحہ نمبر 216۔

ہوتا تو وہ تمام اُمور میں امام ہو جاتا تھا اور خلافت کے لئے نامزد ہو جاتا۔[1]

2. صحیح مسلم کی شرح المنہاج میں بھی یہ سبب مذکور ہے کہ:

"آپ کی باجماعت نمازِ جنازہ کا اہتمام اس لئے نہ ہو سکا کہ اس وقت کوئی امام مقرر نہ ہوا تھا"۔[2]

آپ ﷺ کی باجماعت نمازِ جنازہ کے عدمِ اہتمام کی یہ علت و سبب غیر معتمد اور نا قابل اعتبار ہے، کیونکہ اس دوران نمازِ پنجگانہ کی امامت کی پابندی ہو رہی تھی اور ان نمازوں کے لئے امام بھی مقرر تھا۔ پھر آپ ﷺ کی نماز جنازہ سے قبل ہی سیدنا ابو بکر صدیق خلیفہ نامزد ہو چکے تھے۔ امام نووی اس علت کو باطل اور غیر مؤثر قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"وهٰذا غلط، فإن إمامة الفرائض لم تتعطل، ولأن بيعة أبي بكر كانت قبل دفنه، وكان إمام الناس قبل الدفن".

ترجمہ: آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ باجماعت نہ پڑھنے کا یہ عذر کہ اس وقت کوئی امام مقرر نہ تھا، یہ دعویٰ باطل ہے، کیونکہ فرض نمازوں کی امامت کا عمل بحال تھا اور اس لئے بھی یہ دعویٰ باطل ہے کہ ابو بکرؓ کی بیعت آپ ﷺ کی تدفین سے پہلے ہو چکی تھی اور وہ اس سے پہلے خلیفہ بھی نامزد ہو چکے تھے۔[3]

تیسرا اور راجح سبب: براہِ راست اجر و ثواب کا کامل حصول:

صحابہ کرام کے نبی ﷺ کی انفراداً نماز جنازہ پڑھنے کا تیسرا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے احترام و فضیلت کی وجہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس شدید خواہش اور لگن کی وجہ سے

---

1) نہایت المحتاج جلد دوم صفحہ نمبر 482۔

2) شرح نووی جلد ہفتم صفحہ نمبر 36۔

3) شرحِ نووی جلد ہفتم صفحہ نمبر 36۔

کہ وہ تمام انفراداً نمازِ جنازہ پڑھ کر برکت حاصل کریں، بایں طور کہ ان کا کوئی پیش امام نہ ہو اور ان کے اور نبی ﷺ کے درمیان کوئی تیسرا فرد حائل نہ ہو تاکہ ان کے اجر وثواب اور برکت کے حصول میں کمی واقع نہ ہو۔ یہ وہ محرکات تھے جن کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ انفرادی طور پر پڑھنے کے لئے متفق ہوئے تھے۔ اس سبب کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

1. امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں:

"صلى الناس على رسول الله ﷺ أفرادًا ولا يؤمهم أحد، وذلك لعظم أمر رسول ﷺ وتنافسهم في أن لا يتولى الإمامة في الصلاة عليه واحد".

ترجمہ: لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ فرداً فرداً پڑھی اور کسی بھی شخص نے اُنہیں نماز باجماعت کی امامت نہ کرائی، کیونکہ ایک تو آپ ﷺ کی عظمت و احترام ملحوظ تھا، دوسرا صحابہ کرام کا اس اجر وثواب میں ہم سری کا جذبہ موجزن تھا کہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی امامت کا کوئی ایک شخص مستحق نہ ٹھہرے۔ (بلکہ وہ تمام لوگ اس اجر وثواب میں برابر کے شریک ٹھہریں)[1]

نوٹ: رسول اللہ کے جنازے کے حوالے سے 'احترام وعظمت والے' قول کی تائید شیعہ کتب میں موجود اس روایت سے بھی ہوتی ہے:

"فلما فرغ أمير المؤمنين عليه السلام من غسله وتجهيزه تقدم فصلى عليه وحده ولم يشترك معه أحد في الصلاة عليه وكان المسلمون في المسجد يخوضون فيمن يؤمهم في الصلاة عليه وأين يدفن؟ فخرج إليهم أمير المؤمنين عليه السلام فقال لهم: إن

---

1) کتاب الام جلد اول صفحہ نمبر 314۔

رسول الله ﷺ إماما حيًا وميتًا فيدخل إليه فوج بعد فوج منكم فيصلون عليه بغير إمام وينصرفون، وإن الله تعالى لم يقبض نبيًا في مكان إلا وقد ارتضاه لرمسه فيه وإني دافنه في حجرته التي قبض فيها فسلم القوم لذلك ورضوا به".

ترجمہ: جب امیر المؤمنین (سیدنا علی) آپ کے غسل اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے آگے بڑھ کر تن تنہا آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کا اہتمام کیا اور اس میں کوئی دوسرا فرد ان کے ساتھ شریکِ نماز نہ ہوا۔ جب کہ دیگر مسلمان اس مسئلہ میں کہ آپ کی نمازِ جنازہ کی امامت کون کرائے اور آپ کی تدفین کس جگہ ہو؟ سوچ و بچار میں مبتلا تھے، پھر امیر المؤمنین ان کے پاس تشریف لائے اور ارشاد کیا: بلاشبہ رسول اللہ زندہ اور مردہ (دونوں حالتوں میں) ہمارے امام و پیش رو ہیں، لہذا تم گروہ در گروہ (حجرہ شریف میں) داخل ہو کر امام کے بغیر (انفرادی طور پر) آپ کی نمازِ جنازہ پڑھو اور واپس آتے جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے نبی کو جس جگہ موت سے دوچار کیا ہے، اس نے آپ کی تدفین کے لیے اسی جگہ کو پسند کیا ہے۔ اس لیے میں آپ کو جہاں آپ کی روح قبض ہوئی ہے، حجرہ میں اسی جگہ دفنانے والا ہوں۔ چنانچہ ان کی رائے کو تمام حاضرین نے تسلیم و قبول کر لیا۔[1]

2. امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"أرادوا أن يأخذ كل أحد بركته مخصوصًا دون أن يكون فيها تابعًا لغيره".

---

1) مرات العقول جلد پنجم صفحہ نمبر 265۔ منہاج البراعہ فی شرح نہج البلاغہ صفحہ 19۔

ترجمہ: (صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین آپ ﷺ کی نمازِ باجماعت کے اس لئے قائل نہ ہوئے کہ) اُن میں سے ہر شخص آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی برکت خاص کو بایں صورت حاصل کرنا چاہتا تھا کہ کوئی شخص اس برکت میں کسی دوسرے کا تابع نہ بنے (بلکہ وہ تمام اس اجر و ثواب اور برکت کے برابر مستحق ٹھہریں)۔[1]

کیا صحابیاتِ کرام بھی آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئی تھیں؟

وہ روایات جن میں آتا ہے کہ مرد حضرات کے بعد عورتوں نے بھی اِنفراداً آپ ﷺ کی نماز جنازہ کا اہتمام کیا تھا، وہ تمام روایات نا قابل احتجاج ہیں اور اس بارے کوئی صحیح و مستند روایت موجود نہیں جس میں عورتوں کا نبی ﷺ کی نمازِ جنازہ پڑھنا ثابت ہو۔ اس نوع کی کچھ روایات گزر چکی ہیں اور عورتوں کے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی عبد اللہ بن عباس سے مروی روایت بھی ضعیف ہے، جس میں آپ کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے:

"فلما فرغوا من جهازه يوم الثلاثاء وضع على سريره في بيته ثم دخل الناس على رسول الله ﷺ أرسالًا، يصلون عليه. حتى إذا فرغوا أدخلوا النساء، حتى إذا فرغوا أدخلوا الصبيان، ولم يؤم الناس على رسول الله ﷺ أحد".

ترجمہ: پس جب بروز منگل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو آپ کو آپ کے گھر میں آپ ﷺ کی چارپائی پر رکھا گیا۔ پھر لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہو کر نماز پڑھنا شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ جب مرد حضرات فارغ ہو چکے تو اُنہوں نے عورتوں کو اندر بھیجا اور جب وہ (نماز سے) فارغ ہوئیں تو بچوں کو بھیجا اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی امامت کسی شخص نے نہ

---

1) جامع لاحکام القرآن جلد چہارم صفحہ نمبر 225۔

کرائی۔[1]

مندرجہ بالا یہ ساری تحریر رسالہ محدث صفحہ نمبر 39 تا 51 بمطابق مارچ 2011 عیسوی سے ماخوذ کی گئی ہے۔ اللہ تعالی اس کے لکھنے والے کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

1) مسند احمد جلد اول صفحہ نمبر 292۔ مسند ابی یعلیٰ جلد اول رقم 22۔ سنن ابنِ ابی ماجہ رقم 1628۔

باب دوم

اہل سنت اور شیعہ روایات کا مطالعہ

جنازہ رسول خدا ﷺ پر اہل سنت روایات:

جناب ابو بکر و عمر علیہما السلام اور دوسرے صحابہ کرام علیہم السلام کی رسول اللہ ﷺ کے جنازہ مبارک میں شرکت پر اہل سنت کے معتبر مصادر کی روایات ملاحظہ ہوں:

حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام اور تجہیز و تکفین:

امام المتقین خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کا جنازہ رسول خدا ﷺ کے وقت موجود ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

"حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ أَنْبَأَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَحْفِرُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثُوا إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَكَانَ يَضْرَحُ كَضَرِيحِ أَهْلِ مَكَّةَ وَبَعَثُوا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ هُوَ الَّذِي يَحْفِرُ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَكَانَ يَلْحَدُ فَبَعَثُوا إِلَيْهِمَا رَسُولَيْنِ وَقَالُوا اللَّهُمَّ خِرْ لِرَسُولِكَ فَوَجَدُوا أَبَا طَلْحَةَ فَجِيءَ بِهِ وَلَمْ يُوجَدْ أَبُو عُبَيْدَةَ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ جِهَازِهِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وُضِعَ عَلَى

سَرِيرِهِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَالًا يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ وَلَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ لَقَدْ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُحْفَرُ لَهُ فَقَالَ قَائِلُونَ يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ وَقَالَ قَائِلُونَ يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ قَالَ فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوا لَهُ ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْأَرْبِعَاءِ وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ وَقُثَمُ أَخُوهُ وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ وَهُوَ أَبُو لَيْلَى لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنْشُدُكَ اللَّهَ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ عَلِيٌّ انْزِلْ وَكَانَ شُقْرَانُ مَوْلَاهُ أَخَذَ قَطِيفَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ وَاللَّهِ لَا يَلْبَسُهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ أَبَدًا فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا، وہ مکہ والوں کے رواج کے مطابق صندوقی (شق والی) قبر بناتے تھے۔ اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی پیغام بھیجا، وہ مدینہ والوں کی قبریں تیار کیا کرتے تھے اور بغلی (لحد والی) قبر بناتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان دونوں حضرات کی طرف دو (الگ الگ) آدمیوں کو بھیجا اور کہا: اے اللہ! اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر صورت مہیا فرما۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مل گئے، انہیں (قبر تیار کرنے کے لیے) لے آیا گیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ (گھر پر) نہ ملے۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بغلی (لحد والی) قبر تیار کی۔ منگل

کے دن جب رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو آپ ﷺ (کے جسد مبارک) کو آپ کے حجرۂ مبارک میں آپ کی چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے تھے اور نماز جنازہ ادا کرتے۔ جب مرد فارغ ہو گئے تو خواتین کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ جب ان سے فراغت ہوئی تو بچوں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کے لیے کسی نے لوگوں کی امامت نہیں کی۔ (اس کے بعد) مسلمانوں میں اس معاملے میں اختلاف رائے پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کہاں تیار کی جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی ﷺ کو مسجد نبوی میں دفن کیا جائے۔ کچھ حضرات نے کہا نبی ﷺ کو اپنے صحابہ کے ساتھ (بقیع کے قبرستان میں) دفن کیا جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: "جو بھی نبی فوت ہوا، وہ جہاں فوت ہوا، وہیں دفن ہوا۔" چنانچہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا، جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی، اور (اس مقام پر) نبی ﷺ کی قبر مبارک تیار کی، پھر بدھ کی رات، آدھی رات کے وقت آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما، ان کے بھائی حضرت قثم رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ ابو لیلیٰ اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو اللہ کا واسطہ اور رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کا واسطہ! علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ بھی (قبر میں) اتر آئیں۔ حضرت شقران رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ چادر تھی جو رسول اللہ ﷺ اوڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے وہ چادر بھی قبر میں دفن کر دی اور کہا: اللہ کی قسم! آپ کے بعد یہ چادر کبھی کوئی دوسرا شخص استعمال نہیں کرے گا، چنانچہ وہ چادر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی دفن ہوئی۔ (1)

جناب بہز بن اسد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ سیدنا ابو عسیب یا ابو عسیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"إِنَّهُ شَهِدَ الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالَ:

---

1) سنن ابن ماجہ رقم حدیث ۱۶۲۸۔ مسند ابی یعلیٰ جلد ۱، رقم حدیث ۲۲۔ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ کتاب الجنائز رقم حدیث ۶۹۰۶۔

ادْخُلُوا أَرْسَالًا أَرْسَالًا، قَالَ: فَكَانُوا يَدْخُلُونَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، فَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ، قَالَ: فَلَمَّا وُضِعَ فِي لَحْدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ الْمُغِيرَةُ: قَدْ بَقِيَ مِنْ رِجْلَيْهِ شَيْءٌ لَّمْ يُصْلِحُوهُ، قَالُوا: فَادْخُلْ فَأَصْلِحْهُ، فَدَخَلَ، وَأَدْخَلَ يَدَهٗ، فَمَسَّ قَدَمَيْهِ، فَقَالَ: أَهِيلُوا عَلَيَّ التُّرَابَ، فَأَهَالُوا عَلَيْهِ التُّرَابَ، حَتّٰى بَلَغَ أَنْصَافَ سَاقَيْهِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَكَانَ يَقُولُ: أَنَا أَحْدَثُكُمْ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ترجمہ: وہ نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے، لوگ کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کیسے ادا کریں؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک ایک گروہ کی شکل میں داخل ہوں۔ چنانچہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہو کر نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ ادا کرتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتے۔ جب آپ ﷺ کو قبر میں اتارا گیا، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: نبی کریم ﷺ کے مبارک پاؤں کی جانب سے کچھ حصہ ایسا رہ گیا، جسے درست نہیں کیا گیا۔ لوگوں نے کہا: پھر آپ ہی قبر میں اتر کر اسے صحیح کر دیں۔ چنانچہ وہ قبر مبارک میں اترے اور اپنا ہاتھ قبر میں ڈالا۔ جب قدم مبارک کو چھوا، تو کہنے لگے: اب میری طرف سے مٹی ڈالو، لوگوں نے مٹی ڈالنا شروع کر دی، یہاں تک کہ وہ ان (سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ) کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچ گئی۔ پھر وہ باہر نکل آئے اور کہنے لگے: نبی کریم ﷺ سے سب سے قریب کا زمانہ مجھے ملا ہے۔[1]

غسل کے وقت جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کا موجود ہونا:

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اپنے طبقات میں سیدنا علی المرتضی علیہ السلام سے روایت لائے ہیں کہ:

"أخبرنا محمد بن عمر، حدثني عبد الله بن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب عن أبيه عن جده عن علي بن أبي طالب قال: لما أخذنا في جهاز رسول الله، أغلقنا الباب دون

---

1) مسند الامام احمد جلد ۵، رقم ۲۱۰۴، وسندہٗ صحیح۔

الناس جميعاً فنادت الأنصار نحن أخواله ومكاننا من الإسلام مكاننا ونادت قريش: نحن عصبتها فصاح أبوبكر: يا معشر المسلمين كل قوم أحق بجنازتهم من غيرهم، فنشدكم الله فإنكم إن دخلتم أخرتموهم عنه، والله لا يدخل عليه أحد إلا من دعى".

ترجمہ: جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کی تیاری شروع کی تو سب لوگوں کو باہر کر دیا اور دروازہ بند کر دیا تو انصار نے آواز دی کہ ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں اور ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو سب جانتے ہیں پھر قریش نے آواز دی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدی عزیز ہیں ابو بکر صدیق علیہ السلام نے فرمایا: اے گروہ مسلمین ہر قوم اپنے جنازے کی اپنے غیر سے زیادہ حقدار ہے اس لیے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تم لوگ اندر جاؤ گے تو تم ان (علی و فضل و اسامہ) کو آپ سے ہٹا دو گے واللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نہ جائے سوائے اس کے جو بلایا گیا ہے۔[1]

قبر کی کھدائی کے وقت جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام کا موجود ہونا:

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں نقل فرماتے ہیں کہ:

"حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ طُفَيْلٍ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا فِي اللَّحْدِ، وَالشَّقِّ، حَتَّى تَكَلَّمُوا فِي ذَلِكَ وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَصْخَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، فَأَرْسَلُوا إِلَى الشَّقَّاقِ، وَاللَّاحِدِ جَمِيعًا، فَجَاءَ اللَّاحِدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

---

1) طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۳۸۶، باب غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتسمیہ من رسلہ۔

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا، تو لوگوں نے بغلی اور صندوقی قبر کے سلسلے میں اختلاف کیا، یہاں تک کہ اس سلسلے میں باتیں بڑھیں، اور لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں، تو جناب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس زندگی میں یا موت کے بعد شور نہ کرو، یا ایسا ہی کچھ کہا، بالآخر لوگوں نے بغلی اور صندوقی قبر بنانے والے دونوں کو بلا بھیجا، تو بغلی قبر بنانے والا پہلے آ گیا، اس نے بغلی قبر بنائی، پھر اس میں رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا گیا۔ (1)

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

"أخبرنا محمد بن عمر، أخبرنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن محمد عن أبيه قال: صلى على رسول الله، بغير إمام يدخل عليه المسلمون زمرا زمرا يصلون عليه فلما فرغوا نادى عُمَرُ: خلوا الجنازة وأهلها".

ترجمہ: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ پر بغیر امام کے اس طرح نماز پڑھی گئی کہ مسلمان گروہ گروہ ہو کر پاس آتے نماز پڑھتے جب فارغ ہوتے تو عمر فاروق اعظم علیہ السلام آواز دیتے کہ جنازہ اور اہل جنازہ کو چھوڑ دو۔ (2)

جناب ابو بکر و عمر علیہما السلام کا نماز جنازہ میں شریک ہونا:

طبقات ابن سعد میں امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

"لما كفن رسول الله ﷺ ووضع على سريره دخل ابوبكر وعمر فقالا: السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته ومعهما نفر من المهاجرين والانصار قدر ما يسع البيت فسلموا كما سلم ابوبكر وعمر وهما في الصف الاول حيال رسول الله ﷺ: اللهم انا

---

1) سنن ابن ماجہ جلد ۲، رقم حدیث ۱۵۵۸۔

2) طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۳۹۵۔

نشهد انه قد بلغ ما انزل اليه...ثم يخرجون ويدخلون آخرون حتى صلوا عليه الرجال ثم النساء ثم الصبيان".

ترجمہ: جب حضور نبی کریم ﷺ کو کفن دیا جا چکا اور چارپائی پر آپ کو رکھا گیا تو حضرت ابو بکر و عمر علیہما السلام داخل ہوئے اور فرمایا: اے نبی آپ پر سلامتی ہو، اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، ان دونوں کے ساتھ جتنے حجرہ میں آسکتے تھے اتنے مہاجرین وانصار بھی تھے، جس طرح ابو بکر و عمر علیہما السلام نے سلام کیا انہوں نے بھی اسی طرح سلام پڑھا، حضرت ابو بکر و عمر علیہما السلام صف اول میں حضور ﷺ کے سامنے تھے اور یوں کہتے تھے: اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے وہ وحی پوری طرح پہنچائی جو آپ پر نازل کی گئی۔۔ پھر یہ نکلتے اور دوسرے لوگ داخل ہوتے تھے حتی کہ سب مردوں پھر عورتوں اور پھر بچوں نے نماز وسلام کا فریضہ ادا کیا۔[1]

اس روایت سے بھی شیخین علیہما السلام سمیت بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نماز جنازہ میں شرکت کا ثبوت ملتا ہے۔

امامیہ مصادر سے صحابہ کرام کا نماز جنازہ میں شامل ہونے کا ثبوت:

اب امامیہ مصادر کی روایات ملاحظہ فرمائیں کلینی نقل کرتا ہے:

"عن ابی جعفر الصادق علیہ السلام قال: لما قبض رسول الله صلت عليه الملائكة والمهاجرين والانصار فوجا فوجا".

ترجمہ: امام باقر نے فرمایا جب رسول اللہ کی وفات ہو گئی تو آپ پر سب فرشتوں نے سب مہاجرین نے سب انصار نے گروہ گروہ ہو کر نماز پڑھی۔[2]

---

1) طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۳۹۴۔ البدایہ والنہایہ جلد ۲۔

2) اصول کافی جلد ۱، کتاب الحجۃ ابواب التاریخ باب مولد النبی۔

حضرت سلمان علیہ السلام کہتے ہیں کہ:

"فاتيت عليا علیہ السلام وهو يغسل رسول الله صلى الله عليه وآله فاخبرته بما صنع الناس وقلت ان ابا بكر الساعة على منبر رسول الله".

ترجمہ: میں حضرت علی کے پاس اس وقت آیا جب آپ رسول اللہ کو غسل دے رہے تھے، میں نے بتایا کہ لوگوں نے اس وقت یہ کچھ کیا ہے اور میں نے کہا کہ ابو بکر اس وقت ممبر پر بیٹھے ہیں۔[1]

اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کے وقت امام اول خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام انصار کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ میں نہیں بلکہ مسجد نبوی میں تھے اور مسجد نبوی آپ کے گھر کے ساتھ ہی تو تھی۔ لہذا امامیہ کی معتبر ترین کتاب کے اس حوالے سے یہ ثابت ہوا کہ تمام مہاجرین و انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز جنازہ ادا کر لیا تھا۔ مزید ملاحظہ فرمائیں جناب امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"حتى صلى عليه واهل المدينه اهل العوالى".

ترجمہ: تمام اہل مدینہ اور مدینہ کے اس پاس والوں نے رسول اللہ پر نماز پڑھ لی۔[2]

یہاں پر جناب باقر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان سے یہ ثابت ہو گیا کہ مدینہ والے اور مدینہ کے آس پاس والوں نے بھی نماز پڑھ لی۔ مطلب یہ کہ کوئی صحابی بھی نہ رہے جنہوں نے نماز جنازہ نہ پڑھا ہو چاہے مدینہ منورہ میں موجود ہوں یا مدینہ کے ساتھ دائیں بائیں آس پاس رہنے والے صحابی ہوں۔ جناب عباس علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ:

"لوگوں نے حضور کو بقیع میں دفن کرنے پر اتفاق کر لیا ہے اور اس پر بھی اتفاق کر لیا ہے کہ نماز جنازہ کی

---

1) اصول کافی جلد ۲، کتاب الروضہ۔ احتجاج طبرسی جلد ۱۔

2) اصول کافی جلد ۱، کتاب الحجۃ، ابواب التاریخ باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

امامت ابو بکر صدیق کروائیں گے"۔[1]

اس روایت کی سند کو باقر مجلسی نے حسن درجے کی تسلیم کیا ہے اس روایت سے ثابت ہوا کہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام سقیفہ میں انصار کے پاس نہیں تھے ورنہ جو شخص موجود ہی نہ ہو اس کو شامل کرنے کی بحث اور وہ بھی امام منتخب کرنا بے معنی بات ہوگی۔ حضرت سلمان علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ:

"ثم أدخل عشرة من المهاجرين وعشرة من الأنصار فيصلون ويخرجون حتى لم يبق من المهاجرين والأنصار إلا صلى عليه".

ترجمہ: دس دس مہاجرین اور انصار نماز کے لیے داخل ہوتے اور خارج ہوتے یہاں تک کہ مہاجرین اور انصار میں سے کوئی ایک بھی نہیں رہا جس نے جنازہ نہ پڑھا ہو۔[2]

امامیہ مصادر کی روایات پر شیعی علماء کے اعتراضات و اشکالات کے جوابات:

قارئین کرام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں شیخین رضی اللہ عنہما سمیت جمیع مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی و حاضری کی روایات اہل سنت مصادر کے بعد اب خود اہل تشیع کے معتبر ترین مصادر سے آپ نے ملاحظہ فرمالیا اور یقیناً یہ ثبوت اپنے دعوی پر کافی و شافی ہیں۔ اب اس کے بعد ذیل میں ہماری طرف سے پیش کی گئی شیعی کتب کی روایات پر امامیہ کے اعتراضات و اشکالات اور ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض اول:

امامیہ کا مطالبہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی علیہ السلام کی روایت میں شیخین علیہما السلام کے ناموں کی تصریح دکھائی جائے؟

---

1) حیات القلوب جلد ۲، باب حالات بعد از وفات سرور کائنات۔

2) احتجاج طبرسی جلد ۱ صفحہ ۹۶، باب ذکر ماجری بعد وفات رسول اللہ۔

جواب:

ہم کہتے ہیں پہلے ذرا اس روایت سے شیخین علیہما السلام کو نکال کر تو دکھایا جائے؟ اس روایت میں شیخین علیہما السلام شامل ہیں، چنانچہ جناب سلمان فارسی علیہ السلام کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

"حتى لم يبق من المهاجرين والأنصار إلا صلى عليه".

ترجمہ: مہاجرین اور انصار میں سے کوئی ایک بھی نہیں رہا جس نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو۔[1]

اور یہ بات مسلم بین الفریقین ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام مہاجرین میں شامل تھے۔ اس کے بعد بھی اگر ناموں کی تصریح ضروری ہے تو کسی باسند روایت سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام دکھائیں جن کو آپ مانتے ہیں؟ ان کا تفصیلی تذکرہ آگے باب سوم میں آ رہا ہے انشاء اللہ۔

دوسرا اعتراض:

امامیہ مصادر کی روایت، جس میں مہاجرین و انصار صحابہ کرام علیہم السلام کی جنازہ میں شمولیت کے حوالے سے ذکر موجود ہے، کو ہماری طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس پر محمد حسین ڈھکو صاحب نے تجلیات صداقت میں اس کا یہ جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"ہر جگہ استغراق و عموم مراد نہیں ہوتا کہ اس سے کسی کو خارج نہ کیا جاسکے"۔[2]

جواب اول:

یعنی جناب یہ کہنا چاہتے ہو کہ مہاجرین و انصار کے الفاظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود شیخین علیہما السلام سمیت دوسرے صحابہ بھی جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل تھے؟ یہ قاعدہ

---

1) احتجاج طبرسی جلد ا صفحہ ۹۶، باب ذکر ما جری بعد وفات رسول اللہ۔

2) تجلیات صداقت بجواب تجلیات آفتاب صفحہ ۴۴۶۔

وہاں پیش کیا جا سکتا ہے جہاں کسی خارجی دلیل سے کسی کا بالتخصیص مذکورہ عموم سے خارج ہونا موجود ہو۔ اور امامیہ مصادر میں کہیں بھی باسند روایات میں ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں جس سے جملہ مہاجرین وانصار میں سے شیخین علیہما السلام، جناب ابو عبیدہ بن الجراح علیہ السلام یا جو بھی سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود تھے ان کی نفی جنازہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے ثابت ہو۔

جواب دوم:

سقیفہ بنی ساعدہ میں عارضی طور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گئے تھے جن میں اکثریت مہاجرین میں سے پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ لیکن وہاں بیعت خلافت کے معاملات ختم ہو گئے تھے اور وہ جنازہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل ہو گئے تھے جیسا کہ اصول کافی کی روایت کے الفاظ ہیں کہ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"صلت عليه الملائكة والمهاجرين والانصار فوجا فوجا".

ترجمہ: فرشتوں، مہاجرین اور انصار نے گروہ در گروہ نماز جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھی۔[1]

ایک اور روایت میں تو مزید وضاحت موجود ہے کہ شیخین علیہما السلام شامل ہیں چنانچہ حضرت سلمان فارسی علیہ السلام کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

"حتى لم يبق من المهاجرين والأنصار إلا صلى عليه".

ترجمہ: مہاجرین اور انصار میں سے کوئی ایک بھی نہیں رہا جس نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو۔[2]

اس روایت نے تخصیص توڑ دی، تمام مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز جنازہ پڑھی۔ اگر سقیفہ والے حضرات نے حاضری نہ دی ہوتی تو جناب سلمان علیہ السلام ضرور ان کی تخصیص کر کے نفی کرتے۔ اسی طرح احتجاج طبرسی میں ہی ہے کہ:

---

1) اصول کافی جلد ۱، کتاب الحجۃ باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رقم 1229.

2) کتاب سلیم بن قیس صفحہ ۷۰، باب حالات انتقال نبوی۔ احتجاج طبرسی جلد ۱ صفحہ ۹۶، باب ذکر ماجری بعد وفات رسول اللہ۔

"والناس يصلون عليه من بايع ابا بكر ومن لم يبايع".

ترجمہ: ان تمام حضرت نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نماز جنازہ پڑھ لی جنہوں نے جناب ابو بکر صدیق عَلَیْہِ السَّلَام کی بیعت کی یا جنہوں نے آپ کی بیعت نہیں کی۔[1]

یہ روایت بھی ڈھکو صاحب کی تخصیص کو رد کر رہی ہے سب جانتے ہیں کہ جناب عمر فاروق اعظم عَلَیْہِ السَّلَام اور جملہ وہ حضرات صحابہ کرام جو سقیفہ میں تھے مہاجرین حضرات میں سے ہیں، جنہوں نے جناب ابو بکر صدیق عَلَیْہِ السَّلَام کی بیعت فرمائی۔

تیسرا اعتراض:

علامہ کرم الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی آفتاب ہدایت کے جواب میں محمد حسین ڈھکو نے اس روایت کا جواب دینے کی کوشش کی جس میں یہ تھا کہ نماز جنازہ میں امامت کے فرائض ادا کرنے کے بارے میں صحابہ کرام نے جناب ابو بکر صدیق عَلَیْہِ السَّلَام پر اتفاق کیا۔ اس کے جواب میں ڈھکو صاحب نے یہ لکھا کہ اس میں جنازہ پڑھنے کا اشارہ نہ ہونے کے ساتھ ساتھ جناب ابو بکر کا نام بھی روایت میں موجود نہیں **(خلاصہ عبارت)**۔[2]

جواب اول:

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس روایت کو اس غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ جناب ابو بکر صدیق عَلَیْہِ السَّلَام غسل و دفن کے وقت سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود نہیں تھے اور یہ دعوی ہمارا روایت سے تو ثابت ہو رہا ہے کہ جناب ابو بکر صدیق عَلَیْہِ السَّلَام اور آپ کے ساتھ جو صحابہ کرام سقیفہ میں تھے وہ وہاں سے آ چکے تھے اور وہ سب مسجد نبوی میں حجرہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متصل مسجد نبوی میں ہی تھے۔ شیخین عَلَیْہِمَا السَّلَام اور دوسرے

---

1) الاحتجاج طبرسی جلد ا صفحہ ۹۴، باب ماجری بعد رسول اللہ۔

2) تجلیات صداقت بجواب تجلیات آفتاب صفحہ ۴۴۶۔

مہاجرین و انصار کا مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے حجرہ کے پاس ہونے کو غائب سے تعبیر کرنا جہالت ہے۔اب اتنے زیادہ صحابہ کرام چھوٹے سے حجرہ کے اندر تو سما نہیں سکتے تھے؟ اگر ڈھکو میاں کی یہ ضد ہے تو یہ بچگانہ اور جہالت ہے، علمی اعتراض نہیں حجرہ رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے امامی مصنف ظفر حسن امروہہ نے لکھا ہے کہ:

"توضیح۔چونکہ حجرہ رسول میں زیادہ لوگوں کی گنجائش نہ تھی۔لہذا دس دس آدمیوں نے پڑھی"۔[1]

جواب دوم:

ڈھکو صاحب نے اپنی اس تحریر کی نفی کی کہ مولانا کرم دین رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایت میں جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کا نام نہیں جبکہ ان کی طرف سے دوسری نقل کردہ روایت میں آپ علیہ السلام کا نام موجود ہے ملاحظہ فرمائیں:

"چنانچہ جناب عباس جناب علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ کو جنت البقیع میں دفن کرنے پر اتفاق کر لیا ہے۔اور اس پر بھی اتفاق کر لیا ہے کہ نماز جنازہ کے امام ابو بکر ہوں گے"۔[2]

اس روایت پر مجلسی نے حسن درجہ کا حکم لگایا ہے۔[3]

فرض کفایہ ضروری یا خلافت و امامت کا تعین:

بالفرض ہم یہ تسلیم کر لیں کہ شیخین علیہما السلام رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پر نہیں آئے تو اس صورت میں بھی کوئی اعتراض ان پر نہیں ہو سکتا۔اس پر تفصیلی جواب ملاحظہ فرمائیں:

---

1) الشافی ترجمہ اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۵۵۷۔

2) تاریخ روضہ الصفا جلد ۲ صفحہ ۴۲۴۔

3) حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۱۹۸، باب شست و چہارم حالات بعد از وفات سرور کائنات۔

۱۔ ایک تو رسول اللہ ﷺ پر جو جنازہ ہو اوہ اس طرح نہیں تھا کہ ایک امام ہو اور اس کے پیچھے باقی نماز پڑھیں بلکہ آپ ﷺ پر صرف درود شریف کی صورت میں جنازہ ہوا اور اس قسم کے جنازے (یعنی درود شریف) کو تو شیخین علیہما السلام اور دوسرے صحابہ کرام اسی حجرہ مبارک کے ساتھ ہی مسجد نبوی میں دن رات پڑھتے رہے چاہے نماز میں ہو یا ذکر و اذکار میں ہو۔

۲۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے جو چند لوگوں کے ادا کرنے سے سب پر یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے، جیسا کہ جناب عمر بن طلحہ علیہ السلام کے جنازہ کے بارے میں آتا ہے کہ:

"جب وہ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ آئے اور ان کے گھر میں ہی نماز جنازہ پڑھائی آپ ﷺ آگے کھڑے ہوئے اور جناب ابو طلحہ علیہ السلام آپ کے پیچھے تھے اور جناب ام سلیم علیہا السلام آپ کے پیچھے تھیں اور ان کے ساتھ جنازہ میں کوئی اور نہیں تھا"۔[1]

اگر جنازہ کی نماز فرض عین ہوتی تو تمام صحابہ کرام کو بلایا جاتا۔ اس صورت میں بھی شیخین علیہما السلام پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

۳۔ فرض کفایہ کے ساتھ امامت کبریٰ و خلافت کا معاملہ بھی دین اسلام کا ہی تھا جس کا تعین رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام پر فرض تھا جس کو امام اول خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام اور جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے اپنی حکمت عملی و علم سے اللہ کی رضامندی (صحیح بخاری، نہج البلاغہ) سے بخوبی سر انجام دیا۔

---

1) سنن کبریٰ بیہقی جلد ۴، کتاب الجنائز رقم حدیث ۶۹۰۸۔

پھر شیخین علیہما السلام خود سے تو انصار کے پاس نہیں گئے تھے بلکہ یہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس کے پاس تھے اسی دوران کسی نے ان کو بلایا جیسا کہ اس پر صحیح روایات گواہ ہیں۔[1]

تدفین سے قبل انتخاب خلیفہ و امام کی حکمت یہی تھی اور امام نووی نے اسی کو بیان کرتے ہوئے رقم کیا کہ: شیخین علیہما السلام کا عذر واضح تھا کہ انہوں نے بیعت میں جلدی مسلمانوں کی بڑی مصلحت جان کر فرمائی، تاخیر میں جھگڑا اور اختلاف پڑ سکتا تھا یہاں تک کہ تدفین بیعت کے بعد کی کیونکہ یہ کام بھی اہم و ضروری تھا تاکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن، کفن، غسل کو بہتر طریقے سے امام و خلیفہ کی ماتحتی میں کیا جائے۔

*

1) صحیح بخاری جلد ۳، رقم حدیث ۶۸۳۰۔ صحیح ابن حبان۔

باب سوم

امامی علماء کے دلائل و مستدلات کا جائزہ

حضرات شیخین علیہما السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں شامل تھے اس کے دلائل اور ان دلائل پر امامیہ کے اعتراضات کے جوابات پچھلے صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب اس باب میں حضرات شیخین علیہما السلام کے جنازہ رسول میں شامل نہ ہونے کے حوالے سے امامی مصنفین کی طرف سے پیش کیے گئے دلائل واستدلالات کا آپریشن ہو گا ملاحظہ فرمائیں:

مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ کی حقیقت:

امامی عالم ابو علی نجفی اور شہنشاہ نقوی صاحب نے حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام کے جنازہ میں شامل نہ ہونے کے ثبوت میں مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت پیش کی ہے۔[1]

جواب اول- مصنف ابنِ ابی شیبہ کی روایت کی اسنادی بحث:

یہ روایت سرے سے حجت ہی نہیں ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں ایک راوی جناب عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو مرکزی راوی ہیں جن کی روایت کو بنیاد بنا کر نقوی صاحب نے جناب ابو بکر و

---

1) جنازہ رسول خدا۔ مصائب فاطمۃ الزہرا۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔

عمر علیہ السلام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن و جنازہ میں عدم حاضری کا استدلال کیا۔ حالانکہ جناب عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام کی خلافت کے اخیر میں یا حضرت عثمان علیہ السلام کی خلافت کی ابتداء میں ہوئی[1]۔ لہذا اس واقعہ میں خود جناب عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی ناممکن ہے انہوں نے کسی مجہول سے یہ سنا جس کا نام نامعلوم ہے۔

ثانیاً اس روایت کو قبول نہ ہونے کی دوسری علت اس میں ایک راوی جناب ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بے شک یہ ثقہ ہیں اور صحیح بخاری کے راویوں میں سے ہیں لیکن یہاں اس روایت میں جناب ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت قابل قبول نہیں ہوگی شرح اس کی یہ ہے کہ جناب ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ کی صرف وہ روایات حجت و قبولیت کے حکم میں ہیں جو عراق کے سفر سے پہلے کی ہیں کیونکہ عراق جانے کے بعد ان کے حافظہ کا مسئلہ بن گیا تھا اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں، علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

"قال يعقوب بن شيبه ثقه ثبت لم ينكر عليه شئ الا ما صار الى العراق".

ترجمہ: "جناب یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں کہ ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ثبت ہیں اور کسی چیز کا انکار نہیں، لیکن عراق جانے کے بعد ان کے بارے میں رائے تبدیل ہوگئی۔[2]

اسی طرح جناب ابو الحسن قطان فرماتے ہیں کہ:

"تغير قبل موته ولم ار له فى ذالك سلفا".

ترجمہ: "ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ موت سے پہلے تبدلی آگئی تھی ایسی تبدیلی ہم نے ان میں پہلے کبھی نہیں دیکھی"۔[3]

---

1) تذکرۃ الحفاظ جلد ا صفحہ ۱۰۱۔ تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۱۸۳۔

2) تہذیب التہذیب جلد ششم حرف الھا۔

3) تہذیب التہذیب جلد ششم حرف الھا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ جناب ہشام بن عروہ نے یہ زیر بحث روایت عراق جانے سے پہلے بیان کی یا بعد میں تو اس کے لیے یہاں واضح کر دینا مناسب ہے کہ زیر بحث مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت عراق جانے کے بعد جناب ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی گئی ہے کیونکہ کہ جناب ہشام سے بیان کرنے والے راوی جناب عبد اللہ بن نمبر ہیں جو عراقی ہیں چنانچہ جناب خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

"سمع منه باخرة وكيع، وابن نمير، ومحاضر".

ترجمہ: "جناب ہشام سے آخری عمر میں سننے والے جناب وکیع، جناب عبد اللہ بن نمیر اور جناب محاضر ہیں"۔[1]

اور یہ واضح ہے کہ جناب ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ کی آخری عمر عراق میں بھی گزری جہاں پر عبد اللہ بن نمیر نے ان سے نقوی صاحب کی پیش کردہ روایت بیان کی۔ بہر حال یہ روایت منقطع اور غیر معتبر ہے، شاذ ہے۔

رہی بات ان کے صحیحین کے راوی ہونے کے بارے میں تو عرض یہ ہے کہ آخری عمر کے حوالے سے مختلط و تغیر کے ریمارکس کا کوئی اثر ان پر نہیں پڑتا کیونکہ محدثین کے ہاں یہ طے شدہ بات ہے کہ صحیحین میں جتنے بھی متغیر راوی موجود ہیں ان حضرات کی ان دونوں کتب میں بیان کی گئی روایات اختلاط سے پہلے کی ہیں۔[2]

جواب دوم۔ زیر بحث روایت کتب معتبرہ کی متصل اسناد کے خلاف ہے:

مصنف ابنِ ابی شیبہ کی روایت اسنادی حیثیت اوپر واضح کر دی گئی ہے اب اس کا رد فریقین کی معتبر کتب سے بھی ثابت کیا جائے گا۔ زیر بحث روایت میں مجہول اطلاع میں یہ کہا گیا ہے کہ شیخین علیہما السلام

---

1) تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۔

2) مقدمہ ابن اصلاح صفحہ ۳۹۸۔ المنہاج شرح صحیح مسلم امام نووی جلد ۱ صفحہ ۱۹۰۔

رسول اللہ ﷺ کے دفن ہونے تک سقیفہ میں انصار کے پاس تھے جبکہ متصل متواتر روایات اس کا رد کر رہی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخین علیہما السلام اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے:

"حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ، قَالَ: مَا قَبَضَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ. ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ".

ترجمہ: "جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی تدفین کے سلسلے میں لوگوں میں اختلاف ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ سے ایک ایسی بات سنی ہے جو میں بھولا نہیں ہوں، آپ نے فرمایا: جتنے بھی نبی ہوئے ہیں اللہ نے ان کی روح وہیں قبض کی ہے جہاں وہ دفن کیا جانا پسند کرتے تھے (اس لیے) تم لوگ انہیں ان کے بستر ہی کے مقام پر دفن کرو"۔[1]

جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے یہ حدیث اس وقت سنائی جب رسول اللہ ﷺ کا جنازہ ہونے والا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ معاملات کو حل فرمایا سوال ہوا جس کو جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے ہی حل فرمایا جبکہ جناب عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ والی ضعیف منقطع روایت میں یہ تھا کہ شیخین علیہما السلام دفن تک انصار میں تھے جب کے یہ متصل روایت یہ ثابت کر رہی ہے کہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام دفن کے وقت پاس موجود تھے اور یہ حدیث جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے اس وقت سنائی جب دفنانے کا وقت تھا چنانچہ صحابی رسول

---

1) جامع ترمذی جلد ۱، رقم ۱۰۱۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۴، باب ما جاء فی وفات النبی ﷺ۔ مسند ابی یعلیٰ موصلی جلد ۱ صفحہ ۴۶، تحت مسندات جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲، باب ذکر وفات و دفنہ ﷺ۔

جناب عسیب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"إِنَّهُ شَهِدَ الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟".

ترجمہ: "وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے وقت حاضر تھے جس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے نماز پڑھی جائے گی؟"۔[1]

اس کا جواب بھی جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے ہی دیا اگر آپ دفن کے وقت حاضر ہی نہ ہوتے تو وہاں کے معاملات کیسے حل فرماتے؟

جس طرح مصنف ابن ابی شیبہ کی منقطع ضعیف متروک روایت کے رد میں جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کا وقت جنازہ حاضر رہنا اوپر ثابت کیا گیا ہے اسی طرح فاروق اعظم علیہ السلام کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے وقت حاضر ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں جس میں آپ علیہ السلام کی برکت سے قبر کی قسم کا اختلاف اللہ تعالیٰ نے فرمایا ملاحظہ فرمائیں:

"حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ طُفَيْلٍ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا فِي اللَّحْدِ، وَالشَّقِّ، حَتَّى تَكَلَّمُوا فِي ذَلِكَ وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَصْخَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، فَأَرْسَلُوا إِلَى الشَّقَّاقِ، وَاللَّاحِدِ جَمِيعًا، فَجَاءَ اللَّاحِدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ترجمہ: "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا، تو لوگوں نے بغلی اور صندوقی قبر کے سلسلے میں اختلاف کیا، یہاں تک کہ اس سلسلے میں باتیں بڑھیں، اور لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ

---

1) مسند احمد جلد ۹، رقم ۲۱۰۴۷۔

ﷺ کے پاس زندگی میں یا موت کے بعد شور نہ کرو، یا ایسا ہی کچھ کہا، بالآخر لوگوں نے بغلی اور صندوقی قبر بنانے والے دونوں کو بلا بھیجا، تو بغلی قبر بنانے والا پہلے آ گیا، اس نے بغلی قبر بنائی، پھر اس میں رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا گیا۔ (1)

جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے یہ اس وقت قبر کی جگہ کا مسئلہ حل فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا جا چکا تھا اور دفن و جنازہ کی تیاری شروع ہونے والے تھی چنانچہ جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام کے الفاظ یہ ہیں:

"فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ جِهَازِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ، وَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ، فَقَالَ قَائِلٌ: نَدْفِنُهُ فِي مَسْجِدِهِ، وَقَالَ قَائِلٌ: بَلْ يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ قُبِضَ".

ترجمہ: "جب رسول اللہ ﷺ کو غسل دے کر چارپائی پر رکھا گیا تو صحابہ کرام میں دفن کی جگہ کا اختلاف ہوا کچھ نے کہا رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں دفن کیا جائے تو کچھ نے کہا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بقیع میں دفن کیا جائے۔ اسی اثنا میں حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کا جہاں وصال ہوتا ہے وہیں اس کو دفن کیا جاتا ہے"۔ (2)

تنبیہ: شہنشاہ نقوی نے حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام والی روایت کی سند کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اس کے لیے عرض ہے کہ جن طرق پر نقوی صاحب نے تحفظات کا اظہار کیا اس کے علاوہ بھی دوسرے طرق اس روایت کے موجود ہیں، پھر بھی اگر نقوی صاحب بضد رہیں تو جواب یہ ہے

---

1) سنن ابن ماجہ جلد ۲، رقم ۱۵۵۸۔

2) مسند ابی یعلیٰ جلد ۱، رقم ۲۲۔ سنن الکبری بیہقی جلد ۴، کتاب الجنائز رقم ۶۹۰۶۔

کہ ان اسناد کو مصنف ابن ابی شیبہ کی ضعیف منقطع روایت کے مقابلے میں سمجھا جائے۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی منقطع متروک اور ضعیف روایت یہ کہتی ہے کہ شیخین علیہما السلام رسول اللہ ﷺ کے دفن کے وقت انصار میں تھے لیکن یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سوموار کو ہوئی اور بدھ کو آپ کو دفنایا گیا۔ (1) اب مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کی روشنی میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ شیخین علیہما السلام بدھ والے دن شام کو کدھر واپس آتے جبکہ صحیح سند سے بخاری کی روایت میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے روز ہی جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام ممبر پر عام بیعت کے لیے موجود تھے اور ممبر تو مدینہ منورہ مسجد نبوی ہی میں تھا اور آپ ﷺ کو بھی مسجد نبوی کے ساتھ ہی تو حجرہ مبارک صدیقہ کائنات اماں عائشہ علیہا السلام میں دفن کیا گیا بھلا اس کو کیسے اس پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ وہ انصار میں سقیفہ کے مقام پر تھے اور رسول اللہ ﷺ کی تدفین ہو رہی تھی؟ جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الآخِرَةَ حِينَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَشَهَّدَ وَأَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ، قَالَ: كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَدْبُرَنَا، يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَكُونَ آخِرَهُمْ، فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهِ، هَدَى اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثَانِيَ اثْنَيْنِ، فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِينَ بِأُمُورِكُمْ، فَقُومُوا، فَبَايِعُوهُ، وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ: اصْعَدِ

---

1) مسند ابی یعلیٰ جلد ۱، رقم ۲۲۔ البدایہ والنہایہ جلد ۵۔

الْمِنْبَرَ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً".

ترجمہ: "یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے دن کا ہے۔ انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے اور کچھ نہیں بول رہے تھے، پھر (عمر رضی اللہ عنہ نے) کہا مجھے امید تھی کہ نبی ﷺ زندہ رہیں گے اور ہمارے کاموں کی تدبیر وانتظام کرتے رہیں گے۔ ان کا منشا یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ ان سب لوگوں کے بعد تک زندہ رہیں گے۔ تو اگر آج محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے نور (قرآن) کو باقی رکھا ہے جس کے ذریعہ تم ہدایت حاصل کرتے رہو گے اور اللہ نے محمد ﷺ کو اس سے ہدایت کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھی (جو غار ثور میں) دو میں کے دوسرے ہیں، بلاشک وہ تمہارے امور خلافت کے لیے تمام مسلمانوں میں سب سے بہتر ہیں، پس اٹھو اور ان سے بیعت کرو۔ ایک جماعت ان سے پہلے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کر چکی تھی، پھر عام لوگوں نے منبر پر بیعت کی۔ زہری نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے، اس دن کہہ رہے تھے، منبر پر چڑھ آیئے۔ چنانچہ وہ اس کا برابر اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے اور سب لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔[1]

اب وہی حوالے یہاں پیش کئے جائیں گے جن کی سند پر نقوی صاحب نے اعتراض کیا۔ یاد رہے ان کو نقوی صاحب کی طرف سے پیش کردہ مصنف ابن ابی شیبہ کی ضعیف شاذ روایت کے مقابلے میں پیش کیا جارہا ہے۔

صحیح بخاری و فتح الباری کے حوالوں کی حقیقت:

نجفی صاحب نے صحیح بخاری کی ایک روایت پیش کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام جناب عائشہ علیہا السلام سے پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کفن کتنے کپڑوں میں دیا گیا۔ پھر نجفی

1) صحیح بخاری جلد ۶، رقم ۷۲۱۹۔

نے فتح الباری سے علامہ عسقلانی کی ایک عبارت پیش کی جس سے تاثر یہ دیا کہ علامہ عسقلانی کہہ رہے ہیں کہ یہ لاعلمی جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کو اس لیے ہوئی کیونکہ آپ خلافت کے معاملات میں مشغول تھے تدفین میں شامل نہ ہو سکے۔[1]

جواب اول:

سب سے پہلے ہم آپ کے سامنے پوری روایت صحیح بخاری سے آپ کے سامنے رکھتے ہوں پھر نجفی صاحب کی خیانت کا پوسٹ مارٹم کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیں حضرت ام المومنین عائشہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ:

"دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: فِي كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، قَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ، وَقَالَ لَهَا: فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، قَالَتْ: يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟، قَالَتْ: يَوْمُ الِاثْنَيْنِ، قَالَ: أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ إِلَى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيهِ بِهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ، فَقَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا وَزِيدُوا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُونِي فِيهَا، قُلْتُ: إِنَّ هَذَا خَلَقٌ، قَالَ: إِنَّ الْحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ، فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتَّى أَمْسَى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ، وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ".

ترجمہ: "میں (والد ماجد) حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کی خدمت میں (ان کی مرض الموت میں) حاضر ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم لوگوں نے کتنے کپڑوں کا کفن دیا تھا؟ حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا کہ تین سفید دھلے ہوئے کپڑوں کا۔ آپ کو کفن میں قمیض اور عمامہ نہیں دیا گیا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ آپ کی وفات کس دن ہوئی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ پیر کے

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۳۱۔۱۳۳۔

دن۔ پھر پوچھا کہ آج کون سا دن ہے؟ انہوں نے کہا آج پیر کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے بھی امید ہے کہ اب سے رات تک میں بھی رخصت ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا کپڑا دیکھا جسے مرض کے دوران میں آپ پہن رہے تھے۔ اس کپڑے پر زعفران کا دھبہ لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے اس کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ دو اور ملا لینا پھر مجھے کفن انہیں کا دینا۔ میں نے کہا کہ یہ تو پرانا ہے۔ فرمایا کہ زندہ آدمی نئے (کپڑے) کا مردے سے زیادہ مستحق ہے' یہ تو پیپ اور خون کی نذر ہو جائے گا۔ پھر منگل کی رات کا کچھ حصہ گزرنے پر آپ کا انتقال ہوا اور صبح ہونے سے پہلے آپ کو دفن کیا گیا"۔[1]

یہ پوری روایت آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ ہر جگہ کسی چیز کا پوچھنا لاعلمی پر منطبق نہیں کیا جا سکتا اس کے قرائن و شواہد دیکھنا پڑتے ہیں۔ یہاں پر ہی دیکھیں کہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام اس دن کا بھی پوچھ رہے ہیں جس دن میں موجود تھے کہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے فرمایا: **"فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟"** آج کون سا دن ہے؟ جناب عائشہ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا: **"يَوْمُ الِاثْنَيْنِ"** آج سوموار کا دن ہے۔[2] حالانکہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام اسی دن موجود تھے۔ ثابت ہوا کہ ہر جگہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ کسی چیز کا اس لیے پوچھا گیا ہو جس کا کہنے والے کو علم نہ ہو کفن کے سوال کو بھی اسی پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

جواب دوم:

دوسری بات یہ ہے کہ امام المتقین خلیفہ بلافصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کے مرض الوفات کے دن چل رہے تھے۔ شدت مرض اور عمر کی زیادتی کی وجہ ساتھ بھی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن

---

1) صحیح بخاری رقم ۱۳۸۷۔

2) صحیح بخاری رقم ۱۳۸۷۔

کے کپڑوں کی تعداد ان کے ذہن سے محو ہو گئی تو یہ کوئی ناممکن نہیں۔ اور نہ اس کا بھولنا ہی کوئی عیب کی بات ہے۔

جواب سوم:

علامہ عسقلانی کی عبارت میں بالفرض تدفین (یعنی لحد مبارک میں اتارے جانے) میں شمولیت نہ کرنے کی بات ہوئی ہے تو دفن کرنے کی ذمہ داری تو خود امامیہ کے مطابق اہل بیت کی تھی۔ چنانچہ نجفی صاحب نے خود ہی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت علی عَلَیْہِ السَّلَام کو وصیت میں فرمایا:

"سب لوگوں سے پہلے مجھ پر نماز پڑھنا اور مجھ سے اس وقت تک جدا نہ ہونا جب تک میرے جسد نورانی کو لحد کے سپرد نہ کر دینا اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا"۔[1]

جواب چہارم:

علامہ عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی عبارت میں نجفی صاحب نے ڈنڈی ماری ہے وہاں پر دفن کی بات نہیں بلکہ کفن کی بات ہو رہی ہے ملاحظہ فرمائیں علامہ عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ:

"ویحتمل ان یکون السؤال علی قدر الکفن علی حقیقتہ لانہ لم یحضر ذلک لاشتغالہ بامر البیعۃ".

ترجمہ: "اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ سوال کفن کی مقدار معلوم کرنے کے لئے کیا گیا ہو تا کہ (کفن کی) حقیقت واضح ہو جائے، کیونکہ بیعت کے معاملہ میں مشغول رہنے کی وجہ سے وہ (کفنانے) میں حاضر نہ ہو سکے ہوں گے"۔[2]

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۸۵ بحوالہ مناقب آل ابی طالب جلد ا صفحہ ۲۹۳۔ جلا العیون جلد ا صفحہ ۱۳۷۔

2) فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۳ صفحہ ۲۹۷، کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین، رقم ۱۳۵۳۔

یہاں پر دیکھیں کفن کی بات ہو رہی ہے نہ کہ دفن کی اور اس حوالے سے بھی علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یقین سے یہ نہیں لکھا کہ خلافت کی بیعت میں مشغول ہونے کے باعث آپ علیہ السلام چوں کہ کفن دیتے وقت حاضر نہیں تھے اس لیے پوچھنا پڑا، بلکہ یہاں پر بھی محض امکان و احتمال کے طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نقل کیا۔ جبکہ روایات اس پر گواہ ہیں کہ دفن کا مسئلہ حل ہی جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے فرمایا بھلا وہ دفن کے وقت غیر حاضر کیسے ہو سکتے ہیں چنانچہ اس پر ہم نے باب اول میں روایات پیش کی ہیں۔ ایک روایت یہاں پر بھی پیش کر دیتے ہیں چنانچہ ابن ماجہ میں ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

"لَقَدْ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُحْفَرُ لَهُ فَقَالَ قَائِلُونَ يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ وَقَالَ قَائِلُونَ يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ قَالَ فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوا لَهُ".

ترجمہ: "صحابہ کرام میں اس معاملے میں اختلاف رائے پیش آیا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کہاں تیار کی جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد نبوی میں دفن کیا جائے۔ کچھ حضرات نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے ساتھ (بقیع کے قبرستان میں) دفن کیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا ہے: ''جو بھی نبی فوت ہوا، وہ جہاں فوت ہوا، وہیں دفن ہوا۔'' اس کے بعد چنانچہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بستر اٹھایا، جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی، اور (اس مقام پر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک تیار کی"۔[1]

---

1) سنن ابن ماجہ جلد ۱، کتاب الجنائز رقم ۱۶۲۸۔ جامع ترمذی کتاب الجنائز رقم ۱۰۱۸۔ مسند ابی یعلیٰ جلد ۱ مسندات ابو بکر صدیق علیہ السلام رقم ۲۲۔۴۱۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام دفن کے وقت موجود تھے۔ اسی لیے علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے محض احتمال نقل کیا ہے۔

جواب پنجم:

امام المتقین خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کی یہ گفتگو اماں عائشہ علیہا السلام سے جس وقت کی ہے اس کا تعلق قریب الوفات وقت سے ہے اور اس وقت میں کوئی بات ذہن سے محو ہو جانے سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ وہ جس کا پوچھ رہے ہیں سرے سے ان کے بارے میں علم ہی نہیں یا کہیں خاموش ہیں اور خود جواب نہیں دے رہے تو سرے سے اس کا علم ہی نہیں رکھتے۔ ایک مثال ہم اسی صحیح بخاری سے دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت قرآن مجید کی آیت پڑھ کر امام المتقین خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام نے وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ قرآن مجید سے حل فرمایا اور ایک نازک وقت میں امت کی داد رسی فرمائی۔ آپ کے علاوہ کسی کے بھی ذہن میں قرآن مجید کا وہ مقام و مفہوم آیت نہیں آ رہا تھا جس سے وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے رہنمائی ملتی ہے۔ حالانکہ وہاں جناب علی علیہ السلام و جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام جیسے حافظ و قرآن جیسے علم قرآن رکھنے والے موجود تھے اس کے باوجود جنہوں نے یہ مسئلہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حل فرمایا ہے تو وہ حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کی ذات مبارکہ ہے چنانچہ آپ کے اس عمل کے بعد جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"وَاللَّهِ كَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ، فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا".

ترجمہ: "اللہ کی قسم ایسا معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آیت کی تلاوت سے پہلے جیسے لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت بھی اللہ پاک نے قرآن مجید میں اتاری ہے۔ اب تمام صحابہ نے یہ آیت آپ سے سیکھ لی پھر تو ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی"۔[1]

---

1) صحیح بخاری رقم ۱۲۴۲۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب کے حوالے کی حقیقت:

ابو علی نجفی نے الاستیعاب سے صحابی رسول جناب ذویب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب ذویب رضی اللہ عنہ مدینہ آتے ہیں اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملتی ہے اور وہ لوگوں کے گھروں سے ہوتے ہوئے سقیفہ چلے جاتے ہیں وہاں جناب ابو بکر و عمر اور جناب ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو پایا جب وہاں بیعت خلافت کا عمل مکمل ہو گیا تو جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ اور تدفین میں شامل ہوا۔[1]

جواب اول:

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس روایت کی سند ہی درست نہیں اس لیے یہ حجت نہیں۔

جواب دوم:

دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں کہیں جناب ذویب رضی اللہ عنہ نے جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن و دفن میں شریک ہی نہیں ہوئے بلکہ صرف اپنا تذکرہ مختصراً انہوں نے کر دیا۔

جواب سوم:

تیسری بات یہ ہے کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ جناب ذویب رضی اللہ عنہ کے آتے ہی فوراً یہ کفن و دفن و جنازہ کمپلیٹ ہو گئے اور جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شامل نہ ہو سکے۔ یہ ضروری نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے وہاں جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اکٹھا ہی داخلہ ہو تب ہی وہاں کے افعال میں ان کا شریک سمجھا جائے گا۔

جواب چہارم:

یہ روایت خود نجفی صاحب کے مؤقف کو بھی رد کر رہی ہے کیونکہ جناب نے مصنف ابن ابی

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۳۔

شیبہ کی منقطع ضعیف روایت سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ جناب ابو بکر و عمر علیہما السلام کے سقیفہ سے لوٹنے سے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد خاک کر دیا گیا تھا۔[1] جبکہ نجفی صاحب کی ہی پیش کردہ الاستیعاب کی روایت اس کا رد کر رہی ہے کیونکہ وہاں یہ ہے کہ جناب ذویب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جب سقیفہ میں بیعت کا عمل مکمل ہو گیا تو جناب ابو بکر واپس لوٹے اور میں بھی ان کے ساتھ لوٹا اور تدفین و جنازہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہوا"۔[2]

نجفی صاحب کا جب خود کا قبلہ ہی سیدھا نہیں تو وہ کسی کو جنازہ میں شامل اور خارج کیسے ثابت کر سکتے ہیں۔ ایک ہی مؤقف پر ایک روایت سے نتیجہ کچھ نکالا اور اسی حاصل کو دوسری روایت سے رد کر دیا۔ ثابت ہوا بغض اصحاب رسول کی بیماری کا اثر دماغ پر بھی ہوتا ہے۔

ریاض النضرہ کے حوالے کی حقیقت:

ابو علی نجفی نے محب طبری کی طرف سے یہ نقل کیا کہ انہوں نے لکھا ہے:

"حضرت ابو بکر بیعت سقیفہ سے فارغ ہوئے تو سیدھے مسجد نبوی میں چلے گئے اور منبر پر بیٹھ کر بیعت لینے لگے اور بیعت لینے میں اس قدر مشغول ہو گئے کہ تدفین رسول میں شمولیت نہ کر سکے یہاں تک منگل کی شام ہو گئی"۔[3]

جواب اول:

نجفی صاحب نے ترجمہ سے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سرے سے جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام دفن کے وقت موجود ہی نہیں تھے کیونکہ کہ اس میں محب طبری

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۳۹۔

2) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۲۳۔

3) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۲۴۔

کے آخری الفاظ یہ موجود ہیں کہ:

"حتی کان آخر اللیل من لیلۃ الثلاثاء".

ترجمہ: "یعنی جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام بیعت لینے میں اتنے مصروف ہوئے کہ منگل کی شام ہو گئی"۔[1]

جبکہ تدفین بدھ کی رات ہوئی جب تدفین ہی بیعت لیتے وقت نہیں ہوئی تو دفن میں شمولیت کی نفی کیسے ہو سکتی ہے۔؟؟ چنانچہ جناب عباس علیہ السلام کہتے ہیں کہ:

"ثُمَّ دُفِنَ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْأَرْبِعَاءِ".

ترجمہ: "بدھ کی نصف رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا"۔[2]

جواب دوم:

بیعت جہاں لی جا رہی تھی وہ بھی کوئی مدینہ سے باہر جگہ نہیں تھی یا کوئی بازار نہیں تھا کہ عدم شمولیت کا وہم کیا جائے بلکہ بیعت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی لی جا رہی تھی اور مسجد نبوی حجرہ اہل بیت جناب ام المومنین عائشہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ ہی جڑی ہوئی ہے۔

جواب سوم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دفن کی جگہ کے اختلاف کا مسئلہ ہی جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے حل فرمایا تھا۔ نجفی صاحب کا یہ بغض ہے کہ جس کی وجہ سے یہ خیانتیں کی ہیں تا کہ عام قاری کو دھوکہ دیا جا سکے۔ اسی کتاب ریاض النضرہ میں محب طبری صاحب نے اس پر پورا باب قائم کیا ہے جس میں یہ ہے کہ دفن کے اختلاف کے وقت جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا کر مسئلہ حل فرمایا اس کے تحت روایات محب طبری نے نقل کی ہیں۔[3]

---

1) ریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۷ ذکر بیعتہ سقیفہ ماجری فیہا۔

2) سنن ابنِ ماجہ جلد ۱، کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم ۱۶۲۸۔

3) ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۳۷، باب ۴۱، ذکر ثبات یوم توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جواب چہارم:

نجفی صاحب نے ریاض النضرہ کے حوالے کے تحت امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ایک غلط مؤقف پیش کیا کہ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منگل کی شام کو دفن کر دیا گیا تھا۔[1] اس عبارت کو جناب محب طبری کی عبارت سے جوڑ کر یہ غلط تاثر دیا گیا ہے کہ چونکہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام شام تک بیعت لینے میں مشغول رہے اور دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منگل کے دن دفنا دیا گیا اس لیے آپ شامل نہ ہو سکے۔

لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے دفن کے حوالے سے مختلف اقوال نقل کیے ہیں جو قول نجفی صاحب نے امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا وہ نہ تو امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا مؤقف ہے نہ وہ جمہور کا ہے۔ جمہور کا مؤقف بھی وہی ہے جو اوپر ہم نے جناب عباس علیہ السلام کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جناب عائشہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ:

"أنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم تُوفِّي یومَ الإثنین، ودفن لیلۃ الأربعاء".

ترجمہ: "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار کو وفات پائی اور بدھ کی رات کو دفن کیا گیا"۔[2]

اس کے بعد منگل کے قول کی غرابت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والمشھورُ عن الجُمْھور ما أسلفْناہ من أنّہ علیہ الصلاۃ والسلام، تُوفِّي یوم الإثنین ودفن لیلۃ الأربعاء".

ترجمہ: "جمہور اسلام سے مشہور جو قول ہے وہ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار روز وفات پائی اور

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۲۵۔

2) البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۸، سنتہ احدی عشرہ من الھجرہ باب متی وقع علیہ الصلاۃ والسلام۔ مکتبہ فاروقیہ کوئٹہ۔

بدھ کی رات کو آپ کو دفن کیا گیا"۔[1]

اسی طرح امامیہ مصنفین نے بھی یہی لکھا ہے چنانچہ احمد بن ابی یعقوب ابن واضح یعقوبی رقمطراز ہے کہ:

"چند دن تک رسول اللہ ﷺ پر نماز پڑھیں جاتی رہی لوگ آتے اور گروہ گروہ کر کے نماز پڑھتے۔ بدھ کی شب جب رات کا ایک حصہ گزر چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ کو سپرد خاک کیا گیا"۔[2]

اسی طرح صاحب کشف الغمہ ابی الحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح الاردبیلی رقمطراز ہیں کہ:

"وروی الجمهور موته فی الإثنین ثانی عشر ربیع الأول قالوا ولد یوم الإثنین وبعث یوم الإثنین ودخل المدینة یوم الإثنین".

ترجمہ: "جمہور سے مروی ہے آپ ﷺ سوموار بارہ ربیع الاول کو فوت ہوئے، ان کا کہنا ہے کہ آپ سوموار کو پیدا ہوئے، سوموار کو بعثت ہوئی، اور آپ مدینہ میں سوموار کو داخل ہوئے، اور روح بھی آپ کی سوموار کو قبض ہوئی، جیسا کہ ذکر ہوا، اور دفن آپ ﷺ کو بدھ کو کیا گیا"۔[3]

شرح عقائد نسفیہ اور شرح العقائد جرجانی کے حوالوں کی حقیقت:

نجفی صاحب نے علامہ تفتازانی اور علامہ جرجانی کی کتب سے سے جو کچھ لکھا اس کا خلاصہ یہ

---

1) البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۸، سنتہ احدی عشرہ من الھجرہ باب متی وقع علیہ الصلاۃ والسلام۔ مکتبہ فاروقیہ کوئٹہ۔

2) تاریخ یعقوبی جلد ا صفحہ ۳۴۳، باب وفات رسول اللہ ﷺ۔

3) کشف الغمہ جلد ا صفحہ ۴۴، باب مدت حیات النبی ﷺ۔

ہے کہ صحابہ کرام نے امامت و خلافت کے انعقاد کو تجہیز و تکفین و جنازہ پر مقدم رکھا۔[1]

جواب اول:

پہلی بات یہ ہے کہ ان دونوں علماء متکلمین نے ان عبارات میں یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین مکمل ہونے تک یہ سب حضرات بیعت کے انعقاد میں ہی مصروف رہے۔ کسی فعل کو وقتی طور چھوڑنے کو کلی طور پر چھوڑنا نہیں کہتے۔

جواب دوم:

بیعت کا عمل منگل کے دن کو ہی مکمل ہو گیا تھا اور جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام اور جملہ مہاجرین و انصار بھی مسجد نبوی میں ہی موجود تھے جہاں ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کی چارپائی حجرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا میں رکھی گئی تھی۔ نجفی صاحب اس پر بضد ہیں کہ جو صحابہ کرام سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں تھے وہ سب ایک چھوٹے سے حجرہ میں داخل ہو کر تجہیز و تکفین کے عمل کو پورا کرتے۔ بھلا اتنی بڑی تعداد کا اندر سمانا ممکن تھا؟ اس طرح کے نتائج کے مطالبات مخالف امامی مذہب کے لوگوں کی جہالت پر مبنی ہیں۔

جواب سوم:

اس طرح کی روایات بھی ملتی ہیں کہ گھر والوں نے اندر سے دروازہ بند کر دیا تھا اور انصار صحابہ کرام نے اپنا حصہ ڈالنے کا کہا لیکن ان کو داخل ہونے کی اجازت کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ:

"جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کے غسل کی تیاری شروع کی تو سب حضرات کو ہم باہر نکال دیا"۔[2]

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔

2) طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲، باب رسول اللہ ﷺ کا غسل۔

تو پھر شیخین علیہما السلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ہی بوجھ و اختلاف سنبھال کر حل کر رہے تھے ان کا کیا قصور ہے؟

جواب چہارم:

پھر تجہیز و تکفین کی ڈیوٹی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کی لگا کر گئے تھے۔[1] بھلا جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے سپرد کیا اس کے نہ کرنے کا شکوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کس اصول سے کیا جا سکتا ہے؟

جواب پنجم:

پھر خلافت کے اختلاف کے وقت عارضی طور پر تجہیز و تکفین کو مقدم کرنے کی معقول وجہ بھی نجفی صاحب کے اپنے ہی ایک نقل کردہ حوالے میں موجود ہے چنانچہ تفضیلی رافضی وحید الزماں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"ابو بکر و عمر کا جلدی کرنا خلافت کے لیے اس وجہ سے تھا کہ وہ نہایت ضروری ہو گیا تھا اور دیر کرنے میں یہ ڈر تھا کہ کہیں اور کوئی آدمی نہ کھڑا ہو جائے اور اسی واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم کیا"۔[2]

صواعق محرقہ، ازالۃ الخفاء اور الفاروق کے حوالوں کی حقیقت:

ان تینوں کتب کی عبارات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حضرات شیخین علیہما السلام کو کوئی غم نہیں تھا اور اسی لیے انہوں نے بیعت خلافت کو جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

---

1) طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔ امالی شیخ طوسی جلد ۲ صفحہ ۱۵۳، باب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل و کفن کون دے گا۔

2) جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۲۰۔

پر ترجیح دی۔[1]

جواب اول:

ان تینوں کتب میں کہیں بھی یہ نہیں کہ شیخین علیہما السلام اور دوسرے صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ نہیں پڑھا بلکہ صرف خلافت کے مسئلہ کو متقدم کرنے کا ذکر ہے۔ اور ہم اسی کتاب میں یہ ثابت کر آئے ہیں کہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کی بیعت خلافت تجہیز و تکفین و جنازہ سے پہلے ہو گئی تھی۔ عارضی طور پر بیعت میں مصروفیات کی وجہ سے امامیہ کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

جواب دوم:

اور جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام اور جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام بھی باقاعدہ طور پر بیعت خلافت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کو مقدم نہیں کر رہے تھے بلکہ اچانک سقیفہ بنی ساعدہ کے حوالے سے اختلاف کی اطلاع آئی تھی۔ شیخین علیہما السلام خود انصار کے پاس نہیں گئے تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس کے پاس ہی تھے کہ اسی دوران کسی نے ان کو بلایا جیسا کہ اس پر صحیح روایات گواہ ہیں۔[2] اور یہی وجوہات علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے الفاروق میں نقل کیں لیکن مصنف جنازہ رسول خدا نے خاص باطل مقصد کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کو نقل نہیں کیا۔

جواب سوم:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے جو ابو علی نجفی صاحب ثابت کرنا چاہ رہے ہیں اس کا رد ان ہی کی کتاب سے پیش کرتے ہیں۔ شرح اس کی یہ ہے کہ ابو علی نجفی نے ایک قول کو نقل کر

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۲۱۔۱۳۱۔۱۳۴۔

2) صحیح بخاری جلد ۳، رقم ۶۸۳۰۔ صحیح ابن حبان۔

کے یہ لکھا تھا کہ منگل کے دن ہی رسول اللہ ﷺ کی تدفین ہو گئی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ ثابت کیا جائے کہ شیخین علیہما السلام تدفین کے وقت آپ ﷺ کے پاس نہیں تھے بلکہ وہ منگل کے بعد واپس آئے اس سے پہلے تدفین ہو گئی تھی۔ جبکہ علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ:

"آپ صلی اللہ علیہ چودہ روز بیمار رہے اور وفات کے تیسرے روز چہار شنبہ (بدھ) کو مدفون فرمائے گئے"۔(1)

شاہ صاحب کے حوالے سے ابو علی نجفی صاحب یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا غم نہیں تھا۔ اس کا رد بھی شاہ صاحب کی کتاب سے ملاحظہ فرمائیں:

"(رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت) بعض اصحاب غم کی وجہ سے اس قدر بے خود تھے کہ حضور ﷺ کی وفات کا یقین ہی نہیں آتا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گونگے ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ دم بخود کھڑے رہ گئے جملہ اصحاب میں سے کوئی شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ ثابت قدم نہیں رہا"۔(2)

جواب چہارم:

رہی علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت تو انہوں نے خود ہی اس دعوی کی تردید آخر میں کر دی جو ابو علی نجفی صاحب ان کی عبارت سے دھوکہ دیتے ہوئے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی وفات کا اصحاب رسول کو کوئی غم نہیں تھا۔ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ کتب حدیث و سیر میں بظاہر اس قسم کا خیال پیدا ہوتا ہے لیکن در حقیقت

---

1) سیرت الرسول ﷺ ترجمہ سرور المحزون صفحہ ٦٧، ترجمہ خلیفہ محمد عاقل۔

2) سیرت الرسول ﷺ صفحہ ٦٧۔٦٨۔

ایسا کہ ہے"۔[1]

پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے حوالے سے علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اہل بیت کے بارے میں بھی یہ لکھا لیکن مصنف نے اس کو چھپایا علامہ لکھتے ہیں کہ:

"تیسری بحث کی کیفیت یہ ہے کہ اس وقت جماعت اسلامی کو تین گروہوں میں تقسیم کی جاسکتی تھی بنو ہاشم جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شامل تھے مہاجرین کے رئیس وافسر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، انصار جن کے شیخ القبیلہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ان تینوں گروہوں میں سے ایک گروہ بھی خلافت کے خیال سے خالی نہ تھا۔ انصار نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا تھا"۔[2]

پھر علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر دلائل دیئے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سمیت بنی ہاشم بھی خلافت کے خیال سے خالی نہ تھے اور انہوں نے علیحدہ جنازہ رسول کو چھوڑ کر حضرت علی علیہ السلام کے کے پاس اکٹھ کیا ہوا تھا آپ لکھتے ہیں کہ:

"آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک مجمع ہوا جس میں تمام بنی ہاشم اور ان کے اتباع شریک تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پیش رو تھے"۔[3]

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"سقیفہ میں حضرت علی کا نہ جانا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے رنج والم میں مصروف تھے اور ان کو اس پر درد موقع پر خلافت کا خیال نہیں آسکتا تھا۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ سقیفہ میں مہاجرین و انصار جمع تھے اور ان دونوں گروہ میں سے کوئی بھی حضرت علی کے دعوی کی تائید نہ کرتا"۔[4]

---

1) الفاروق صفحہ ۷۱۔

2) الفاروق صفحہ ۷۳۔

3) الفاروق صفحہ ۷۳۔

4) الفاروق صفحہ ۷۵۔

پھر علامہ نے اپنی اسی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے غم کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت بیان فرمائی۔ جو مصنف جنازہ رسول ﷺ کے باطل استدلال کی تردید ہو رہی ہے جو اس نے علامہ کے نامکمل مؤقف سے پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔

الامامۃ والسیاسۃ کے حوالے کی حقیقت:

بو علی نجفی صاحب نے اپنی کتاب میں کتاب الامامۃ والسیاسۃ کے حوالہ سے جناب علی رضی اللہ عنہ کا قول لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اے گروہ مہاجرین وانصار کیا میں بھی ان لوگوں کی طرح نبی کریم ﷺ کے جسد مبارک کو ان کے گھر میں چھوڑ کر حصول خلافت کے لیے گھر سے باہر آ کر لڑنا جھگڑنا شروع کر دیتا"۔[1]

اسی طرح کی ایک عبارت اسی کتاب سے اسی مقام سے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بہت سے مصنفین نے پیش کی۔

جواب اول:

نجفی صاحب نے جو روایت پیش کی اس کی سند مصنف کتاب الامامۃ والسیاسۃ نے نقل نہیں کی اس لحاظ سے یہ حجت نہیں۔

جواب دوم:

دوسری بات یہ ہے کہ اس کتاب کا حوالہ اہل سنت کے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا ہے وجہ یہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف اہل سنت نہیں اور نہ یہ ثقہ مصنف ہے بلکہ اس پر سخت جرح موجود ہے اس کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۱۸۔

"مراۃ الزمان میں میں نے دیکھا کہ ابن قتیبہ کے بارے میں امام دار قطنی کہتے ہیں کہ اس کا شیعیت کی طرف میلان تھا اور اہل بیت سے منحرف تھا اس پر اس کا کلام بھی دلالت کرتا ہے۔ امام بیہقی نے اس کو کرامیہ کہا ہے مسعودی نے مروج الذہب میں کہا ہے کہ اس نے ابو حنیفہ دینوری کے مضامین سے مدد لی۔ میں نے اپنے شیخ عراقی سے سنا ہے کہ ابن قتیبہ کثیر الغلط تھا"۔[1]

اسی طرح امام حاکم اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

"تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ ابن قتیبہ پرلے درجے کا جھوٹا شخص ہے"۔[2]

ابن تغر بیر وی نے کہا کہ:

"ابن قتیبہ گندی اور ناپاک زبان والا تھا بڑے بڑے علماء کو بھی اس نے اپنی زبان کے خبث سے معاف نہ کیا"۔[3]

ثابت ہوا کہ ابن قتیبہ صرف شیعہ ہی نہیں بلکہ مجروح مصنف تھا اس لیے صرف شیعہ کہہ کر ہلکی جرح وغیرہ کا چور دروازہ نہیں نکالا جا سکتا۔

جواب سوم:

تیسری بات یہ ہے کہ مصنف جنازہ رسول اللہ نے جس کتاب الامامۃ والسیاسۃ سے حوالہ دیا وہ کتاب ابن قتیبہ کی ثابت ہی نہیں۔ چنانچہ اس کے مندرجہ ذیل کچھ نکات پیش خدمت ہیں:

1. جن لوگوں نے ابن قتیبہ کے حالات لکھے انہوں نے اس کی تصنیفات میں اس

---

1) لسان المیزان جلد ۳ صفحہ ۳۵۷۔

2) میزان الاعتدال جلد ۴۔

3) مقدمہ التحقیق المعارف صفحہ ۶۱۔

کتاب کا ذکر نہایت کیا۔

2. امامت السیاسیہ کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف دمشق کا رہنے والا تھا۔ حالانکہ ابن قتیبہ بغدادی میں رہائش پزیر تھا۔ اور یہاں سے وہ دینور کے علاوہ کسی اور شہر میں ہر گز نہیں گیا۔

3. کتاب میں ابو لیلی کی روایات درج ہیں۔ ابو لیلی 148 ہجری میں کوفہ کا قاضی تھا۔ یعنی ابن قتیبہ کی پیدائش سے 65 سال قبل۔

4. کتاب کے مصنف نے اندلس کی فتح کا واقعہ ایک عورت کی زبانی بیان کیا۔ جو اس واقعہ میں موجود تھی۔ فتح اندلس 120 سال قبل پیدائش ابن قتیبہ ہوئی تھی۔

5. اس کتاب کے مؤلف نے مراکش کی فتح موسیٰ بن نصیر کے حوالہ سے بیان کی ہے حالانکہ مراکش کو یوسف بن تاشفین نے 455 ہجری میں آباد کیا تھا۔ اور ابن قتیبہ کا انتقال 276 ہجری میں ہوا۔[1]

جواب چہارم:

اب ہم آتے ہیں جو روایت پیش کی گئی تھی اس کے متن پر کہ کیا اس سے شیخین علیہما السلام کے صلاۃ جنازہ رسول میں عدم شمولیت ثابت ہوتی بھی ہے کہ نہیں؟ جناب علی علیہ السلام کا قول ہو یا جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا قول دونوں میں لفظ جنازہ کے ساتھ نماز کا ذکر نہیں۔ اور جنازہ کے لغت میں یہ معنی کیے گئے ہیں:

الجنازہ: مردہ، مردہ کا تابوت وغیرہ۔[2]

---

1) مقدمہ کتاب المعارف لابن قتیبہ صفحہ ۵۶، از ڈاکٹر ثروت عکاشہ مطبوعہ قاھرہ مصر۔

2) القاموس الوحید صفحہ ۲۸۷۔

اسی محدثین نے ابواب اور روایات جہاں میت پر نماز کے حوالے سے لکھی ہیں وہاں جنازہ کا معنی میت ہی کیا گیا ہے نہ کہ میت پر نماز البتہ جہاں نماز کا ذکر کیا گیا وہاں ساتھ نماز کے الفاظ موجود ہیں جبکہ الامامۃ و السیاسۃ میں جنازہ کے ساتھ صلاۃ کا لفظ نہیں دلائل ملاحظہ فرمائیں، امامیہ کے معتبر عالم شیخ طوسی نے الاستبصار میں میت پر نماز کے ابواب اس نام سے نقل کئے ہیں: **وقت الصلاة على الميت، المواضع التى يصلى على الجنائز، انه قراءته فى الصلاة على الميت، الصلاة على الجنازة مرتين** وغیرہ۔[1]

خود امامیہ مصادر میں نماز میت کے ابواب کی روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنازہ کے ساتھ جب نماز کا ذکر ہو تو میت پر نماز مراد ہوتی چنانچہ کلینی نے جناب جعفر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نقل کی ہے کہ:

"إذا حضر الإمام الجنازة فهو أحق الناس بالصلاة عليها".

ترجمہ: "جب امام جنازہ (فوت شدہ انسان میت) پر حاضر ہو تو اس کی نماز پڑھانے کا حق سب سے زیادہ اسی کو ہے"۔[2]

مختصر یہ کہ ان تمام دلائل سے ہمارا استدلال ثابت ہو گیا کہ جناب علی علیہ السلام یا جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جو جنازہ کے ترک کا قول فرمایا اس سے محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی یا جس جگہ آپ فوت ہوئے ان کو چھوڑ کر جانے کا قول ہے نہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ نہ پڑھنے کا اثبات ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جنازہ کو بھی نماز کہہ دیا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو یہ ہمارے ہاں زیادہ کہا جاتا ہے جب کہ عرب میں ایسا نہیں عموماً ایسا نہیں تھا۔ اگر کہیں ہے بھی تو پھر یہ تو احتمال آ

---

1) الاستبصار صفحہ ۲۰۷۔۲۰۹۔۲۱۲۔۲۱۴، کتاب الصلاۃ ابواب الصلاۃ علی المیت۔

2) اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۷۶، کتاب الفروع کتاب الجنائز، رقم ۶۷۹۔

جاتے ہیں کہ جناب علی اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طرف سے انصار کے بارے میں جنازہ کے الفاظ سے میت کی چارپائی کو چھوڑ کر جانا مراد ہو گا یا نبی کریم ﷺ پر نماز نہ پڑھنے کی نفی ہو گی۔ اگر تو ان احتمالات کا حل نہ ہو تو الامامۃ والسیاسۃ کی روایت سے استدلال ہی نجفی صاحب کا باطل ٹھہرتا ہے۔ لیکن ہمارے پاس ایسے شواہد موجود ہیں جو ان دو احتمالات کو حل کرتے ہیں شرح اس کی یہ ہے کہ اس روایت میں یہ موجود ہے کہ یہاں پر جناب علی اور جناب فاطمہ علیہما السلام انصار کو جنازہ کے حوالے سے مخاطب کر رہے ہیں چنانچہ روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

"وخرج علی کرم اللہ وجھہ یحمل فاطمۃ بنت رسول اللہ علی دابۃ لیلا فی مجالس الأنصار".

ترجمہ: "جناب علی رات کے وقت جناب فاطمہ کو خچر پر سوار کر کے انصار کے گھروں پر لے گئے"۔[1]

جبکہ خود امامیہ مصادر کی روایات اس الامامۃ والسیاسۃ والی بے سند روایات کے خلاف ہیں جن میں یہ ہے کہ تمام مہاجرین وانصار نے رسول اللہ ﷺ پر نماز پڑھ لی تھی۔[2] پس ثابت ہوا کہ الامامۃ و السیاسۃ والی بے سند روایت خود امامیہ مصادر میں موجود باسند روایات کے خلاف ہے۔

جواب پنجم:

اگر کسی کام کے حوالے جنازہ کو چھوڑنے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض کیا جا سکتا ہے تو پھر اس طرح کا چھوڑنا خود اہل بیت سے بھی ثابت ہے اور وہ بھی اسی نجفی صاحب کی طرف سے پیش کی گئی کتاب میں ہی ہے۔ ابن قتیبہ لکھتا ہے کہ:

---

1) الامامۃ والسیاسۃ جلد ا صفحہ ۳۰۔

2) اصول کافی جلد ا، کتاب الحجتہ باب مولد النبی ﷺ ووفاتہ۔ امالی شیخ طوسی جلد ا صفحہ ۳۹۱، الجز الثالث عشر۔ احتجاج طبرسی جلد ا صفحہ ۹۴، باب ماجری بعد رسول اللہ ﷺ۔

"انصار کی بیعت کے وقت بنو ہاشم حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں جمع تھے"۔[1]

ظاہر سی بات ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ تو اہل بیت رسول جناب عائشہ سلام اللہ علیہا کے گھر تھا بنو ہاشم میں حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی شامل ہیں جو اپنے گھر میں تھے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ کے پاس۔

پھر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جو جرح انصار پر یہ کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے جنازہ کو سنبھالا جو ان کے لیے مناسب تھا اور انصار نے وہ کیا جس کا اللہ تعالیٰ انصار سے مطالبہ اور ماخذہ کرے گا۔[2] جبکہ جو کچھ انصار نے امام المتقین خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کی خلافت کے لحاظ سے کیا اس میں مولا علی علیہ السلام بھی شامل تھے چنانچہ اسی الامامۃ والسیاسۃ میں موجود ہے کہ جب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے اپنی بیعت خلافت مکمل ہونے کے بعد یہ فرمایا کہ کچھ لوگ ناراض ہیں مجھے خلافت سے باز ہی رہنے دو تو ان کے جواب میں مولا علی علیہ السلام نے فرمایا:

"ولا نقيلك ولا نستقيلك ابدا اقدمك رسول الله صلى الله عليه وسلم لتوحيد دينا أ من ذا الذى يوخرك لتوجيه دنيانا".

ترجمہ: "ہم آپ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے کیونکہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کی توحید میں آپ کو آگے کیا تو ہماری دنیا (خلافت و حکومت) کے معاملات میں کون آپ کو پیچھے کر سکتا ہے"۔[3]

احتجاج طبرسی کے حوالے کی حقیقت:

بو علی نجفی صاحب نے احتجاج طبرسی کی یہ عبارت اپنے استدلال میں پیش کی ملاحظہ فرمائیں:

---

1) الامامۃ والسیاسۃ جلد ا۔

2) الامامۃ والسیاسۃ جلد ا صفحہ ۳۰۔

3) الامامۃ والسیاسۃ جلد ا۔

"مروی ہے کہ انصار اور انصار کے ساتھ کچھ اور لوگ حضرت ابو بکر کی بیعت کر رہے تھے، اور علی بن ابی طالب علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے جب آپ علیہ السلام تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو آنحضرت کی نماز جنازہ پڑھی"۔[1]

جواب اول:

نجفی صاحب نے عربی عبارت کے ترجمے میں ڈنڈی ماری ہے ترجمہ میں یہ کہیں نہیں کہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی صرف اس حوالے میں یہ ہے کہ جب جناب ابو صدیق علیہ السلام کی بیعت ہو رہی تھی اس وقت جناب علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دینے میں مشغول تھے۔ احتجاج طبرسی کی پوری عبارت میں کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز جنازہ کا ہوئی ذکر ہی سرے سے موجود نہیں۔

جواب دوم:

رہی تکفین کی ذمہ داری تو وہ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام یا دوسرے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھی ہی نہیں۔ اس کام کی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے لیے کی تھی اس لیے کفن دینے میں نہ شامل ہونے والا اعتراض بے معنی اور بغض اصحاب رسول کا نتیجہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت نہ بھی ہو پھر بھی عمومی طور پر بھی تجہیز و تکفین کی ذمہ داری گھر والوں پر ہوتی ہے۔

جواب سوم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی ذمہ داری اچھے طریقے سے نبھائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امت کو اختلاف سے بچانا اور ایک مرکز کے ساتھ وابستہ رکھنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی درد ہے امام المتقین خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کا اپنا ذاتی کام نہیں تھا۔ جناب علی علیہ السلام نے اگر رسول

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۴۳۔

اللہ ﷺ کی وفات کے وقت گھر کے کام نمٹائے تو جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے بڑے کام نمٹائے۔

جواب چہارم:

احتجاج طبرسی سے جو عبارت پیش کی گئی گو کہ وہ نجفی صاحب کے دعوی پر پوری نہیں اترتی بس کتاب کے صفحات کالے کرنے اور ضخامت کے لیے جمع پونجی کہہ سکتے ہیں۔ پھر بھی ہم قارئین کو بتاتے چلیں کہ اسی احتجاج طبرسی میں موجود ہے کہ تمام مہاجرین و انصار نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھ لی تھی۔ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام اول مہاجرین میں سے ہیں اور انصار کا ذکر بھی موجود ہے ملاحظہ فرمائیں احتجاج طبرسی میں ہے کہ:

"پھر حضرت علی علیہ السلام نے دس مہاجرین اور دس انصار صحابہ کرام کو حجرہ میں نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اندر بھیجا۔ یہاں تک کہ مہاجرین وانصار میں سے ہر ایک نے آپ ﷺ پر نماز جنازہ ادا کرلی"۔[1]

قارئین کرام! نجفی صاحب نے ایک حوالہ الارشاد شیخ مفید کا دیا اس کے جواب کی ضرورت ہم نہیں سمجھتے کیوں کہ اس میں سرے اس جناب شیخین علیہما السلام کی طرف سے نماز جنازہ میں عدم شرکت کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔

منتہیٰ الامال اور بحار الانوار کے حوالے کی حقیقت:

نجفی صاحب نے شیخ عباس قمی اور باقر مجلسی کا یہ دعوی نقل کیا جس کا مفہوم و خلاصہ ہم پیش کر دیتے ہیں:

"مہاجرین وانصار کی اکثریت خلافت کی بیعت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کر سکے، رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتے داروں اور خاص لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی اور اہل سقیفہ حاضر

---

1) احتجاج طبرسی جلد ا صفحہ ۱۰۶، باب تزکرہ ماجرا بعد رسول خدا۔

نہ تھے"۔[1]

جواب اول:

ان دونوں کتب میں یہ رائے ان امامی مصنفین کی ذاتی ہے جب اس کے خلاف آئمہ کی روایات موجود ہیں کہ تمام مہاجرین و انصار صحابہ کرام نے نماز جنازہ پڑھ لی تھی چنانچہ اسی باقر مجلسی نے اپنی دوسری کتاب میں معتبر سند سے مہاجرین و انصار کا جنازہ رسول پڑھنا نقل کیا ہے۔ امام باقر کہیں کہ جمیع ملائکہ و مہاجرین و انصار صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھ لی، لیکن مجلسی و عباس قمی کہیں کہ مہاجر و انصار خلافت کے انعقاد میں مصروف رہے اور جنازہ میں نہ شامل ہو سکے تو مجلسی اور شیخ عباس قمی کی رائے کی امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی گواہی کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے؟ باقر مجلسی خود لکھتا ہے کہ:

"حضرت امام باقر سے کلینی نے معتبر سند کے ساتھ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور ﷺ نے انتقال فرمایا تو آپ کی نماز جنازہ تمام فرشتوں نے، مہاجرین و انصار گروہ در گروہ ادا کی"۔[2]

جواب دوم:

بیعت کا عمل منگل کے دن کو ہی پورا ہو گیا تھا جبکہ دفن کا عمل بدھ کی رات ہوا جیسا کہ خود مجلسی نے لکھا کہ:

"وقبض يوم الإثنين كما ذكرناه آنفا ودفن يوم الأربعاء".

ترجمہ: "آپ ﷺ کی وفات سوموار کو ہوئی اور تدفین بدھ کو ہوئی"۔[3]

اور اس میں بھی جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے حجرہ جس میں چارپائی موجود

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۴۱۔۱۴۳۔

2) جلاالعیون جلد ا صفحہ ۱۱۳، بیان رحلت ختمی مرتبت۔

3) بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۷، باب وفاتہ وغسلہ وصلاتہ علیہ۔

تھی اس کے متصل مسجد نبوی میں ہی موجود تھے۔

*

باب چہارم
کیا اہل بیت رسول اور امامیہ کے مسلّم اصحاب نے جنازہ رسول میں شرکت کی؟

امامیہ حضرات شیخین علیہما السلام پر جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے طعن کرتے ہوئے تو زمین وآسمان کے قلابے ملاتے اور حقائق کو مسخ کرتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں۔ ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنی مسلّم شخصیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین و نماز جنازہ میں شامل ثابت کر سکتے ہیں ؟؟ ذیل میں ہم ان شخصیات کے نام پیش کرتے ہیں:

بنی ہاشم اہل بیت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کو چھوڑ کر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر ٹھہرنا:

امامیہ حضرات نے شیخین علیہما السلام اور دوسرے مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف عدم شرکت کے ثبوت کی بنیاد صرف اس پر رکھی ہے کہ وہ خلافت کے معاملات کو حل کرنے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اسی سوچ و نظریہ پر ہم اہل بیت رسول کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین اور جنازہ میں عدم شرکت سے استدلال کریں گے اور اس جواب کا تعلق محض الزامی جواب کے تحت سمجھا جائے نہ کہ ہمارے اعتقاد و منہج سمجھ کر ہم پر الزام لگایا جائے۔ ملاحظہ فرمائیں تاریخ طبری

میں ہے کہ:

"حِيْنَ تُوُفِّيَ اللهُ نَبِيَّهُ صلى الله عليه وسلم أَنَّ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ وَمَنْ مَعَهُمَا تَخَلَّفُوا عَنَّا فِي بَيْتِ فَاطِمَةَ".

ترجمہ: "جب رسول اللہ ﷺ کے وفات ہوئی تو جناب علی علیہ السلام اور جناب زبیر بن العوام علیہ السلام (جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کی خلافت کی بیعت کی مخالفت میں) مخالف ہو کر جناب فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں اکٹھے ہو گئے"۔[1]

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوتے ہی انصار کے سب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے اور جناب علی علیہ السلام، جناب زبیر بن العوام علیہ السلام اور جناب طلحہ علیہ السلام جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر جمع ہو گئے"۔[2]

"رسول اللہ ﷺ کا جنازہ حجرہ میں ہی تھا اور تجہیز و تکفین کا کچھ سامان نہیں ہوا تھا، گھر کے لوگوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا"۔[3]

حجرہ اہل بیت رسول جناب عائشہ سلام اللہ علیہا کا تھا جناب علی و فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا بشمول بنی ہاشم کے جنازہ کو چھوڑ کر علیحدہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر چلے گئے تھے۔

ریاض النضرہ میں محب طبری بیعت کے واقعات نقل کرتے ہیں کہ:

"حضرت علی علیہ السلام اور جناب زبیر علیہ السلام اور ان کے چند ساتھی بیعت سے رک گئے اور سید فاطمۃ الزہرا

---

1) تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۹، باب حدیث سقیفہ۔

2) سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۳۲، تحت باب سقیفہ بنی ساعدہ۔

3) سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۳۲، تحت باب سقیفہ بنی ساعدہ۔

سلام اللہ علیہا کے گھر میں بیٹھے رہے"۔[1]

الامامۃ والسیاسۃ میں موجود ہے کہ:

"وان بنی ھاشم اجتمعت عندہ بیعتہ الانصار الی علی بن ابی طالب ومعھم الزبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ".

ترجمہ: "انصار کی طرف سے بھرے کے وقت بنو ہاشم حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں جمع تھے۔ جناب زبیر بھی ان کے ہمراہ تھے"۔[2]

امامی عالم یعقوبی نے بھی تاریخ یعقوبی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کے واقعات میں نقل کیا ہے کہ:

"ایک گروہ جناب علی علیہ السلام کے پاس جمع ہوا اور آپ علیہ السلام کو بیعت کرنے کی دعوت دی۔ اس پر آپ نے فرمایا: کل صبح سر منڈوا کر اسی مقصد کے لیے میرے پاس آنا۔ لیکن صبح کے وقت تین افراد کے سوا کوئی ان کے پاس نہ آیا۔ حضرت ابو بکر و عمر علیہما السلام کو خبر ملی کہ مہاجرین و انصار کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس جمع ہے"۔[3]

نجفی صاحب نے بھی انسان العیون سیرت حلبیہ کا ایک حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ:

"علی بن ابی طالب اور زبیر بن العوام مہاجرین میں سے ان دونوں کے حامیوں نے مخالفت کی جیسے حضرت عباس، جناب طلحہ بن عبید اللہ اور جناب مقداد نے اور بنی ہاشم جناب فاطمہ کے بیت الشرف میں جمع ہوئے"۔[4]

---

1) ریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۴۷۵، باب دہم سقیفہ میں بیعت کا ذکر۔

2) الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ صفحہ ۲۸۔

3) تاریخ یعقوبی جلد ۱ صفحہ ۳۵۵، باب سقیفہ کا واقعہ اور حضرت ابو بکر کی بیعت۔

4) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۳۵۔

اب ان سب حوالہ جات سے وہی نتیجہ اہل بیت کے بارے میں نکلتا ہے جو شیعہ علماء نے وفات رسول اللہ ﷺ کے واقعات سے خیانتیں کرتے ہوئے اپنی کتب میں نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام بالخصوص شیخین علیہما السلام اور سقیفہ والے صحابہ شامل رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین وجنازہ میں شامل نہیں ہوئے۔ آپ یہاں دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوتے ہی جس طرح سقیفہ میں بیعت کے معاملات چلنا شروع ہوئے اسی طرح اہل بیت رسول اللہ ﷺ نے بھی حجرہ عائشہ سلام اللہ علیہا میں رسول اللہ ﷺ کے جسد اقدس کو چھوڑ کر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر اکٹھے ہو گئے۔ آخر رسول اللہ ﷺ کے جنازہ کو اہل بیت نے کیوں چھوڑا سب سے پہلے تو ان کا حق تھا کہ ہمہ وقت دفنانے تک رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود ہوتے لیکن وہ بھی خلافت کے حوالے سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بیعت کا سوچ کر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر اکٹھے ہو گئے۔ اگر ان کے بارے میں یہ صفائی پیش کی جائے کہ وہ عارضی طور پر یہاں آئے تھے تو یہی وضاحت شیخین علیہما السلام کے بارے میں اور جملہ سقیفہ والے مہاجرین وانصار صحابہ کرام کے بارے میں بھی پیش کی جاسکتی ہے۔

تدفین کے وقت اہل بیت کا موجود نہ ہونے کا تذکرہ:

نجفی وغیرہ نے اصحاب رسول سے نفرت کی وجہ سے ان پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے دفن کے وقت موجود نہیں تھے۔ اسی طرح کی روایت نجفی نے بھی اپنی کتاب میں البدایہ والنہایہ سے نقل کی جس سے وہی اعتراض دفن کے وقت غائب ہونے کے تحفظات اہل بیت پر قائم ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیں نجفی صاحب رقمطراز ہے کہ:

"اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے ان معروف صحابہ کرام کا نام ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو تدفین کے وقت وہاں موجود تھے حضرت سعید بن مسیب بیان کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تدفین میں حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت فضل اور رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت صالح تھے"۔[1]

---

1) جنازہ رسول خدا صفحہ ۱۰۵۔

اسے کہتے ہیں گھر کی گواہی گو کہ روایت اہل سنت کی ہے لیکن جناب نے استدلال میں تحقیقی انداز میں نقل کیا، عنوان صحابہ کرام کے حوالے سے نقل کیا لیکن نجفی صاحب اہل بیت کو صحابیت کی صفت و تعریف سے نکال نہیں سکتے اس لیے یہ روایت عمومی سمجھی جائے گی کہ رسول اللہ ﷺ کے دفن کے وقت اہل بیت و صحابہ میں سے صرف یہ چند شخصیات ہی دفن رسول اللہ ﷺ کے وقت موجود تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دفن کے وقت جناب علی علیہ السلام، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، جناب عمار بن یاسر علیہ السلام، جناب ابوذر غفاری علیہ السلام، جناب مقداد علیہ السلام، جناب عباس علیہ السلام موجود نہیں تھے۔ ان پر بھی وہی اعتراض بنتا ہے جو شیخین علیہما السلام پر امامیہ آج تک بغض کی وجہ سے کرتے آرہے ہیں۔

جناب عمار بن یاسر علیہ السلام کی تجہیز، تکفین، جنازہ میں عدم شمولیت:

جناب عمار بن یاسر علیہ السلام امامیہ علماء میں مسلم بزرگ صحابی ہیں لیکن آج تک ان پر رسول اللہ ﷺ کے تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شامل نہ ہونے کی وجہ کبھی اپنے بغض کا اظہار نہیں کیا جبکہ شیخین علیہما السلام جو ان سب صحابہ کرام کے امام تھے ان کی گستاخی کرتے ہوئے ان پر وہ طوفان بدتمیزی کی جاتی ہے کہ ناقابل بیان ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شیخین علیہما السلام سے اس مذہب کا بغض و کینہ رسول اللہ ﷺ کے جنازے کے حوالے سے نہیں بلکہ کوئی اور دنیاوی ذاتی بغض کی وجہ سے ہے۔ جناب عمار بن یاسر علیہ السلام کو قاضی نور اللہ شوستری امامی نے غریب بنی ہاشم صحابہ کرام میں تیسرے نمبر پر نقل کیا ہے۔ ان کے بارے شوستری صاف لکھتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمار جہاں بھی پھرے حق بھی اسی کے ساتھ پھرتا ہے"۔[1]

ان کی بھی کوئی خدمات رسول اللہ ﷺ کے تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں نظر نہیں آتیں یہ اس وقت کہاں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے؟

---

1) مجالس المومنین جلد ا صفحہ ۳۴۸، تحت ترجمہ عنوان عمار بن یاسر علیہ السلام۔

جناب بلال علیہ السلام کی تجہیز و تکفین میں عدم شمولیت:

جناب بلال علیہ السلام امامیہ مذہب میں مسلّم صحابی ہیں، ان کے بارے میں وارد ہے کہ:

"أبو عبد الله جعفر بن محمد عليهما السلام: رحم الله بلالا فإنه كان يحبنا أهل البيت لعن الله صهيبا فإنه كان يعادينا".

ترجمہ: "جناب جعفر نے فرمایا: اللہ کا رحم ہو بلال پر، کیونکہ وہ ہم اہل بیت سے محبت کرتے تھے، اور اللہ کی لعنت ہو صہیب پر کہ وہ ہم سے بغض رکھتا تھا"۔[1]

ان کی کوئی خدمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین و تدفین میں نہیں ملتیں ہمیں ایسے کوئی شواہد نہیں ملے۔

جناب ابو طفیل علیہ السلام تجہیز و تکفین میں شامل نظر نہیں آتے:

جناب ابو طفیل علیہ السلام امامیہ مذہب کے مسلّم صحابی ہیں ان کے بارے میں موجود ہے کہ:

"صدق أبو الطفيل رحمه الله".

ترجمہ: "امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا جناب ابو طفیل نے سچ کہا"۔[2]

ان کے بارے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجہیز و تکفین و جنازہ میں شرکت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا

جناب سلمان فارسی علیہ السلام کفن و دفن کی خدمات میں نظر نہیں آتے:

امامیہ حضرات کی مسلّم شخصیت جنس سلمان فارسی علیہ السلام بھی ہیں آپ کے بارے میں امامیہ

---

1) کتاب الاختصاص شیخ مفید صفحہ ۷۳۔

2) کتاب الخصال صفحہ ۶۷۔

مصادر میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله أمرني بحب أربعة، قالوا: ومن هم يا رسول الله؟ قال: علي ابن أبي طالب ثم سكت، ثم قال: إن الله أمرني بحب أربعة، قالوا: ومن هم يا رسول الله؟ قال علي بن أبي طالب ثم سكت، ثم قال: إن الله أمرني بحب أربعة، قالوا: ومن هم يا رسول الله؟ قال: علي بن أبي طالب، والمقداد بن أسود، وأبو ذر الغفاري، وسلمان الفارسي".

ترجمہ: "بیشک اللہ نے مجھے چار لوگوں کی محبت کا حکم دیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب، پھر خاموش ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ نے مجھے چار سے محبت کا حکم دیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب، پھر خاموش ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ نے مجھے چار سے محبت کا حکم دیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی"۔[1]

مختلف اسناد سے یہ روایت امامیہ کے ہاں معتبر ہے۔ چنانچہ سلمان کے حوالے سے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کے غسل، کفن، اور دفن میں کوئی خدمات ہمیں نہایت ملیں۔ امامیہ حضرات بتانا پسند کریں گے کہ ان کو بھی رسول اللہ ﷺ کی وفات کا کوئی غم نہیں تھا؟

جناب عبد اللہ بن جعفر کی جنازہ رسول میں عدم شرکت:

جناب عبد اللہ بن جعفر علیہ السلام امامیہ کے ہاں مقبول صحابی ہیں ان کے بارے میں قاضی نور اللہ شوستری نے لکھا ہے کہ:

"حضرت عبد اللہ انتہائی کریم وظریف، حلیم وعفیف شخص تھے انہیں حضرت علی علیہ السلام کی دامادی کا

---

1) الاختصاص شیخ مفید صفحہ ۹۔

شرف حاصل ہوا ہے"۔[1]

ان کی بھی رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین و جنازہ میں کوئی خدمات نہیں ملتیں۔

جناب عقیل ابن ابی طالب علیہ السلام کی جنازہ رسول میں عدم شرکت:

جناب عقیل ابن ابی طالب علیہ السلام امامیہ کے ہاں مقبول صحابی ہیں ان کے بارے امامیہ کے ہاں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں دس وجوہات کی بناپر تجھ سے محبت رکھتا ہوں پہلی وجہ یہ ہے کہ تم میرے قریبی عزیز ہے۔اور دوسری وجہ یہ ہے کہ میرا چچا ابو طالب تم سے زیادہ محبت کرتا تھا"۔[2]

ان کی بھی رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں کوئی کردار نظر نہیں آتا۔

جناب عباس بن ربیعہ ہاشمی کی جنازہ رسول میں عدم شرکت:

جناب عباس بن حارث ہاشمی صحابہ میں سے ہیں ان کے بارے میں ہے کہ یہ صفین میں جناب علی علیہ السلام کا ساتھ دے رہے تھے۔[3]

اب مزید کچھ اور شخصیات کے نام بھی لکھ دیتے ہیں جو امامیہ کے ہاں مسلّم ہیں ملاحظہ فرمائیں:

- جناب ابو سعید خدری علیہ السلام
- حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری علیہ السلام
- جناب ہاشم بن عتبہ ابی وقاص زہری علیہ السلام
- جناب حارث بن قیس علیہ السلام

---

1) مجالس المومنین جلد ا صفحہ ۳۳۰۔

2) مجالس المومنین جلد ا صفحہ ۳۳۲۔

3) کشف الغمہ جلد ۲۔ مجالس المومنین جلد ا۔

- جناب حارث بن ہشام علیہ السلام
- ابو ساسان
- ابو عمر انصاری
- مالک بن نویرہ

ان شخصیات کا تذکرہ جن کو امامیہ تسلیم کرتے ہیں ہم نے اوپر کر دیا ہے جن میں سے کسی کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شرکت کا ثبوت موجود نہیں۔ لیکن کیا وجہ ہے شیخین علیہما السلام اور دوسرے مہاجرین و انصار صحابہ کرام پر تو جھوٹے مغالطے پیش کر کے ان ہستیوں کی گستاخی کرتے ہوئے امت میں ان کے بارے میں جھوٹ پھیلایا جاتا ہے لیکن دوسری طرف کتنے ہی امامیہ کے ممدوح صحابہ کرام اور اہل بیت ہیں جن کی کوئی خدمات رسالت کی تجہیز و تکفین پر نہیں ملتی نہیں لیکن مخالفین نے کبھی ان کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ان مسلم شخصیات کو طعنہ دیا۔ ان سب چیزوں سے ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب والوں کو جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا درد نہیں بلکہ امام المتقین خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کی خلافت و امامت سے دشمنی و بغض ہے جو وہ نبھا رہے ہیں جن کے ہاتھ پر اہل بیت و صحابہ کرام نے بیعت کر کے ان کو برحق خلیفہ تسلیم کیا۔

*

باب پنجم

کیا صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا غم نہیں تھا؟

ایک جھوٹ کی نقاب کشائی

رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین و نماز جنازہ کی نفی ثابت کرنے میں امامیہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا کوئی غم والم نہیں تھا اسی لیے وہ آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین و نماز جنازہ میں شامل نہیں ہوئے گو کہ تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ پر امامیہ کے کھوٹے دعوے کا تحقیقی و الزامی جوابات کے ساتھ ہم نے گزشتہ ابواب میں اسی کتاب میں آپریشن کر دیا ہے۔ اس باب میں ہم وہ روایات لائیں گے جن صحابہ کرام کی ان کیفیات کا بیان ہو گا جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے غم کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وقوع پذیر ہوئیں ملاحظہ فرمائیں:

جناب ابو بکر و عمر علیہما السلام کی رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی وجہ سے حالت غم والم:

ا۔ جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کے حوالے سے صحیح بخاری میں موجود ہے کہ:

"خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ اللَّهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ، فَكَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا، قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ".

ترجمہ: "ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں رہے یا جو اللہ کے پاس ہے اسے اختیار کرے۔ تو اس نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رونے لگے۔ (راوی کہتا ہے) میں نے اپنے دل میں کہا: یہ بوڑھے بزرگ کس لیے روتے ہیں؟ بات تو صرف یہ ہے کہ اللہ نے اپنے ایک بندے کو دنیا یا آخرت دونوں میں سے جسے چاہے پسند کرنے کا اختیار دیا ہے اور اس نے آخرت کو پسند کیا ہے۔ (تو اس میں رونے کی کیا بات ہے)؟ مگر بعد میں یہ راز کھلا کہ بندے سے مراد خود رسول اللہ ﷺ تھے اور سیدنا ابو بکر صدیق ہم سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر تم مت روؤ، میں لوگوں میں سے کسی کے مال اور صحبت کا اتنا زیر بار نہیں جتنا ابو بکر کا ہوں۔ اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت و محبت ضرور ہے۔ دیکھو! مسجد میں ابو بکر کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دیے جائیں"۔ (1)

۲۔ نبی کریم ﷺ کی جدائی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو انتہائی غمگین کر دیا تھا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہیں گئے ہوئے تھے لیکن رحمۃ للعالمین کے انتقال کی خبر ملنے کے فوراً بعد واپس مدینہ آئے۔ آتے ہی سیدنا رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم بَعْدَ وَفَاتِهِ فَوَضَعَ فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى صُدْغَيْهِ وَقَالَ وَا نَبِيَّاهُ وَا خَلِيلَاهُ وَا صَفِيَّاهُ".

---

1) صحیح بخاری رقم ۴۶۶۔

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا منہ آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی کنپٹیوں پر رکھے اور کہا: ہائے میرے نبی! ہائے میرے خلیل! ہائے اللہ کے منتخب نبی"۔[1]

۳۔ جناب اوسط بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

"قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَنَةٍ، فَأَلْفَيْتُ أَبَا بَكْرٍ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْأَوَّلِ فَخَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! سَلُوا اللهَ الْمُعَافَاةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ مِثْلَ يَقِينٍ بَعْدَ مُعَافَاةٍ وَلَا أَشَدَّ مِنْ رِيبَةٍ بَعْدَ كُفْرٍ وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَهُمَا فِي النَّارِ".

ترجمہ: "وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ایک سال بعد میں مدینہ منورہ آیا میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ گزشتہ سال ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔ یہ کہہ کر ان کی آواز آنسوؤں کی وجہ سے بند ہو گئی تین بار ایسے ہی ہوا بالآخر کہا: لوگو! اللہ سے عافیت کا سوال کرو عافیت کے بعد ایمان و ایقان جیسی کوئی نعمت نہیں جو بندے کو دی گئی ہو اور نہ کفر کے بعد شک و شبہ سے بڑھ کر کوئی سخت گناہ ہے تم صدق اور سچائی کو لازم پکڑو یہ انسان کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور صدق اور نیکی کا انجام جنت ہے اور تم جھوٹ سے بچ کر رہو یہ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور جھوٹ اور گناہ کا انجام جہنم ہے"۔[2]

۴۔ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

---

1) مسند احمد رقم ۱۱۰۴۱۔

2) مسند احمد رقم ۱۲۱۸۰۔

"قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ. فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا".

ترجمہ: "سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ام ایمن کی ملاقات کے لئے چلو ہم اس سے ملیں گے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے کو جایا کرتے تھے جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں دونوں ساتھیوں نے کہا: تم کیوں روتی ہو؟ اللہ کے پاس اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو سامان ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس لئے نہیں روتی کہ یہ بات نہیں جانتی بلکہ اس وجہ سے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا ام ایمن کے اس کہنے سے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو بھی رونا آیا پس وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے"۔[1]

۵۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی خبر ملتی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہر طرف تاریکی پھیل گئی جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

"أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ: اجْلِسْ يَا عُمَرُ فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا عُمَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَّا بَعْدُ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى

---

1) صحیح مسلم رقم ۶۳۱۸۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ قَالَ اللَّهُ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى قَوْلِهِ: الشَّاكِرِينَ وَقَالَ: وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ".

ترجمہ: "سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کچھ کہہ رہے تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر! بیٹھ جاؤ! لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا اتنے میں لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: امابعد! تم میں جو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا فانی سے رخصت ہو چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو (اس کا معبود) اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** کہ محمد صرف رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں ارشاد "**الشَّاكِرِينَ**" تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: اللہ کی قسم! ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پہلے سے لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سب نے ان سے یہ آیت سیکھی اب یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہی اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا (زہری نے بیان کیا کہ) پھر مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا جس وقت میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تو میں سکتے میں آ گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا"۔[1]

---

1) صحیح بخاری رقم ۴۴۵۲۔

بقیہ صحابہ کرام کی حالت غم:

"مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أُوصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَقَدْ قَضَوْا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ".

ترجمہ: "سیدنا ابو بکر اور عباس رضی اللہ عنہما انصار صحابہ کرام کی ایک مجلس سے گزرے دیکھا کہ تمام اہل مجلس رو رہے ہیں پوچھا آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ مجلس والوں نے کہا: ابھی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کو یاد کر رہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کا واقعہ ہے) اس کے بعد یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی بیان کیا کہ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر کبھی منبر پر آپ تشریف نہ لا سکے آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کی ہیں لیکن اس کا بدلہ جو انہیں ملنا چاہیے تھا وہ ملنا ابھی باقی ہے اس لیے تم لوگ بھی ان کے نیک لوگوں کی نیکیوں کی قدر کرنا اور ان کے خطاکاروں سے درگزر کرتے رہنا"۔ (1)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے دن یاد کرتے ہوئے بار بار رو پڑتے اور آنسو بہاتے رہتے سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا:

---

1) صحیح بخاری رقم ۳۷۹۹۔

"يَقُولُ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصَى: يَوْمُ الْخَمِيسِ قُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ مَا يَوْمُ الْخَمِيسِ؟ قَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِكَتِفٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا: مَا لَهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ فَقَالَ: ذَرُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ: أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ وَالثَّالِثَةُ خَيْرٌ إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَإِمَّا أَنْ قَالَهَا فَنَسِيتُهَا قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ".

ترجمہ: "جمعرات کا دن، آہ جمعرات کا دن کیسا (ہیبت ناک) تھا پھر رو پڑے یہاں تک کہ آپ نے آنسوؤں سے کنکریاں تر کر دیں۔ میں نے عرض کیا: ابن عباس رضی اللہ عنہما! جمعرات کا دن کیسا تھا؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سنگین ہو گئی تو آپ نے فرمایا: میرے پاس شانے کی کوئی ہڈی لاؤ میں تمہارے لیے کچھ تحریر کر دوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اس کے بعد لوگ باہم جھگڑنے لگے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑنا نہیں چاہیے تھا۔ لوگوں نے کہا: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا آپ دنیا سے ہجرت فرما رہے ہیں؟ اچھی طرح آپ کی بات سمجھو۔ آپ نے فرمایا: تم مجھے چھوڑ دو، میں جس حال میں ہوں وہ اس حال سے اچھا ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ پھر آپ نے انہیں تین امور کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا: مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ اور دوسرے ممالک سے آنے والے وفد کو عطایا دو، جیسے میں انہیں عطایا دیا کرتا تھا۔ تیسری بات سے آپ نے سکوت فرمایا یا آپ نے بیان کی لیکن میں بھول گیا۔ سفیان فرماتے ہیں کہ یہ آخری مقولہ سلیمان راوی کا ہے"۔[1]

---

1) صحیح بخاری رقم ۳۱۶۸۔

اس کے علاوہ بھی اور واقعات اس طرح کے مل جائیں گے لیکن تمام روایات و واقعات نقل کرنا بہت زیادہ طوالت کا باعث ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو عالم تھا وہ آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ اتنے حقائق ہونے کے باوجود یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا کوئی غم نہیں تھا اسی لیے نعوذ باللہ تجہیز و تکفین و نماز جنازہ کی کوئی فکر نہیں تھی دنیا کا بدترین جھوٹ ہے۔ الحمد اللہ! ہم نے نماز جنازہ رسول خدا ﷺ کے حوالے دشمنان صحابہ کے تمام اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

انبیاء کرام کو تین دن بعد دفن کرنے کا جواز کی امامیہ مصادر کی روایت:

امامیہ کا یہ نہایت نکما سا اعتراض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تین دن تک جنازہ نہ ہوا اور نہ دفن کیا گیا جبکہ امامیہ ہی کے مصادر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر تین دن جنازہ ہوتا رہتا ہے اور تین دن بغیر دفنانے کے رکھا جا سکتا ہے ملاحظہ ہو روایت:

"اخبرنا أبو عبد الله محمد بن شاذان بن احمد بن عثمان البزواذی قال حدثنا أبو علی محمد بن محمد بن الحارث بن سفیان الحافظ السمرقندی. قال حدثنا صالح بن سعید الترمذی قال حدثنا عبد المنعم بن ادریس عن أبیه عن وهب بن منبه الیمانی قال: انطلق ابلیس یستقری مجالس بنی اسرائیل اجمع ما یکونون ویقول فی مریم ویقذفها بزکریا ۶. حتی التحم الشر وشاعت الفاحشة علی زکریا فلما رأی زکریا ۶، ذلك هرب واتبعه سفهاؤهم وشرارهم وسلك فی واد کثیر النبت حتی اذا توسطه انفرج له جذع شجرة فدخل فیه ۶، وانطبقت علیه الشجرة واقبل ابلیس یطلبه معهم حتی انتهی الی الشجرة التی دخل فیها زکریا فقاس لهم ابلیس الشجرة من أسفلها الی أعلاها حتی اذا

وضع يده على موضع القلب من زكريا أمرهم فنشروا بمنشارهم وقطعوا الشجرة وقطعوه في وسطها ثم تفرقوا عنه وتركوه وغاب عنهم ابليس حين فرغ مما أراد فكان آخر العهد منهم به ولم يصب زكريا ۶، من المنشار شي. ثم بعث الله عزوجل الملائكة: فغسلوا زكريا وصلوا عليه ثلاثة أيام من قبل أن يدفن وكذلك الأنبياء عليهم السلام لا يتغيرون ولا يأكلهم التراب ويصلى عليهم ثلاثة ايام ثم يدفنون".

ترجمہ: وہب بن منبہ الیمانی کہتے ہیں: شیطان بنی اسرائیل کی مجلسوں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے، وہ جہاں کہیں بھی ہوں، اس نے جناب مریم علیہا السلام کے بارے میں بات کی اور ان پر جناب زکریا علیہ السلام کے ساتھ تعلقات کا الزام لگایا۔ پس برائی پھیل گئی اور زکریا کے خلاف بہتان پھیل گیا۔ جب جناب زکریا علیہ السلام نے یہ دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور ان کے نادان اور بدکار لوگ اس کے پیچھے ہو گئے۔ وہ ایک وادی میں گئے جس میں بہت سی سبزیاں تھیں اور جب وہ اس کے بیچ میں پہنچے تو اس کے لیے ایک درخت کا تنا کھل گیا اور وہ اس میں داخل ہو گئے۔ اور درخت اُن پر بند ہو گیا اور شیطان اُن کے ساتھ اُنہیں ڈھونڈتا ہوا آیا یہاں تک کہ وہ اُس درخت تک پہنچا جس میں جناب زکریا سمائے ہوئے تھے۔ شیطان نے ان لوگوں کے لیے درخت کو اس کی بنیاد سے اس کی چوٹی تک پھاڑ دیا، اور جب اس نے اپنا ہاتھ اس جگہ پر رکھا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ جناب زکریا علیہ السلام کے دل تک پہنچ گیا اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی آریوں سے درخت کو درمیان میں کاٹ دیں۔ پھر وہ منتشر ہو گئے اور حضرت زکریا علیہ السلام کو ویسے چھوڑ کر چلے تھے اور شیطان ان سے غائب ہو گیا جب وہ اپنی خواہش پوری کر چکا تھا۔ انہوں نے اسے آخری بار دیکھا تھا۔ زکریا علیہ السلام کو آرے سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا جو بلند و بالا ہے۔ فرشتے جنہوں نے زکریا کو غسل دیا اور دفن کرنے سے پہلے تین دن تک ان پر جنازہ پڑھی۔ اس طرح انبیاء کا حال ہے کہ

ان کی میت متغیر نہیں ہوتی، نہ زمین انہیں کھاتی ہے۔ ان پر تین دن تک نماز پڑھی جاتی ہے، پھر انہیں دفن کیا جاتا ہے۔[1]

*

1) علل الشرایع جلد اول باب 71 صفحہ نمبر 80۔

سکین اہلسنت کتب

قَالَ عُمَرُ: فَلَكَأَنِّي لَمْ أَقْرَأْهَا إِلاَّ يَوْمَئِذٍ. [خ= ١٢٤١، س= ١٨٣٧، أ= ٢٥٨٩٩].

1628 ـ حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ. أَنْبَأَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

1625 ـ (الصلاة) أي الزموها واهتموا بشأنها ولا تغفلوا عنها. (ما ملكت أيمانكم) من الأموال أي أدوا زكاتها ولا تسامحوا فيها. ويحتمل أن يكون وصية العبيد والإماء، أي أدوا حقوقهم وحسن ملكتهم. (حتى ما يفيض به لسانه) أي ما يجري ولا يسيل بهذه الكلمة لسانه.

وقال في الزوائد: إسناده صحيح على شرط الصحيحين.

1626 ـ (انخنث) انكسر وانثنى لاسترخاء أعضائه عند الموت.

1628 ـ (وكان يضرح) ضرح الميت كمنع، حفر له ضريحاً والضريح القبر أو الشق. والثاني هو المراد هنا للمقابلة. (وكان يلحد) لحدت اللحد لحداً، من باب نفع. وألحدته إلحاداً، حفرته. ولحدت الميت =

سنن المصطفى
الجزء الأول

إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ قَالَ: لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَحْفِرُوا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعَثُوا إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَكَانَ يَضْرَحُ كَضَرِيحِ أَهْلِ مَكَّةَ. وَبَعَثُوا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ. وَكَانَ هُوَ الَّذِي يَحْفِرُ لأَهْلِ الْمَدِينَةِ. وَكَانَ يَلْحَدُ. فَبَعَثُوا إِلَيْهِمَا رَسُولَيْنِ. فَقَالُوا: اللَّهُمَّ! خِرْ لِرَسُولِكَ. فَوَجَدُوا أَبَا طَلْحَةَ. فَجِيءَ بِهِ. وَلَمْ يُوجَدْ أَبُو عُبَيْدَةَ. فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

سنن ابن ماجة

قَالَ، فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ جِهَازِهِ يَوْمَ الثُّلاثَاءِ، وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي بَيْتِهِ. ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَالاً. يُصَلُّونَ عَلَيْهِ. حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا النِّسَاءَ. حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ. وَلَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَد.

لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُحْفَرُ لَهُ. فَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ. وَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلاَّ دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ». قَالَ، فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ عَلَيْهِ. فَحَفَرُوا لَهُ، ثُمَّ دُفِنَ ﷺ وَسْطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الأَرْبِعَاءِ. وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَقُثَمُ أَخُوهُ، وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَقَالَ أَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ، وَهُوَ أَبُو لَيْلَى، لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنْشُدُكَ اللَّهَ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: انْزِلْ. وَكَانَ شُقْرَانُ، مَوْلاَهُ، أَخَذَ قَطِيفَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلْبَسُهَا. فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ: وَاللَّهِ! لاَ يَلْبَسُهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ أَبَداً. فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

1629 ـ حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَبُو الزُّبَيْرِ. حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ

أَقْرَأَهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ[٤] .

• [١٦١١] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، قَالَ : حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ

حجري : الحجر : الثوب والحضن . (انظر : النهاية ، مادة : حجر) .
بطست : إناء كبير مُستدير من نحاس أو نحوه ، ويقال له أيضا : طشت . (انظر : المعجم العربي الأساسي ، مادة : طست) .
انخنث : الانخناث : انثناء الأعضاء واسترخاؤها . (انظر : النهاية ، مادة : خنث) .
١٦] [التحفة : خ س ق ٦٦٣٢-ق ١٦٢٤٧] .
[١/ت/ ٣٥٢] .
١٦] [التحفة : ق ٦٠٢٢] .

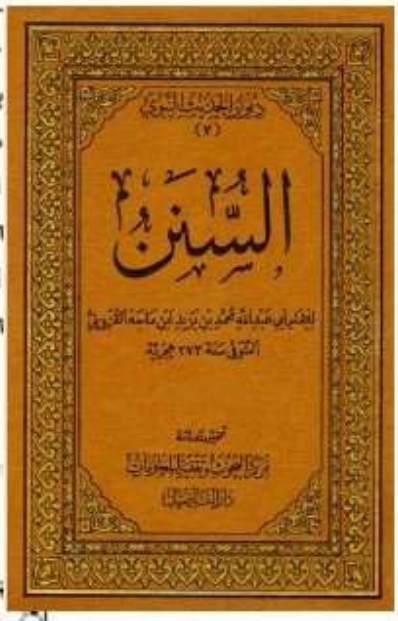

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَحْفِرُوا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، بَعَثُوا إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَكَانَ يَضْرَحُ[١] كَضَرِيحِ أَهْلِ مَكَّةَ ، وَبَعَثُوا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ هُوَ الَّذِي يَحْفِرُ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَكَانَ يَلْحَدُ ، فَبَعَثُوا إِلَيْهِمَا رَسُولَيْنِ ، وَقَالُوا : اللَّهُمَّ خِرْ[٢] لِرَسُولِكَ ، فَوَجَدَ أَبَا طَلْحَةَ ، فَجِيءَ بِهِ وَلَمْ يُوجَدْ أَبُو عُبَيْدَةَ ، فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ جَهَازِهِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي بَيْتِهِ ، ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَالًا[٣] يُصَلُّونَ عَلَيْهِ ، حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا النِّسَاءَ ، حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ ، وَلَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ ، لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُحْفَرُ لَهُ ، فَقَالَ قَائِلُونَ : يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ ، وَقَالَ قَائِلُونَ : يُدْفَنُ[٤] مَعَ أَصْحَابِهِ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : « **مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ** » . قَالَ : فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ عَلَيْهِ ، فَحَفَرُوا لَهُ ، ثُمَّ دُفِنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْأَرْبِعَاءِ ، وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، وَالْفَضْلُ وَقُثَمُ ابْنَا عَبَّاسٍ ، وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، قَالَ أَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ - وَهُوَ : أَبُو لَيْلَى - لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ : أَنْشُدُكَ اللَّهَ ، وَحَظَّنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ : انْزِلْ وَكَانَ شُقْرَانُ مَوْلَاهُ أَخَذَ قَطِيفَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلْبَسُهَا فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ ، وَقَالُوا : وَاللَّهِ ، لَا يَلْبَسُهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ أَبَدًا ، فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

• [١٦١٢] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَبُو الزُّبَيْرِ[٥] ، قَالَ :

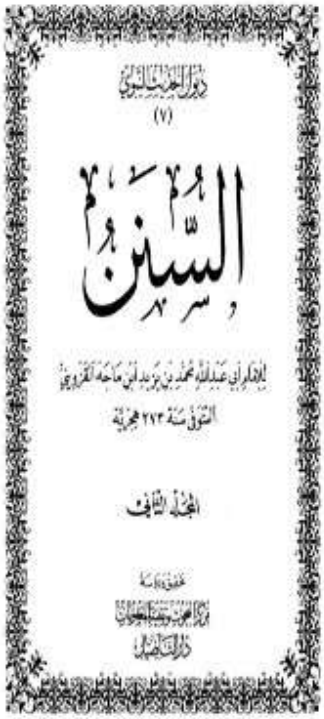

أخبرنا عارم بن الفضل ، أخبرنا حمّاد بن زيد عن مُعمر عن الزّهرىّ قال : وَلِىَ غسلَ النّبىّ ﷺ ، وجَنّهُ العبّاسُ وعلىّ بن أبى طالب والفضلُ وصالحٌ مولى رسول الله ، ﷺ .

أخبرنا عبد الصّمَد بن النعمان البزّاز قال : أخبرنا كَيْسان أبو عمر القصّار عن مولاه يزيد بن بلال قال قال علىّ : أوصى النّبىّ ، ﷺ ، ألاّ يغسله أحدٌ غيرى فإنّه لا يرى أحدٌ عَوْرتى إلاّ طُمِسَت عيناه ، قال علىّ : فكان الفضل وأسامة يناولانى الماءَ من وراء السّتر وهما مَعْصُوبَا العين ، قال علىّ : فما تناولتُ عضوًا إلاّ كأنّما يُقَلّبُه معى ثلاثون رجلًا حتى فرغتُ من غسله [1] .

أخبرنا محمّد بن عمر ، حدّثنى عبد الله بن محمّد بن عمر بن علىّ بن أبى طالب عن أبيه عن جدّه عن علىّ بن أبى طالب قال : لمّا أخذنا فى جهاز رسول الله ، ﷺ ، أغلقنا البابَ دون النّاس جميعًا فنادَت الأنصار : نحن أخواله ومَكانُنا من الإسلام مكاننا ! ونادت قُريشٌ : نحن عُصْبَتُه ! فصاح أبو بكر : يا معشر المسلمين كلّ قوم أحقّ بجنازتهم من غيرهم ، فنَشُدُكم الله فإنّكم إن دخلتم أخّرتموهم عنه ، واللهِ لا يَدخل عليه أحدٌ إلاّ من دُعِى [2] .

أخبرنا محمّد بن عمر قال : فحدّثنى عمر بن محمّد بن عمر عن أبيه عن علىّ ابن حُسين قال : نادت الأنصار إنّ لنا حقًّا فإنّما هو ابن أختنا ومكاننا من الإسلام مكاننا ، وطلبوا إلى أبى بكر فقال : القوم أولى به فاطلبوا إلى علىّ وعبّاس فإنّه لا يدخل عليهم إلاّ من أرادوا .

أخبرنا محمّد بن عمر ، حدّثنى محمّد بن عبد الله عن الزّهرىّ عن عبد الله ابن ثَعْلَبة بن صُعير قال : غَسل النّبىّ ، ﷺ ، علىّ والفضل وأسامة بن زيد وشُقْران ووَلِىَ غسل سَفِلَتِه علىّ والفضل محتضنه وكان العبّاس وأسامة بن زيد وشقران يصبّون الماء .

أخبرنا محمّد بن عمر ، حدّثنى محمّد بن عبد الله عن الزّهرىّ عن سعيد بن المسيّب قال : غسل النّبىّ ، ﷺ ، علىّ وكفّنه أربعةٌ : علىّ والعبّاس والفضل وشقران .

---

(١) أورده النويرى ج ١٨ ص ٣٨٩ نقلا عن ابن سعد .

(٢) أورده النويرى ج ١٨ ص ٣٩٠ نقلا عن ابن سعد .

كتاب الطبقات الكبير

لمحمد بن سعد بن منيع الزهري
ت ٢٣٠ هـ

الجزء الثانى
فى مغازى رسول الله ﷺ وسراياه

تحقيق
الدكتور على محمد عمر

الناشر مكتبة الخانجى بالقاهرة

(40 /40) باب ما جاء في الشق

1557 - **حدثنا** مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فُضَالَةَ، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ وَآخَرُ يَضْرَحُ. فَقَالُوا: نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا. فَأَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ. فَأُرْسِلَ إِلَيْهِمَا. فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ. فَلَحَدُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ. [أ= ١٢٤١٨].

1558 - **حدثنا** عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ طُفَيْلٍ الْمُقْرِئُ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ. حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ؛ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ

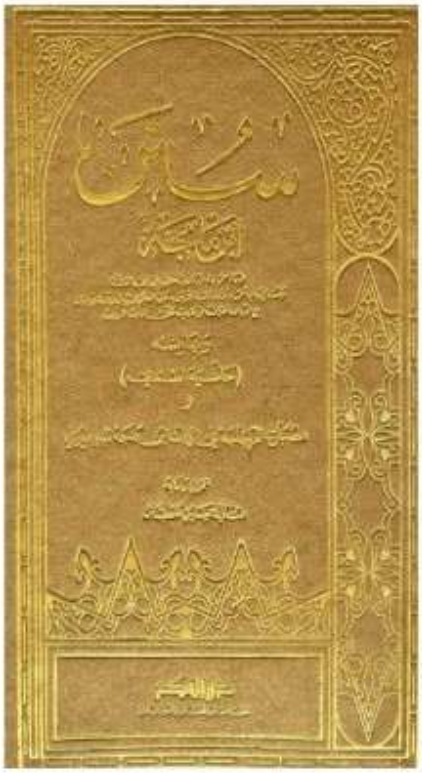

1555 - **قال في الزوائد:** إسناده ضعيف لاتفاقهم على تضعيف أبي اليقظان، واسمه: عثمان بن عمير. والحديث من رواية ابن عباس في السنن الأربعة. ومن رواية سعد بن أبي وقاص في مسلم وغيره.

1557 - **(يضرح)** في القاموس: ضرح للميت كمنع، حفر له ضريحاً. والضريح القبر أو الشق. والثاني هو المراد شرعاً بالمقابلة.

وقال في الزوائد: في إسناده مبارك بن فضالة، وثقه الجمهور، وصرح بالتحديث، فزال تهمة تدليسه. وباقي رجال الإسناد ثقات. فالإسناد صحيح.

1558 - **قال في الزوائد:** هذا إسناده صحيح ورجاله ثقات.

وجه النسخة المطبوعة، القاهرة عام ١٣٤٩هـ

اللَّهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِي اللَّحْدِ وَالشَّقِّ. حَتَّى تَكَلَّمُوا فِي ذٰلِكَ. وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ. فَقَالَ عُمَرُ: لاَ تَصْخَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَيًّا وَلاَ مَيِّتاً. أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. فَأَرْسِلُوا إِلَى الشَّقَّاقِ واللاَّحِدِ جَمِيعاً. فَجَاءَ اللاَّحِدُ، فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. ثُمَّ دُفِنَ ﷺ.

(41/ 41) باب ما جاء في حفر القبر

1559 - **حدثنا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ. حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ الأَدْرَعِ السُّلَمِيِّ؛ قَالَ: جِئْتُ لَيْلَةً أَحْرُسُ النَّبِيَّ ﷺ. فَإِذَا رَجُلٌ قِرَاءَتُهُ عَالِيَةٌ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هٰذَا مُرَاءٍ. قَالَ فَمَاتَ بِالْمَدِينَةِ. فَفَرَغُوا مِنْ

كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ، وَالْآخَرُ يَضْرَحُ، فَقَالُوا: نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا، وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا، فَأَيُّهُمَا سَبَقَ تَرَكْنَاهُ، فَأُرْسِلَ إِلَيْهِمَا، فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ، فَلَحَدُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ.

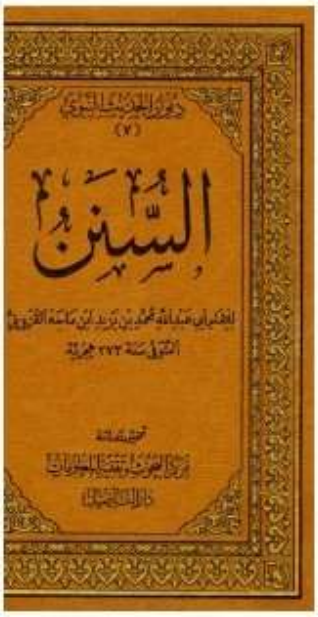

• [١٥٤٠] حدثنا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عَبِيدَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ طُفَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِي اللَّحْدِ وَالشَّقِّ، حَتَّى تَكَلَّمُوا فِي ذَلِكَ وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ(١)، فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَصْخَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا - وَكَلِمَةً نَحْوَهَا، فَأَرْسَلُوا إِلَى الشَّقَّاقِ وَاللَّاحِدِ جَمِيعًا، فَجَاءَ اللَّاحِدُ، فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ دُفِنَ.

٤١- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ

• [١٥٤١] حدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى ابْنُ عُبَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ الْأَدْرَعِ السُّلَمِيِّ قَالَ: جِئْتُ لَيْلَةً أَحْرُسُ النَّبِيَّ ﷺ، فَإِذَا رَجُلٌ(٢) قِرَاءَتُهُ عَالِيَةٌ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا مُرَائِي، قَالَ: فَمَاتَ بِالْمَدِينَةِ، فَفَرَغُوا مِنْ جِهَازِهِ، فَحَمَلُوا نَعْشَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْفُقُوا بِهِ رَفَقَ اللَّهُ بِهِ، إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ»، قَالَ: وَحَفَرَ حُفْرَتَهُ، فَقَالَ: «أَوْسِعُوا لَهُ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ»، فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقَدْ حَزِنْتَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ: «أَجَلْ؛ إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ».

• [١٥٤٢] حدثنا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «احْفِرُوا، وَأَوْسِعُوا، وَأَحْسِنُوا».

---

*[١٥٤٠] [التحفة: ق ١٦٢٤٦].

(١) قوله: «حتى تكلموا في ذلك وارتفعت أصواتهم» في «التحفة»: «فتكلموا في ذلك حتى ارتفعت أصواتهم».

*[١٥٤١] [التحفة: ق ٨١].

(٢) [ت/ ١/ ٣٤٠].

*[١٥٤٢] [التحفة: د ت س ق ١١٧٣١].

طالب عن أبيه عن جدّه عن علىّ قال : لمّا وُضع رسولُ الله ، ﷺ ، على السرير قال علىّ : لَايَؤُمّ أَحَدٌ [١] ، هو إمامكم حيّا وميّتا ! فكان يدخلُ النّاس رَسَلًا رسلًا [٢] فيصلون عليه صَفًّا صفًّا ليس لهم إمام ويكبّرون وعلىّ قائم بحيال رسول الله ، ﷺ ، يقول : سلامٌ عليك أيّها النّبىّ ورحمة الله وبركاته ! اللّهُمّ إنّا نَشهد أن قد بَلّغ ما أُنزل إليه ونصح لأمّته وجاهد فى سبيل الله حتى أعزّ الله دينَه وتمّت كلمتُه ! اللّهمّ فاجعلنا ممّن يَتّبع ما أنزل الله إليه وثَبّتْنا بعَده واجمع بيننا وبينه ! فيقول النّاس : آمين آمين ! حتّى صلّى عليه الرجال ثمّ النساء ثمّ الصبيان [٣] .

أخبرنا محمّد بن عمر فحدّثنى عمر بن محمّد بن عمر عن أبيه قال : أوّل من دخل على رسول الله ، ﷺ ، بنو هاشم ثمّ المهاجرون ثمّ الأنصار ثمّ النّاس حتّى فرغوا ثمّ النساء ثمّ الصبيان .

أخبرنا محمّد بن عمر ، أخبرنا سفيان بن عُيينة عن جعفر بن محمّد عن أبيه قال : صُلّى على رسول الله ، ﷺ ، بغَير إمام يدخل عليه المسلمون زُمَرًا زمرًا يصلّون عليه ، فلمّا فرغوا نَادَى عُمَرُ : خَلّوا الجنازة وأَهْلَها .

* * *

ذكر موضع قبر رسول الله ، ﷺ

أخبرنا أبو أسامة حمّاد بن أسامة عن هشام بن عُرْوة عن أبيه قال : لمّا قُبض رسول الله ، ﷺ ، جعل أصحابه يتشاورون أين يدفنونه فقال أبو بكر : ادفنوه حيث قبضه الله : فرُفع الفِراشُ ودُفن تحتَه .

أخبرنا محمّد بن عبد الله الأنصارىّ ، أخبرنا محمّد بن عمرو عن أبى سلمة ابن عبد الرّحمن ويحيَى بن عبد الرّحمن بن حاطب قال : قال أبو بكر أين يُدفن رسولُ الله ، ﷺ ؟ قال قائلٌ منهم : عند المِنْبَر ، وقال قائل منهم : حيث كان

---

(١) ل « ألا يقوم عليه أحد لعله يؤم ، هو إمامكم ... » ورواية ت ، ث « لا يقوم عليه أحد ، هو إمامكم ... » وقد اتبعت ماورد لدى النويرى ج ١٨ ص ٣٩٢ وهو ينقل عن ابن سعد .

(٢) رسلا رسلا : أى فرقا .

(٣) أورده النويرى بسنده ونصه ج ١٨ ص ٣٩٢

كتاب الطبقات الكبير

محمد بن سعد بن منيع الزهري
ت ٢٣٠ هـ

الجزء الثاني
في مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم وسراياه

تحقيق
الدكتور علي محمد عمر

الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة

أخبرنا محمّد بن عمر ، حدّثنى أبَىّ بن عبّاس بن سهل بن سعد الساعدىّ عن أبيه عن جدّه قال : لمّا توفّى رسول الله ، ﷺ ، وُضع فى أكفانه ثمّ وُضع على سريره فكان النّاسُ يصلّون عليه رُفَقًا رُفَقًا ولا يؤمّهم عليه أحدٌ ، دخل الرجال فصلّوا عليه ثمّ النساء .

أخبرنا محمّد بن عمر ، حدّثنى عبد الحميد بن عمران بن أبى أنس عن أبيه عن أمّه قالت : كنتُ فيمن دخل على النّبىّ ، ﷺ ، وهو على سريره فكُنّا صفوفًا نِساءً نقوم فندعو ونصلّى عليه ، ودُفنَ ليلةَ الأربعاء .

كتاب الطبقات الكبير

محمد بن سعد بن منيع الزهري
ت ٢٣٠ هـ

الجزء الثاني
في مغازي رسول الله ﷺ وسراياه

تحقيق
الدكتور علي محمد عمر

الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة

أخبرنا محمّد بن عمر ، حدثنى موسى بن محمّد بن إبراهيم بن الحارث التّيمىّ قال : وجدتُ هذا فى صحيفةٍ بخطّ أبى فيها : لمّا كُفّن رسول الله ، ﷺ ، ووُضع على سريره دخل أبو بكر وعمر فقالا : السلامُ عليك أيّها النّبىّ ورَحمة الله وبركاته ! ومعهما نَفَرٌ من المهاجرين والأنصار قَدْرَ ما يَسَعُ البَيْتُ ، فسلّموا كما سلّم أبو بكر وعمر وصفّوا صُفوفًا لا يؤمّهم عليه أحدٌ ، فقال أبو بكر وعمر ، وهما فى الصفّ الأوّل حِيَالَ رسول الله ، ﷺ : اللّهمّ إنّا نَشهد أن قد بَلّغ ما أُنزل إليه ونَصَح لأمّته وجاهد فى سبيل الله حتّى أعزّ الله دينَه وتمّت كلماتُه فآمن به وحده لا شريكَ له ، فاجعلْنا يا إلَهَنَا مِمن يتبع القولَ الّذى أُنزل معه واجمع بيننا وبينه حتّى يَعرفنا ونَعرفه فإنّه كان بالمؤمنين رءوفًا رحيمًا ، لا نبتغى بالإيمان بدلًا ولا نشترى به ثمنًا أبدًا ، فيقول النّاس : آمين آمين ! ثمّ يخرجون ويدخل آخرون حتّى صلّوا عليه ، الرجال ثمّ النساء ثمّ الصّبيان ، فلمّا فرغوا من الصلاة تكلّموا فى موضع قبره [1] .

أخبرنا محمّد بن عمر ، حدّثنى ابن أبى سَبْرة عن عبّاس بن عبد الله بن معبد

٥٦٨/١٤ (أحب)[١] إلينا بعد أبيك منك، وأيم الله/ ما ذاك (بمانعي)[٢] أن أجتمع هؤلاء النفر عندك؛ أن أمرتهم أن يحرق عليهم (البيت)[٣]، قال: فلما خرج عمر جاؤوها (فقالت)[٤]: تعلمون أن عمر قد جاءني وقد حلف (بالله)[٥] لئن عدتم ليحرقن عليكم البيت، وأيم الله (ليمضين)[٦] لما حلف عليه، فانصرفوا راشدين، فرءوا رأيكم ولا ترجعوا إليَّ، فانصرفوا عنها (فلم)[٧] (يرجعوا)[٨] إليها حتى بايعوا لأبي بكر[٩].

٣٩٨٢٨- حدثنا ابن نمير عن هشام بن عروة عن أبيه أن أبا بكر وعمر لم (يشهدا)[١٠] دفن النبي ﷺ، (كانا)[١١] في الأنصار (فبويعا)[١٢] قبل أن يرجعا[١٣].

٣٩٨٢٩- حدثنا ابن إدريس عن ابن عجلان عن زيد بن أسلم عن أبيه قال:

---

(١) في [ب]: (رعب).

(٢) في [ع]: (بما نعني).

(٣) في [ع]: (الباب).

(٤) في [ع]: (قالت).

(٥) في [أ]: (لله).

(٦) في [ع]: (لتمضين).

(٧) في [ع]: (ولم).

(٨) في [جـ]: (رجعوا).

(٩) صحيح؛ أخرجه أحمد في فضائل الصحابة (٥٣٢)، وابن عبدالبر في الاستذكار ٣/٩٧٥، وابن أبي عاصم في الآحاد (٢٩٥٢)،

(١٠) في [جـ، ع]: (يشهدوا).

(١١) في [ع]: (فكانا).

(١٢) في [ي]: (فبايعوا)، وفي [ب]: (فبايعا)، وفي [ق]: (فبويع)، وفي [هـ]: (فدفن).

(١٣) مرسل؛ عروة لم يدرك وفاة النبي ﷺ.

المصنف لابن أبي شيبة

الإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي

المولود سنة ١٥٩ هـ - والمتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم معالي الشيخ
ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الميمري

تحقيق
أ.د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الميمري

المجلد الحادي والعشرون

تتمة كتاب المغازي، كتاب الفتن، كتاب الجمل

(٣٩٦٣٣ - ٤٠٧٥٤)

دار الكوفة إشبيليا للنشر والتوزيع

٣٣- بَابٌ(١)

٥[١٠٤٢] حدثنا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ، قَالَ: «مَا قَبَضَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ»، ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُلَيْكِيُّ يُضَعَّفُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ؛ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

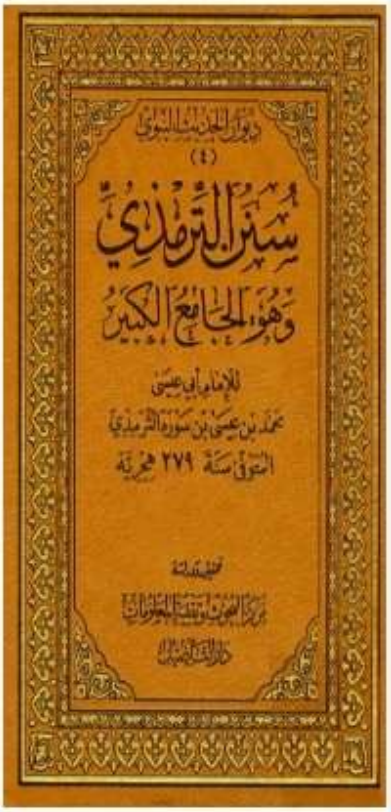

٣٤- بَابٌ آخَرُ

٥[١٠٤٣] حدثنا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَنَسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ، [illegible] مَسَاوِئِهِمْ».

[illegible]عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: عِمْرَانُ بْنُ أَنَسٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ.

[illegible]رَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ مِصْرِيٌّ أَثْبَتُ وَأَقْدَمُ مِنْ عِمْرَانَ بْنِ أَنَسٍ الْمَكِّيِّ.

(ف ٦/ ٧٨)، (ف ١/ ١٥٣)، ونسبه في حاشية (ف ٣/ ١٧٦) لنسخة، ووقع في (ف ٥/ ١٢٧): [illegible] ما جاء في دفن النبي ﷺ أي موضع دفن فيه»، وفي (ف ٢/): «باب ما جاء في دفن النبي ﷺ [illegible] قبض».

[التحفة: ت ٦٦٣٧].

٥[١٠٤٣] [التحفة: د ت ٧٣٢٨].

خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: رَاغِبٌ رَاهِبٌ[1]، وَدِدْتُ أَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا[2] لَا لِي وَلَا عَلَيَّ، لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَمَيِّتًا[3].

• [٧٢١٥] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه، أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِينَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَلِكَ الْغَدَ[4]، مِنْ يَوْمٍ[5] تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ، فَتَشَهَّدَ وَأَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ، قَالَ: كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَدْبُرَنَا[6] - يُرِيدُ بِذَلِكَ: أَنْ يَكُونَ آخِرَهُمْ - فَإِنْ[7] يَكُ[7] مُحَمَّدٌ ﷺ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ[8] جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهِ هَدَى[9] اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ

---

(١) «رَاغِبٌ رَاهِبٌ»: قال القسطلاني: «رَاغِبٌ وَرَاهِبٌ» بإثباتِ الواو، وسقطت من اليونينية. اهـ.

كفافا: لَا عليّ وَلَا لي. (انظر: مشارق الأنوار) (١/ ٣٤٦).

لأبي ذر وعليه صح: «وَلَا مَيِّتًا».

٧] [التحفة: خ م ١٠٥٤٣]

«الغَدَ»: كذا هو مضبوط بالنصب والرفع في نسخة عبدالله بن سالم وغيرها، واقتصر القسطلاني على النصب.

«مِنْ يَوْمٍ»: كذا في اليونينية «يوم» مجرور منوّن، وكذا ضبطه القسطلاني. اهـ.

عليه صح.

يدبرنا: يخلفنا بعد موتنا. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: دبر).

عليه صح. (٨) ليس عند أبي ذر وابن عساكر.

«تَهْتَدُونَ به هَدَى اللَّهُ»: قال القسطلاني: كذا في غيرما فرعٍ من فروع اليونينية. وفي بعض الأصول وعليه شرح العيني كابن حجر: «تَهْتَدُونَ بِهِ بِمَا هَدَى اللَّهُ محمدًا ﷺ». اهـ.

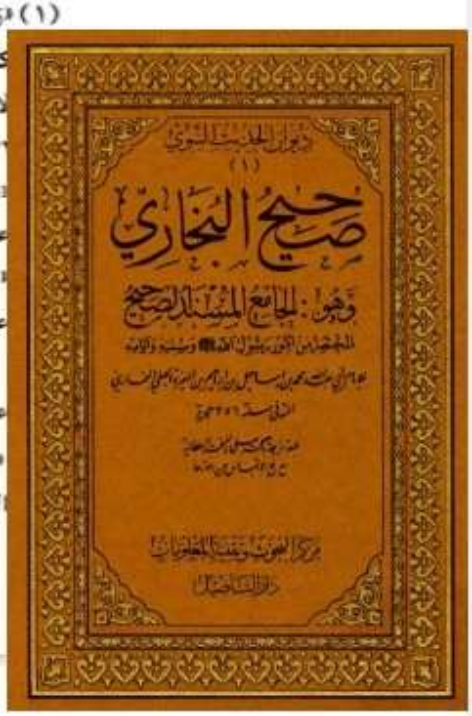

صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَانِيَ اثْنَيْنِ، فَإِنَّهُ[1] أَوْلَى الْمُسْلِمِينَ بِأُمُورِكُمْ، فَقُومُوا فَبَايِعُوهُ، وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ.

قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ: اصْعَدِ الْمِنْبَرَ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ[2] الْمِنْبَرَ، فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً.

[٧٢١٦] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

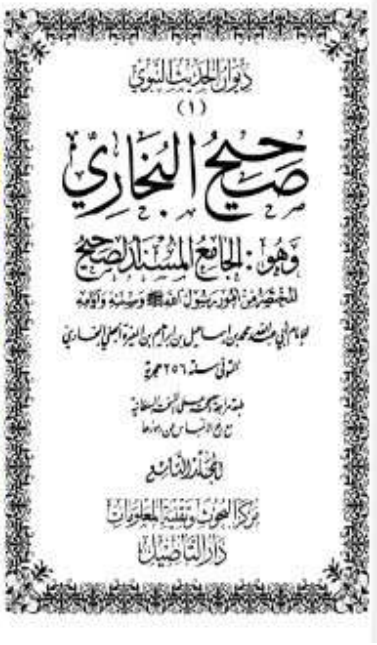

٩٣- بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ

• [١٣٩٦] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه فَقَالَ: فِي كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ، وَقَالَ لَهَا: فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالَتْ: يَوْمُ الْإِثْنَيْنِ، قَالَ: أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ(١)، فَنَظَرَ(٢) إِلَى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيهِ بِهِ رَدْعٌ(٣) مِنْ زَعْفَرَانٍ؛ فَقَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا(٤)، وَزِيدُوا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُونِي فِيهَا(٥)، قُلْتُ: إِنَّ هَذَا خَلَقٌ(٦)!، قَالَ: إِنَّ الْحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ؛ إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ(٧)، فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتَّى أَمْسَى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ، وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ.

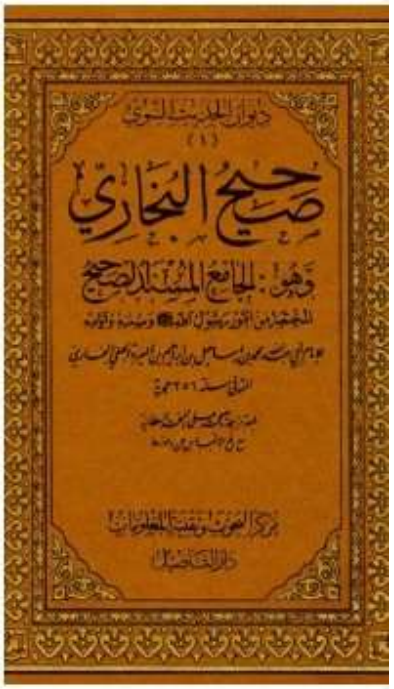

٩٤- بَابُ مَوْتِ الْفَجْأَةِ الْبَغْتَةِ(٨)

[١٣٩٧] حدثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي

---

(١) لأبي ذر عن الحموي والمستملي: «اللَّيْلَةِ».
(٢) في نسخة: «ثُمَّ نَظَرَ».
(٣) «رَدْعٌ» قال القسطلاني: ولأبي الوقت من غير اليونينية: «رَدْغٌ» بالغين المعجمة. اهـ.
ردع: أثر. (انظر: لسان العرب، مادة: ردع).
(٤) عليه سقط.
(٥) لأبي ذر وعليه صح: «فِيهِمَا».
(٦) خلق: إخلاق الثوب: تقطيعه. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: خلق).
(٧) للمهلة: القَيْح والصديد الذي يذوب فيسيل من الجسد. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: مهل).
[١٣٩] [التحفة: خ ١٧٢٨٩]
(٨) لأبي ذر عن الكشميهني: «بَغْتَةً».

٢- بَابُ الدُّخُولِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي كَفَنِهِ(١)

[١٢٥٠-١٢٥١] حدثنا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ(٢) أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسَجًّى(٣) بِبُرْدِ حِبَرَةٍ(٤) فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ(٥) عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ(٦) عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا. قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه خَرَجَ وَعُمَرُ رضي الله عنه يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَالَ: اجْلِسْ، فَأَبَى، فَقَالَ: اجْلِسْ، فَأَبَى، فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوا عُمَرَ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ(٧)﴾ إِلَى ﴿الشَّاكِرِينَ﴾(٨) وَاللَّهِ(٩) لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ

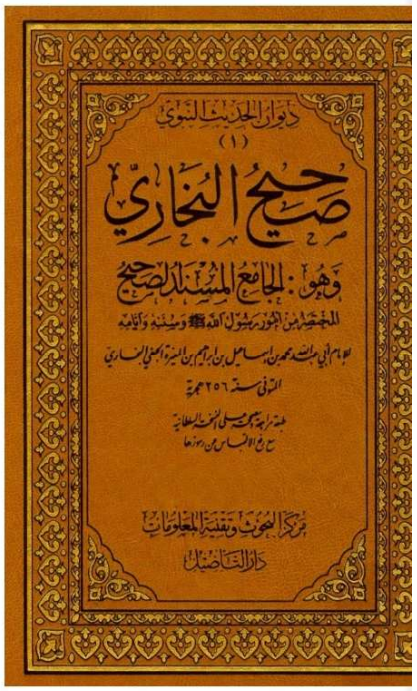

(١) لأبي ذر وعليه صح، والأصيلي، وابن عساكر، وأبي الوقت، وعليه صح: «في أَكْفَانِهِ».
(٢) سقط: «زوج النبي ﷺ» عند أبي ذر وعليه صح.
(٣) مسجى: التسجية: التغطية بالثوب ونحوه. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: سجا).
(٤) حبرة: الحبرة: ما كان مُوَشِّيًا مُخَطَّطًا من البُرُود، وهي يمانية. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: حبر).
(٥) أكب: أقبل. (انظر: لسان العرب، مادة: كبب).
(٦) لأبي ذر عن الحموي، والمستملي: «كَتَبَ اللَّهُ».
(٧) بعده لأبي ذر والأصيلي: «قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ».
(٨) [آل عمران: ١٤٤].
(٩) لأبي ذر: «فَوَاللَّهِ».

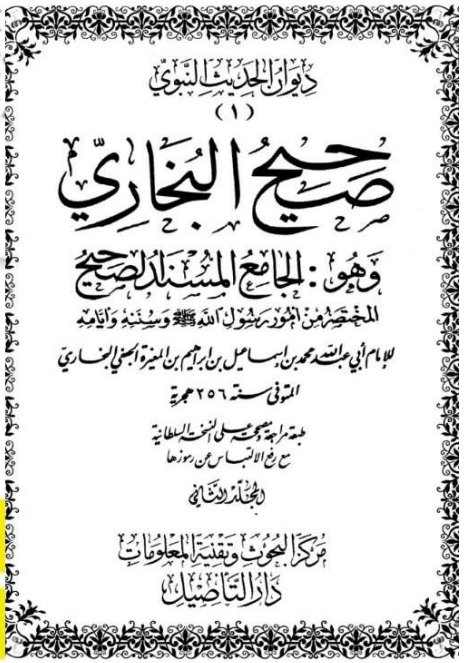

أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ(١) حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا.

كر أليس هذا نبي الله حقاً؟ قال بلى. قلت ألسنا على الحق، وعدونا على ، قال: بلى. قلت فلم نعطى الدنية في ديننا؟ قال: أيها الرجل إنه الله ﷺ، وليس يعصيه وهو ناصره فاستمسك بغرزه. «فوالله»(*) إنه على قلت: أو ليس كان يحدثنا أنا سنأتي البيتَ فنطوف به؟ قال: أفأخْبَرَك أنك عام؟ قلت: لا. قال: فإنك آتيه ومطوف به، قال عمر: فعملت لذلك ـ خرجه البخاري(١) ومسلم(٢). واللفظ «للبخاري»(**).

(شرح) الغرز: ركاب الرجل من جلد، فإن كان من خشب أو حديد فهو (٣).

كتاب الرياض النضرة في مناقب العشرة

في مناقب خليفة رسول الله أبي بكر الصديق رضي الله عنه

للشيخ الإمام المحقق الحافظ محب الدين، أبي جعفر أحمد بن عبد الله ابن محمد الطبري الشافعي المتوفى سنة ٦٩٤ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق
عيسى بن عبد الله بن محمد بن سانع الحميري

المجلد الثاني

٤١ ـ ومنه(٤) ذكر ثباته يوم توفي رسول الله ﷺ

٤٥٣ ـ (١٥٩) عن عائشةَ رضي الله عنها قالت: أقبل أبو بكر على فرس من مسكنه بالسنح حتى نزل فدخل المسجد، فلم يكلم الناس حتى دخل على عائشة، فبصر برسول الله ﷺ وهو مسجّى ببردة فكشف عن وجهه ﷺ وأكب عليه فقبله، ثم بكى، فقال: بأبي أنت وأمي لا يجمع الله عليك موتتين، أما الموتة التي كتبت عليك فَقَدْ مِتَّها. قال أبو سلمة: فأخبرني ابن عباس أن أبا بكر خرج، وعمر يكلم الناس، فقال اجلس فأبى فقال اجلس فأبى فتشهد أبو بكر فمال الناس إليه وتركوا عمر فقال:

أما بعد فمن كان منكم يعبد محمداً، فإن محمداً «ﷺ»(***) قد مات، ومن

(*) من نسختي «م، ش» أما في نسخة «ز» الله والصواب ما أثبته لموافقته للرواية والسياق.

(**) من نسختي «م، ش».

(***) من نسختي «م، ش».

(١) في صحيحه ٢/ ٩٧٤ ـ ٩٨٠ برقم «٢٥٨١» كتاب «٥٨» الشروط باب (١٥) الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابة الشروط، وهو جزء من حديث طويل مثله مع اختلاف يسير في الألفاظ.

(٢) في صحيحه ٣/ ١٤١١ ـ ١٤١٢ برقم «١٧٨٥» كتاب «٣٢» الجهاد والسير باب «٣٤» صلح الحديبية مثله مع اختلاف في بعض الألفاظ عن أبي وائل.

(٣) انظر الصحاح للجوهري ٣/ ٨٨٨ مادة غرز، النهاية في غريب الحديث ٣/ ٣٥٩.

(٤) أي من باب اختصاصه بأشجع الناس.

البداية والنهاية
السيرة النبوية
تأليف
الإمام الحافظ المؤرخ أبي الفداء إسماعيل بن كثير
٧٠١ - ٧٧٤هـ
د. رياض عبد الحميد مراد
راجعه
الدكتور بشار عواد معروف
الجزء الخامس
دار ابن كثير
دمشق - بيروت

من عائشة : أنَّ رسولَ الله ﷺ تُوفِّي يومَ الإثنين ، ودفن ليلة الأربعاء . وقد تقدَّم مثله في غير ما حديثٍ . وهو الذي نصَّ عليه غيرُ واحدٍ من الأئمة سلَفاً وخَلَفاً ؛ منهم سليمان بن طَرْخان التَّيمي ، وجعفر بن محمد الصادق ، وابن إسحاق ، وموسى بن عقبة ، وغيرهم .

وقد روى يعقوب بن سفيان[١] ، عن عبد الحميد بن[٢] بكار ، عن محمد بن شعيب ، عن الأوزاعي ، أنه قال : تُوفِّي رسول الله ﷺ يومَ الإثنين قبلَ أن ينتصف النهار ، ودفن يوم الثلاثاء .

وهكذا روى الإمام أحمد[١] ، عن عبد الرزاق ، عن ابن جُرَيْج ، قال : أُخبرتُ أنّ رسول الله ﷺ مات في الضُّحَى يوم الإثنين ، ودُفن[٣] الغدَ في الضُّحى[٤] .

وقال يعقوب بن[٥] سفيان : ثنا سعيد بن منصور ، ثنا سُفيان ، عن جعفر بن محمد ، عن أبيه ، وعن ابن جُرَيْج ، عن أبي جعفر : أنَّ رسولَ الله تُوُفِّي يومَ الإثنين ، فلبثَ ذلك اليومَ وتلكَ الليلةَ ويومَ الثلاثاء إلى آخرِ النهارِ . فهو قولٌ غريبٌ ، والمشهورُ عن الجُمْهور ما أسلفْناه من أنّه عليه الصلاة والسلام ، تُوفِّي يوم الإثنين ودفن ليلة الأربعاء .

ومن الأقوال الغريبة في هذا أيضاً ما رواه يعقوب بن سفيان[٦] ، عن عبد الحميد بن بكّار ، عن محمد بن شعيب ، عن النعمان[٧] عن مكحول ، قال : ولد رسول الله يومَ الإثنين ، وأوحي إليه يومَ الإثنين ، وهاجر يومَ الإثنين ، وتوفي يوم الإثنين لثنتين وستين سنة ونصفٍ ، ومكث ثلاثةَ أيام لا يُدْفنُ ، يدخُلُ عليه الناسُ أرْسالاً أرسالاً يُصلُّون لا يُصفُّون ولا يَؤُمُّهم عليه أحدٌ . فقوله : إنَّه مكثَ ثلاثةَ أيام لا يُدْفن غريبٌ . والصحيحُ أنه مكثَ بقيَّة يوم الإثنين ويوم الثلاثاء بكمالِهِ ، ودُفنَ ليلةَ الأربعاء ، كما قدَّمنا . والله أعلم .

وضِدُّه ما رواه سيف[٨] عن هشام، عن أبيه ، قال : توفي رسول الله يومَ الإثنين ، وغُسِّلَ يومَ الإثنين، ودُفن ليلةَ الثلاثاء . قال سيف : وحدَّثنا يحيى بن سعيد مرةً بجمعيه عن عَمْرَة[٩] عن عائشة به ، وهذا

---

(١) وهو في دلائل النبوة (٧/ ٢٥٦) من طريقه .
(٢) ط : (عن) وانظر تهذيب التهذيب (٦/ ١٠٩) .
(٣) ط : (ودفن من الغد) .
(٤) بعدها في أخمسُ فقرات تأتي في ط خاتمة هذا الفصل .
(٥) ط : (حدّثنا) وانظر دلائل النبوة للبيهقي (٧/ ٢٥٦) .
(٦) دلائل النبوة (٧/ ٢٥٥) .
(٧) أ، ط: (عن أبي النعمان) تحريف . وهو النعمان بن المنذر الغسّاني ويقال اللخمي أبو الوزير الدمشقي . روى عن مكحول وغيره، وروى عنه محمد بن شعيب بن شابور وغيره. مات سنة (١٣٢) (تهذيب التهذيب ١٠/ ٤٥٧).
(٨) ط : (يوسف) وانظر تهذيب التهذيب (٤/ ٢٩٥ ـ ٢٩٦) .
(٩) ليس (عمرة عن) في ط . وانظر تهذيب التهذيب (١٢/ ٤٣٨) .

اختلاف کیا' پھر انہوں نے ایک کہنے والے کو سنا جو انہیں معلوم نہ ہوا کہ کون ہے کیا ہے کہ اپنے نبی کو اس طرح غسل دو کہ ان پر ان کا کرتہ ہو اس پر رسول اللہ ﷺ کو آپ کے کرتے ہی میں غسل دیا گیا۔

آنحضرت ﷺ کو غسل دینے کا اعزاز:

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو علی بن ابی طالب اور فضل بن عباس اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے غسل دیا' علی رضی اللہ عنہ آپ کو غسل دیتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ حیات میں بھی پاکیزہ تھے اور ات میں بھی۔

عامر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کو غسل دے رہے تھے اور فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کو سنبھالے ہوئے تھے۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں غسل دیا گیا کہ عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور فضل آپ کو سینے لگائے تھے' علی رضی اللہ عنہ آپ کو اس طرح غسل دے رہے تھے کہ آپ پر آپ کا کرتا تھا اور اسامہ پانی دینے کے لیے آمد و رفت کر رہے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عباس اور علی اور فضل رضی اللہ عنہم نے غسل دیا۔ فضل بن دکین نے اپنی حدیث میں ذکر کیا کہ عباس رضی اللہ عنہ انہیں چھپائے ہوئے تھے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے غسل کا ذمہ عباس بن عبدالمطلب علی بن ابی طالب' فضل بن عباس رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام صالح نے لیا۔

زہری سے مروی ہے کہ عباس' علی بن ابی طالب' فضل اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام صالح نے نبی ﷺ کے غسل کا انتظام کیا اور آپ کا پردہ کیا۔

یزید بن بلال سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں میرے سوا کوئی غسل نہ دے اور نہ بغیر اس کے کہ اس کی آنکھیں ڈھانک دی جائیں میرا ستر دیکھے۔

فضل اور اسامہ دونوں آدمی مجھے پردے کے پیچھے سے پانی دیتے تھے اور ان دونوں کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی' میں کسی کو بھی لیتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا تیس آدمی میرے ہمراہ اسے الٹتے پلٹتے ہیں یہاں تک کہ میں آپ کے غسل سے فارغ ہو گیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کے غسل کی تیاری شروع کی تو سب لوگوں کو باہر کر کے دروازہ بند کر لیا' انصار نے ندا دی کہ ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں اور ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو سب جانتے ہیں' قریش نے ندا دی کہ ہم لوگ آپ کے جدی عزیز ہیں' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پکار کے کہا: اے گروہ مسلمین ہر قوم اپنے جنازے کی اپنے غیر سے زیادہ مستحق ہے' اس لیے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تم لوگ اندر جاؤ گے تو تم ان (علی و فضل و اسامہ رضی اللہ عنہم) کو آپ سے ہٹا دو

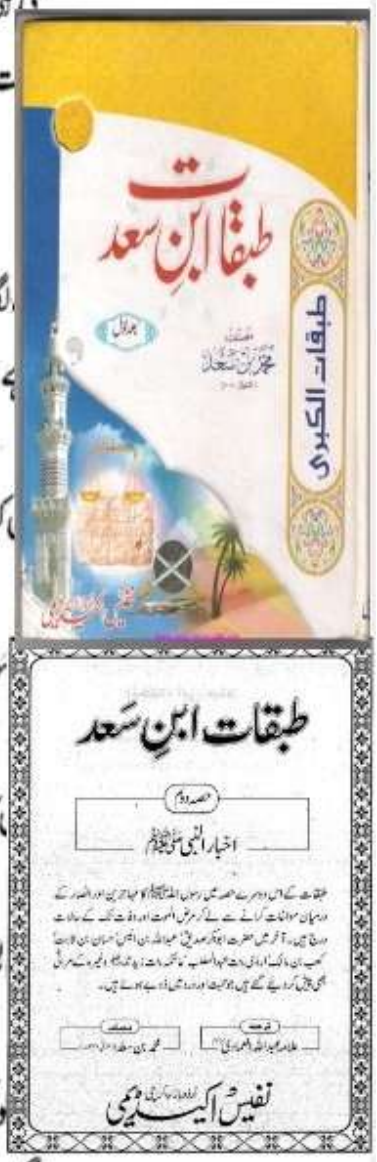

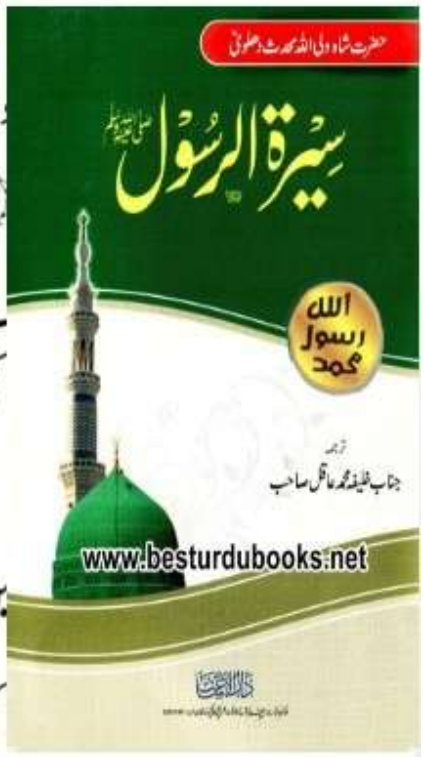

کھودتے ہوئے برآمد ہوئی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر چند کوشش کی اور کدالیں چلائیں مگر وہ ٹوٹ نہ سکی دست مبارک کے ایک ہی وار سے پاش پاش ہوگئی۔

(۵۴)..... ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ کا پاؤں ٹوٹا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دست مبارک پھیر دیا، ان کا پاؤں درست ہوگیا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس میں کوئی عیب ہی نہ تھا۔

معجزات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر ہیں کہ وہ کتاب یا کسی دفتر میں سمانے کی گنجائش نہیں رکھتے۔

کروفات شریف:..... بارھویں ربیع الاول پیر کے دن دوپہر کے وقت تریسٹھ سال کی عمر میں آفتاب رسالت غروب ہوگیا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون)

اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں (جن میں دوسری تاریخوں کا ذکر ہے)

آپ علیہ السلام چودہ روز بیمار رہے اور وفات کے تیسرے روز چہارشنبہ (بدھ) کو مدفون فرمائے گئے۔

نزع مبارک کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پانی کا پیالہ تھا، اس میں دست مبارک ڈال ڈال کر روئے انور تر فرمارہے تھے اور زبان مبارک سے فرماتے جاتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ (اے اللہ موت کی مشقت پر میری امداد فرما)

اور جب روح مبارک مقبوض ہوگئی حاضرین نے جسمِ مبارک کو یمنی چادر سے ڈھانپ دیا۔ ایک روایت کے مطابق چادر فرشتوں نے ڈالی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس موقع پر بعض اصحاب انتہائی غم کی

WWW.NAFSEISLAM.COM

سقیفہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ جانا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم والم میں مصروف تھے' اور ان کو ایسے پر درد موقع پر خلافت کا خیال نہیں آسکا تھا۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ سقیفہ میں مہاجرین اور انصار جمع تھے۔ اور ان دونوں گروہ میں سے کوئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعویٰ کی تائید نہ کرتا۔ کیونکہ مہاجرین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیشوا تسلیم کرتے تھے۔ اور انصار کے رئیس سعد بن عبادہ تھے۔

اخیر بحث یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ بے جا تھا یا بجا؟ اس کو ہر شخص جو ذرا بھی اصول تمدن سے واقفیت رکھتا ہو بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت وفات پائی مدینہ منورہ منافقوں سے بھرا پڑا تھا جو مدت سے اس بات کے..... منتظر تھے کہ رسول اللہ کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کردیں۔ اس نازک وقت میں آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ نزع اور گریہ زاری میں مصروف رہیں یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کرلیا جائے۔ اور ایک منظم حالت قائم ہو جائے انصار نے اپنی طرف سے خلافت کی بحث چھیڑ کر حالت کو اور نازک کردیا۔ کیونکہ قریش جو انصار کو اس قدر حقیر سمجھتے تھے کہ جنگ بدر میں جب انصار ان کے نامبلے کو نکلے تو عتبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے کہا کہ "محمد! ہم نا جنسوں سے نہیں لڑسکتے" کسی طرح انصار کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرسکتے تھے۔ قریش پر کیا موقوف ہے' تمام عرب کو انصار کی متابعت سے انکار ہوتا' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیفہ میں جو خطبہ دیا اس میں صاف اس خیال کو ظاہر کیا اور کہا **"وان العرب لاتعرف هذاالا مرالا لهذا الحي من قريش"** اس کے علاوہ انصار میں خود گروہ تھے' اوس اور خزرج اور ان میں باہم اتفاق نہ تھا۔ اس حالت میں ضروری تھا کہ انصار کے دعویٰ خلافت کو دبادیا جائے' اور کوئی لائق شخص فوراً انتخاب کرلیا جائے۔ مجمع میں جو لوگ موجود تھے ان میں سب سے بااثر بزرگ اور معمر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور فوراً ان کا انتخاب بھی ہو جاتا۔ لیکن لوگ انصار کی بحث ونزاع میں پھنس گئے تھے۔ اور بحث طول پکڑ کر قریب تھا کہ تلواریں میان سے نکل آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رنگ دیکھ کر دفعۃً حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا کہ سب سے پہلے میں بیعت کرتا ہوں۔ ساتھ ہی حضرت عثمان' ابوعبیدہ بن جراح' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ہاتھ بڑھائے[1] اور پھر عام خلقت ٹوٹ پڑی۔ اس کارروائی سے ایک اٹھتا ہوا طوفان رک

[1] ابن الماوردی نے الاحکام السلطانیہ میں لکھا ہے کہ اول صرف پانچ شخصوں نے بیعت کی تھی۔

الفاروق

سوانح عمری اور کارنامے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی

دارالاشاعت اردو بازار کراچی

اس کتاب میں اس نے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور اس کے لیے آیت نازل فرمائی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو سنگسار کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ بخدا سنگسار کرنے کے حکم کی آیت ہمیں قرآن میں نہیں ملتی۔ اس طرح وہ اللہ کے نازل کردہ فریضے کے ترک کی وجہ سے گمراہی میں پڑ جائیں گے۔ ہم کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! اپنے باپوں سے انکار نہ کرو کیونکہ ایسا انکار کفر ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ اگر امیر المومنین مر جائیں تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ کوئی شخص اس دھوکے میں نہ رہے کہ وہ یہ کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت بے سوچے سمجھے فوری کارروائی تھی' مگر اللہ نے اس کے نتائج بد سے مسلمانوں کو بچایا۔ ایسا نہیں ہے جو عزت ابوبکرؓ کی تھی وہ تم میں سے کسی ایک کو آج حاصل نہیں۔

سقیفہ بنو ساعدہ کا واقعہ:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ علیؓ اور زبیرؓ اور ان کے بعض اور ساتھی فاطمہؓ کے گھر میں جمع ہیں' وہ بیعت کے وقت ہمارے پاس نہیں آئے تھے۔ اسی طرح تمام انصار نے ہم سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع تھے' میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم ہم کو ہمارے ان انصار بھائیوں کے پاس لے چلو' ہم ان کے ارادے سے چلے' راستے میں ہم کو دو اچھے آدمی جو بدر میں شریک ہو چکے تھے ملے' اور انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں [illegible] ہیں۔ انہوں نے کہا پلٹ جاؤ اور اپنے معاملہ کا اپنے درمیان فیصلہ کرلو۔ ہم نے کہا ہم تو ضرور ان سے جا کر [illegible]صار کے پاس آئے وہ سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع تھے اور ان کے بیچ میں ایک شخص چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔ میں نے [illegible]۔ انصار نے کہا کہ یہ سعد بن عبادہؓ ہیں۔ میں نے پوچھا' یہ انہوں نے چادر کیوں اوڑھ رکھی ہے۔ انصار نے [illegible]۔ اب ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثناء کے بعد کہا' ہم انصار ہیں' ہم اللہ کی فوج ہیں [illegible]اجرین تم ہمارے نبی کی قوم والے ہو اور تمہاری فوج کی فوج ہم پر بڑھی چلی آ رہی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ہم [illegible]کومت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں اس موقع کے لیے ایک تقریر سوچ رکھی تھی تا کہ [illegible]میں اسے کہہ دوں' کیونکہ ایک حد تک میں ان کی عزت کرتا تھا۔ اور وہ مجھ سے زیادہ باوقار اور متین بھی تھے۔ [illegible]تقریر شروع کروں ابوبکرؓ نے مجھے روک دیا' میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی خواہش رد کر دوں' اس لیے

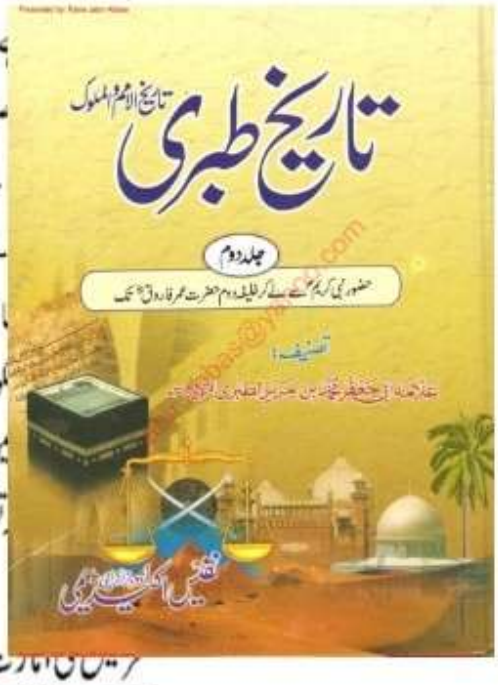

[illegible]ر میں کی امارت:

اب ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی۔ حمد و ثناء کے بعد انھوں نے اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو کہ اس موقع کے لیے اپنے دل میں نے سوچی تھی بلکہ انھوں نے اس سے زیادہ خوبی کے ساتھ کہیں زیادہ باتیں کیں جو میں کہتا۔ انھوں نے کہا اے گروہ انصار ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو فضیلت تم بیان کرو گے اس کے تم اہل ہو مگر حکومت کا معاملہ ایسا ہے کہ سوائے قریش کے اور کسی کی حکومت کو عرب ہرگز گوارا نہیں کریں گے' کیونکہ قریش اپنے خاندان اور نسب کے اعتبار سے عرب میں شریف ترین ہیں۔ اس کے لیے میں ان دو شخصوں میں سے کسی ایک کو اس منصب کے لیے تم سب کے لیے پسند کرتا ہوں' ان میں سے جس کے ہاتھ پر

وينسب مسطور ٢

٧٩- بَابٌ[٢]

• [٤٦٩] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ[٣]، أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ.

٨٠- بَابُ[٤] الْخَوْخَةِ[٥] وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ

• [٤٧٠] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ[٦]، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ[٧]» فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ[٨] رضي الله عنه، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ - إِنْ

---

(١) [الطور: ١، ٢].

• [٤٦٨] [التحفة: خ م د س ق ١٨٢٦٢]

(٢) عليه صح. وليس لابن عساكر، ولأبي الوقت.

(٣) بعده للأصيلي: «ابن مالك».

• [٤٦٩] [التحفة: خ ١٣٧٢]

(٤) ليس عند الأصيلي.

(٥) الخوخة: الباب الصغير. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: خوخ).

(٦) قوله: «عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ» سقط لأبي ذر، والأصيلي وفي موضعه صح.

(٧) قوله «فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ»: سقط عند (عط)، والأصيلي، وابن عساكر. وضرب عليه أبو الوقت، وهو مخرج عند أبي ذر.

(٨) بعده للأصيلي: «الصديق».

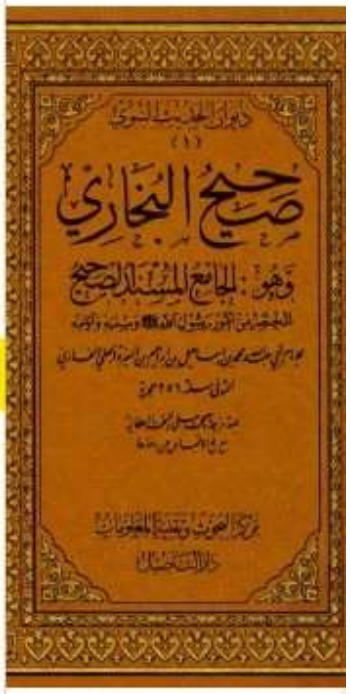

يَكُنِ اللَّهُ خَيَّرَ عَبْدًا[١] بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ؟! فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا، قَالَ[٢]: «يَا أَبَا بَكْرٍ، لَا تَبْكِ، إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا[٣] مِنْ أُمَّتِي[٤]، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ[٥]، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ[٦] الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ».

• [٤٧١] حدثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ:

• [٢٥٣٣] حدثني[١] زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا[٢] عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ، نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ، فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا.

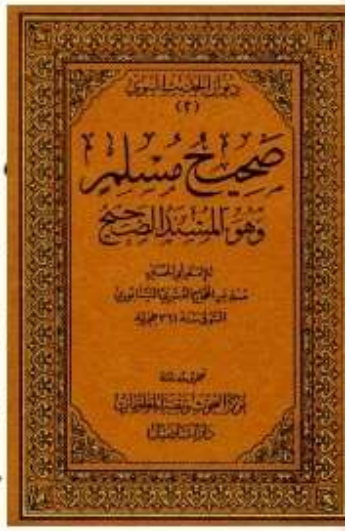

[٢٥٣٤] حدثنا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ[٣] عَبْدِ اللَّهِ[٤]، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدْخُلُ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِ، إِلَّا أُمَّ[٥] سُلَيْمٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا، فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ[٦]، فَقَالَ: «إِنِّي أَرْحَمُهَا، قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي».

- مشددة. قال في «المشارق» (١/ ٢٧٠): «هو بفتح التاء والذال وشد الميم، وكان عند ابن الحذاء: «وتدمن» وهو تصحيف، وكذلك لبعضهم عن العذري: «تدمر»، وليس بشيء». اهـ مختصرا. وينظر: «شرح النووي» (١٦/ ٩).

٢٥] [التحفة: م ٦٥٨٤].

(١) في (ط): «حدثنا».

في (أ): «حدثني»، وفي (ط): «أخبرني».

في (خ): «باب في فضائل أم سليم أم أنس بن مالك»، وفي (ك): «فضائل أم سليم»، وفي (ط): «باب من فضائل أم سليم أم أنس بن مالك، وبلال ﷺ»، وفي حاشية (ب) مقابل الأحاديث التالية دون علامة: «أم أنس».

٢] [التحفة: خ م ٢١٣].

(٣) في (ب): «عن».

(٤) بعده في (ك) منسوبا لنسخة: «ابن أبي طلحة».

(٥) الضبط بالجر من (ك)، وله وجه صحيح في اللغة. ينظر: «أوضح المسالك» (٢/ ٢٣٦).

لا يجمع الله عليك موتتين ، اما الموتة التي كتبت عليك فقد متها .

• [٤٤٣٤] قال الزُّهْرِيُّ[٦] : وَحَدَّثَنِي[٧] أَبُو سَلَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ[٨] بْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ[٩] يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ : اجْلِسْ يَا عُمَرُ ، فَأَبَى عُمَرُ أَنْ

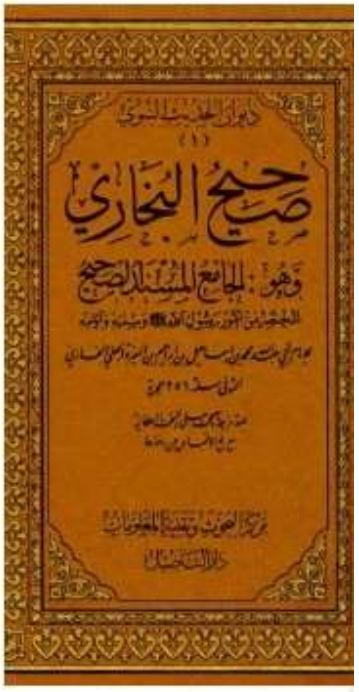

---

(١) لأبي ذر عن الكشميهني : «وَسَقَطْتُ» .

* [٤٤٣١] [التحفة : خ ١٦٢٣٢]

(٢) فتيمم : قصد . (انظر : النهاية في غريب الحديث ، مادة : يمم) .

(٣) حبرة : الحبرة ما كان مَوْشِيًّا مُخَطَّطًا من البُرود ، وهي يمانية . (انظر : النهاية في غريب الحديث ، مادة : حبر) .

(٤) عليه صح ، ورقم عليه بعلامة مؤخر عند أبي ذر .

(٥) عليه صح ، ورقم عليه بعلامة مقدم عند أبي ذر ؛ فالعبارة عنده : «بِأَبِي وَأُمِّي أَنْتَ» .

* [٤٤٣٢-٤٤٣٣] [التحفة : خ س ق ١٦٦٣٢]

(٦) قوله : «قَالَ الزُّهْرِيُّ» عليه صح ، وليس عند أبي ذر .

(٧) على آخره وأول ما بعده صح .

(٨) قوله : «عَبْدِ اللَّهِ» عليه صح ، وليس عند أبي ذر .

(٩) زاد لأبي ذر وعليه صح : «ابنُ الخطاب» .

يَجْلِسَ ، فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ[١] وَتَرَكُوا عُمَرَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَمَّا بَعْدُ ، مَنْ[٢] كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ[٣] فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللَّهَ ، فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ قَالَ اللَّهُ : ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ﴾ إِلَى قَوْلِهِ : ﴿ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴾[٤] ، وَقَالَ : وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ ، فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا .

فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ[٥] بْنُ الْمُسَيَّبِ ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ : وَاللَّهِ[٦] مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ[٧] حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ ، وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا أَنَّ[٨] النَّبِيَّ ﷺ قَدْ مَاتَ .

• [٤٤٣٥-٤٤٣٦] حدثني[٩] عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ

٤٣- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ :

«اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ»

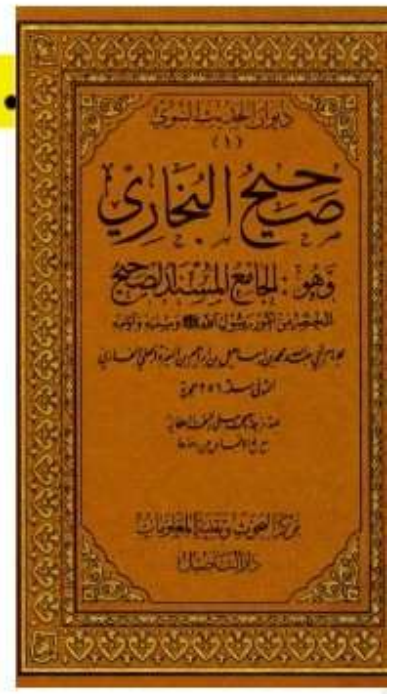

• [٣٧٨٦] حدثني (٦) مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ أَبُو عَلِيٍّ ، حَدَّثَنَا شَاذَانُ أَخُو عَبْدَانَ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ : مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رضي الله عنهما بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ فَقَالَ : مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا : ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا ، فَدَخَلَ عَلَىٰ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ ، قَالَ : فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَىٰ رَأْسِهِ حَاشِيَةً (٧)

---

(١) لأبي ذر عن الحموي والمستملي : «كَأَنَّهُمَا» .

(٢) **طاويين** : خاليي البطن جائعيْنِ لم يأكلا . (انظر : النهاية في غريب الحديث ، مادة : طوا) .

(٣) كذا في اليونينية الفاء مفتوحة .

(٤) **شح** : بخل مع حرص . (انظر : المفردات في غريب القرآن) (ص٤٤٦) .

(٥) [الحشر : ٩] . ومن قوله : «﴿وَمَن يُوقَ﴾» إلى «﴿ٱلْمُفْلِحُونَ﴾» ليس عند أبي ذر وعلى أوله وآخره صح .

* [٣٧٨٥] [التحفة : خ م ت س ١٣٤١٩]

(٦) عليه صح .

(٧) **حاشية** : حاشية كل شيء : جَانِبُهُ وطَرَفُهُ . (انظر : النهاية في غريب الحديث ، مادة : حشا) .

بُرْدٍ (١) قَالَ : فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : «أُوصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ ؛ فَإِنَّهُمْ كَرِشِي (٢) وَعَيْبَتِي (٣) ، وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ» .

• [٣٧٨٧] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ ، سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ :

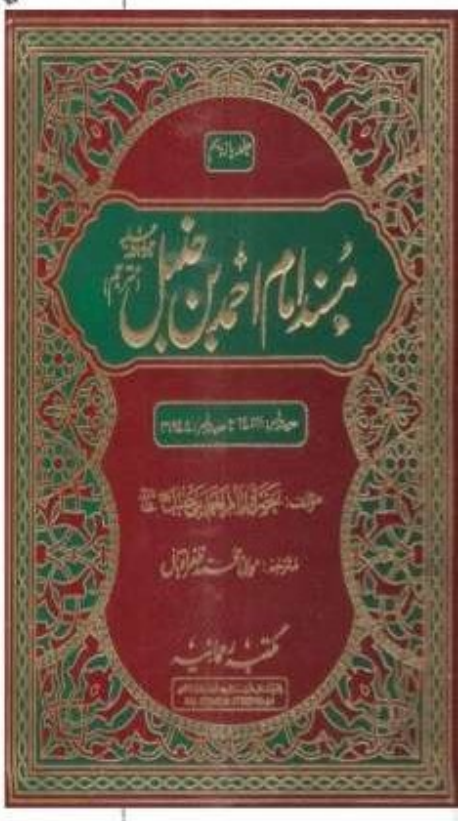

صَفِيَّةَ وَلَمْ أُمَرَّضْ أَحَدًا قَبْلَهُ فَبَيْنَمَا رَأْسُهُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى مَنْكِبَيَّ إِذْ مَالَ رَأْسُهُ نَحْوَ رَأْسِي فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ مِنْ رَأْسِي حَاجَةً فَخَرَجَتْ مِنْ فِيهِ نُطْفَةٌ بَارِدَةٌ فَوَقَعَتْ عَلَى نُغْرَةِ نَحْرِي فَاقْشَعَرَّ لَهَا جِلْدِي فَظَنَنْتُ أَنَّهُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَسَجَّيْتُهُ ثَوْبًا فَجَاءَ عُمَرُ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَاسْتَأْذَنَا فَأَذِنْتُ لَهُمَا وَجَذَبْتُ إِلَيَّ الْحِجَابَ فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَيْهِ فَقَالَ وَا غَشْيَاهُ مَا أَشَدَّ غَشْيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَا فَلَمَّا دَنَوَا مِنْ الْبَابِ قَالَ الْمُغِيرَةُ يَا عُمَرُ مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَذَبْتَ بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ تَحُوسُكَ فِتْنَةٌ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُوتُ حَتَّى يُفْنِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُنَافِقِينَ ثُمَّ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَرَفَعْتُ الْحِجَابَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَحَدَرَ فَاهُ وَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ ثُمَّ قَالَ وَا نَبِيَّاهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ حَدَرَ فَاهُ وَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ ثُمَّ قَالَ وَا صَفِيَّاهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَحَدَرَ فَاهُ وَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ وَقَالَ وَا خَلِيلَاهُ مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَعُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ وَيَتَكَلَّمُ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُوتُ حَتَّى يُفْنِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُنَافِقِينَ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ حَتَّى فَرَغَ مِنْ الْآيَةِ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ حَتَّى فَرَغَ مِنْ الْآيَةِ فَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ فَقَالَ عُمَرُ وَإِنَّهَا لَفِي كِتَابِ اللَّهِ مَا شَعَرْتُ أَنَّهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ذُو شَيْبَةِ الْمُسْلِمِينَ فَبَايِعُوهُ فَبَايَعُوهُ [راجع: ٢٤٥٣٠، ٢٦٠٥٨].

(۲۶۳۶۵) یزید بن بابنوس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اوران سے اجازت طلب کی' انہوں نے ہمارے لئے تکیہ رکھا اور خود اپنی طرف پردہ کھینچ لیا' پھر میرے ساتھی نے پوچھا کہ اے ام المومنین! "عراك" کے متعلق آپ کیا فرماتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا عراک کیا ہوتا ہے؟ میں نے اپنے ساتھی کے کندھے پر ہاتھ مارا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روکتے ہوئے فرمایا تم نے اپنے بھائی کو ایذا پہنچائی' پھر فرمایا عراک سے کیا مراد ہے؟ حیض، تو سیدھا سیدھا وہ لفظ بولو جو اللہ نے استعمال کیا ہے' یعنی حیض' بعض اوقات میں حائضہ ہوتی تھی لیکن پھر بھی نبی علیہ السلام مجھے ڈھانپ لیتے تھے اور میرے سر کو بوسہ دے دیا کرتے تھے اور میرے اور نبی علیہ السلام کے درمیان کپڑا حائل ہوتا تھا۔

پھر فرمایا کہ نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ جب میرے گھر کے دروازے سے گذرتے تھے تو کوئی نہ کوئی ایسی بات کہہ دیتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچا دیتے تھے' ایک دن نبی علیہ السلام وہاں سے گذرے تو کچھ نہیں کہا' دو تین مرتبہ جب اسی طرح ہوا تو میں نے اپنی باندی سے کہا کہ میرے لئے دروازے پر تکیہ لگا دو' اور میں اپنے سر پر پٹی باندھ کر وہاں بیٹھ گئی' جب نبی علیہ السلام میرے پاس سے گذرے تو فرمایا عائشہ! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے' نبی علیہ السلام نے فرمایا

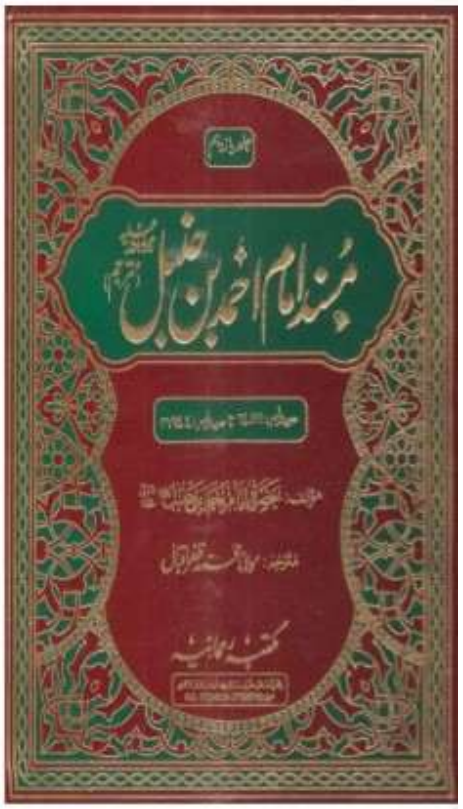

میرے بھی سر میں درد ہو رہا ہے' پھر نبی علیہ السلام چلے گئے' تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ نبی علیہ السلام کو لوگ ایک چادر میں لپیٹ کر اٹھائے چلے آئے' نبی علیہ السلام میرے یہاں رہے اور دیگر ازواج کے پاس یہ پیغام بھجوا دیا کہ میں بیمار ہوں اور تم میں سے ہر ایک کے پاس باری باری آنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اس لئے تم اگر مجھے اجازت دے دو تو میں عائشہ کے یہاں رک جاؤں؟ ان سب نے اجازت دے دی' اور میں نبی علیہ السلام کی تیمارداری کرنے لگی حالانکہ اس سے پہلے میں نے کبھی کسی کی تیمارداری نہیں کی تھی۔

ایک دن نبی علیہ السلام نے اپنا سر مبارک میرے کندھے پر رکھا ہوا تھا کہ اچانک سر مبارک میرے سر کی جانب ڈھک گیا میں سمجھی کہ شاید آپ میرے سر کو بوسہ دینا چاہتے ہیں' لیکن اسی دوران نبی علیہ السلام کے منہ سے لعاب کا ایک ٹھنڈا قطرہ نکلا اور میرے سینے پر آ ٹپکا' میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں سمجھی کہ شاید نبی علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی ہے چنانچہ میں نے نبی علیہ السلام کو ایک چادر اوڑھا دی' اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آ گئے' انہوں نے اجازت طلب کی' میں نے انہیں اجازت دے دی' اور اپنی طرف پردہ کھینچ لیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کو دیکھ کر کہا ہائے غشی! نبی علیہ السلام پر غشی کی شدت کتنی ہے' تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے جب وہ دونوں دروازے کے قریب پہنچے تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے عمر! نبی علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو' بلکہ تم فتنہ پرور آدمی لگتے ہو' نبی علیہ السلام کا وصال اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو ختم نہ کر دے۔

تھوڑی دیر بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے' میں نے حجاب اٹھا دیا' انہوں نے نبی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور کہنے لگے کہ نبی علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے' پھر سرہانے کی جانب سے آئے اور منہ مبارک پر جھک کر پیشانی کو بوسہ دیا اور کہنے لگے ہائے میرے نبی! تین مرتبہ اسی طرح کیا اور دوسری مرتبہ ہائے میرے دوست اور تیسری مرتبہ ہائے میرے خلیل کہا' پھر مسجد کی طرف نکلے' اس وقت حضرت عمر لوگوں کے سامنے تقریر اور گفتگو کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نبی علیہ السلام کا وصال اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کو ختم نہ فرما دے۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "آپ بھی دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔" اور یہ کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے رسول ہیں جن سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں' کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے" سو جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں' مذکورہ آیات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ آیات کتاب اللہ میں موجود ہیں؟ میرا شعور ہی اس طرف نہیں جا سکا کہ یہ آیت بھی کتاب اللہ میں ہی موجود ہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو! یہ ابوبکر ہیں اور مسلمانوں کے بزرگ ہیں اس لئے ان کی بیعت کر لو' چنانچہ لوگوں نے ان کی بیعت کر لی۔

(۲۶۳۶۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي عِيَاضٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ

(۲۱۰۴۶) ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا شاید تم لوگ امام کی قراءت کے دوران قراءت کرتے ہو؟ دو تین مرتبہ یہ سوال دہرایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! واقعی ہم ایسا کرتے ہیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو، الا یہ کہ تم میں سے کوئی سورۃ فاتحہ پڑھنا چاہے۔

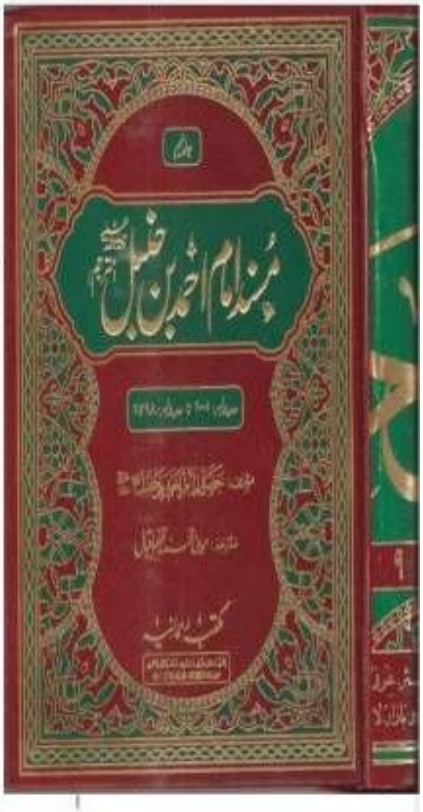

حديث أبي عَسِيبٍ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ کی حدیثیں

(۲۱۰۴۷) حَدَّثَنَا بَهْزٌ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ يَعْنِي الْجَوْنِيَّ عَنْ أَبِي عَسِيبٍ أَوْ أَبِي عَسِيمٍ قَالَ بَهْزٌ إِنَّهُ شَهِدَ الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ قَالَ ادْخُلُوا أَرْسَالًا أَرْسَالًا قَالَ فَكَانُوا يَدْخُلُونَ مِنْ هَذَا الْبَابِ فَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ قَالَ فَلَمَّا وُضِعَ فِي لَحْدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُغِيرَةُ قَدْ بَقِيَ مِنْ رِجْلَيْهِ شَيْءٌ لَمْ يُصْلِحُوهُ قَالُوا فَادْخُلْ فَأَصْلِحْهُ فَدَخَلَ وَأَدْخَلَ يَدَهُ فَمَسَّ قَدَمَيْهِ فَقَالَ أَهِيلُوا عَلَيَّ التُّرَابَ فَأَهَالُوا عَلَيْهِ التُّرَابَ حَتَّى بَلَغَ أَنْصَافَ سَاقَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ فَكَانَ يَقُولُ أَنَا أَحْدَثُكُمْ عَهْدًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۲۱۰۴۷) حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی نماز جنازہ کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے، لوگ کہنے لگے کہ ہم نبی علیہ السلام کی نماز جنازہ کس طرح پڑھیں؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک ایک گروہ کی شکل میں داخل ہو، چنانچہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہو کر نبی علیہ السلام پر درود وسلام پڑھتے اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے، جب نبی علیہ السلام کو قبر میں اتارا گیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ نبی علیہ السلام کے پاؤں مبارک کی جانب کچھ حصہ رہ گیا ہے جسے صحیح نہیں کیا گیا، لوگوں نے کہا پھر آپ ہی قبر میں اتر کر اسے صحیح کر دیں، چنانچہ وہ قبر مبارک میں اترے اور اپنا ہاتھ قبر میں ڈالا، جب قدم مبارک کو چھوا تو کہنے لگے کہ اب میری طرف سے مٹی ڈالو، لوگوں نے مٹی ڈالنا شروع کر دی، یہاں تک کہ وہ ان کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچ گئی، پھر وہ باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ نبی علیہ السلام سے سب سے زیادہ قریب کا زمانہ مجھے ملا ہے۔

(۲۱۰۴۸) حَدَّثَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عُبَيْدٍ أَبُو نُصَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَسِيبٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام بِالْحُمَّى وَالطَّاعُونِ فَأَمْسَكْتُ الْحُمَّى بِالْمَدِينَةِ وَأَرْسَلْتُ الطَّاعُونَ إِلَى الشَّامِ فَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِأُمَّتِي وَرَحْمَةٌ لَهُمْ وَرِجْسٌ عَلَى الْكَافِرِينَ

(۲۱۰۴۸) حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس جبریل بخار اور طاعون کو لے کر آئے، میں نے بخار کو تو مدینہ منورہ میں ہی روک لیا اور طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا، اب طاعون میری امت کے لئے شہادت اور رحمت

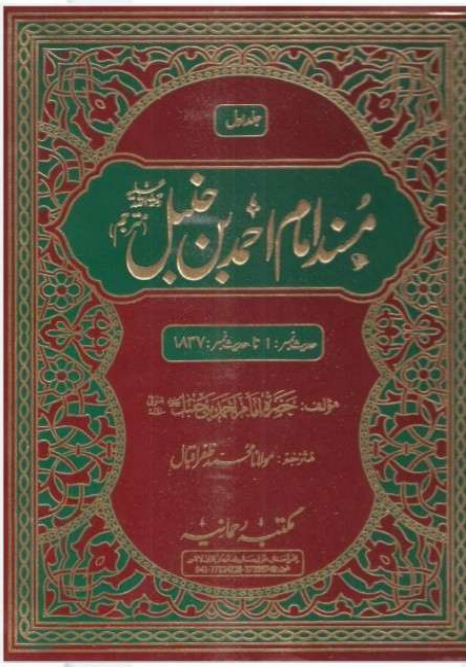

حَرْبٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَقَدَ لِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ عَلَى قِتَالِ أَهْلِ الرِّدَّةِ وَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نِعْمَ عَبْدُ اللَّهِ وَأَخُو الْعَشِيرَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَسَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ سَلَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ[صححه الحاكم (٣/٢٩٨)، قال الهيثمي(٩/٢٤٧): رجاله ثقاتقال شعيب: صحيح بشواهده]

(۴۳) حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے قتال کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اعزاز میں خصوصی طور پر جھنڈا تیار کروایا اور فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کا بہترین بندہ اور اپنے قبیلہ کا بہترین فرد خالد بن ولید ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جو اللہ نے کفار و منافقین کے خلاف میان سے نکال کر سونت لی ہے۔

(٤٤) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ الْكَلَاعِيِّ عَنْ أَوْسَطَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَنَةٍ فَأَلْفَيْتُ أَبَا بَكْرٍ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْأَوَّلِ فَخَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ سَلُوا اللَّهَ الْمُعَافَاةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ مِثْلَ يَقِينٍ بَعْدَ مُعَافَاةٍ وَلَا أَشَدَّ مِنْ رِيبَةٍ بَعْدَ كُفْرٍ وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَهُمَا فِي النَّارِ[صححه ابن حبان (٩٥٢)، قال شعيب: اسناده حسن][راجع: ٥]

(۴۴) اوسط کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے وصال کے ایک سال بعد میں مدینہ منورہ حاضر ہوا، تو میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے پایا، انہوں نے فرمایا کہ اس جگہ گذشتہ سال نبی علیہ السلام ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تھے، یہ کہہ کر آپ رو پڑے، تین مرتبہ اسی طرح ہوا، پھر فرمایا لوگو! اللہ سے درگذر کی درخواست کیا کرو، کیونکہ ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر نعمت کسی کو نہیں دی گئی، اسی طرح کفر کے بعد شک سے بدترین چیز کسی کو نہیں دی گئی، سچائی کو اختیار کرو، کیونکہ سچائی کا تعلق نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں چیزیں جنت میں ہوں گی، جھوٹ بولنے سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ جھوٹ کا تعلق گناہ سے ہے اور یہ دونوں چیزیں جہنم میں ہوں گی۔

(٤٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُيَسَّرٍ أَبُو سَعْدٍ الصَّاغَانِيُّ الْمَكْفُوفُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا يَوْمُ الِاثْنَيْنِ قَالَ فَإِنْ مِتُّ مِنْ لَيْلَتِي فَلَا تَنْتَظِرُوا بِي الْغَدَ فَإِنَّ أَحَبَّ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي إِلَيَّ أَقْرَبُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[اسناده ضعيف]

(۴۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس دنیوی زندگی کے آخری لمحات قریب

سکین شیعہ کتب

٥٣٧ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: مَا أَيْسَرَ مَا رَضِيَ بِهِ النَّاسُ عَنْكُمْ، كُفُّوا أَلْسِنَتَكُمْ عَنْهُمْ.

٥٣٨ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، وَأَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ جَمِيعاً، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ، عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَذَكَرَ بَنِي أُمَيَّةَ وَدَوْلَتَهُمْ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: إِنَّمَا نَرْجُو أَنْ تَكُونَ صَاحِبَهُمْ، وَأَنْ يُظْهِرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذَا الْأَمْرَ عَلَى يَدَيْكَ، فَقَالَ: مَا أَنَا بِصَاحِبِهِمْ وَلَا يَسُرُّنِي أَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُمْ، إِنَّ أَصْحَابَهُمْ أَوْلَادُ الزِّنَا، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَخْلُقْ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ سِنِينَ وَلَا أَيَّاماً أَقْصَرَ مِنْ سِنِيهِمْ وَأَيَّامِهِمْ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُ الْمَلَكَ الَّذِي فِي يَدِهِ الْفَلَكُ فَيَطْوِيهِ طَيّاً.

٥٣٩ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: وُلْدُ الْمِرْدَاسِ مَنْ تَقَرَّبَ مِنْهُمْ أَكْفَرُوهُ، وَمَنْ تَبَاعَدَ مِنْهُمْ أَفْقَرُوهُ، وَمَنْ نَاوَاهُمْ قَتَلُوهُ، وَمَنْ تَحَصَّنَ مِنْهُمْ أَنْزَلُوهُ، وَمَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ أَدْرَكُوهُ، حَتَّى تَنْقَضِيَ دَوْلَتُهُمْ.

٥٤٠ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكُوفِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَيْمَنَ، جَمِيعاً، عَنْ مُحَسِّنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ بَشِيرٍ النَّبَّالِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله جَالِساً إِذْ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَرَحَّبَ بِهَا وَأَخَذَ بِيَدِهَا وَأَقْعَدَهَا، ثُمَّ قَالَ: ابْنَةُ نَبِيٍّ ضَيَّعَهُ قَوْمُهُ، خَالِدِ بْنِ سِنَانٍ دَعَاهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُؤْمِنُوا، وَكَانَتْ نَارٌ يُقَالُ لَهَا: نَارُ الْحَدَثَانِ، تَأْتِيهِمْ كُلَّ سَنَةٍ فَتَأْكُلُ بَعْضَهُمْ، وَكَانَتْ تَخْرُجُ فِي وَقْتٍ مَعْلُومٍ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنْ رَدَدْتُهَا عَنْكُمْ تُؤْمِنُونَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَجَاءَتْ فَاسْتَقْبَلَهَا بِثَوْبِهِ فَرَدَّهَا ثُمَّ تَبِعَهَا حَتَّى دَخَلَتْ كَهْفَهَا، وَدَخَلَ مَعَهَا، وَجَلَسُوا عَلَى بَابِ الْكَهْفِ وَهُمْ يَرَوْنَ أَلَّا يَخْرُجَ أَبَداً، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: هَذَا هَذَا، وَكُلُّ هَذَا مِنْ ذَا، زَعَمَتْ بَنُو عَبْسٍ أَنِّي لَا أَخْرُجُ وَجَبِينِي يَنْدَى، ثُمَّ قَالَ: تُؤْمِنُونَ بِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ فَإِنِّي مَيِّتٌ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَادْفِنُونِي، فَإِنَّهَا سَتَجِيءُ عَانَةٌ مِنْ حُمُرٍ يَقْدُمُهَا عَيْرٌ أَبْتَرُ حَتَّى يَقِفَ عَلَى قَبْرِي، فَانْبُشُونِي وَسَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ، فَلَمَّا مَاتَ دَفَنُوهُ، وَكَانَ ذَلِكَ الْيَوْمُ، إِذْ جَاءَتِ الْعَانَةُ اجْتَمَعُوا وَجَاءُوا يُرِيدُونَ نَبْشَهُ فَقَالُوا مَا آمَنَّكُمْ بِهِ فِي حَيَاتِهِ فَكَيْفَ تُؤْمِنُونَ بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ، وَلَئِنْ نَبَشْتُمُوهُ لَيَكُونَنَّ سُبَّةً عَلَيْكُمْ، فَاتْرُكُوهُ فَتَرَكُوهُ.

٥٤١ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وَصَنَعَ النَّاسُ مَا صَنَعُوا، وَخَاصَمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ الْأَنْصَارَ فَخَصَمُوهُمْ بِحُجَّةِ عَلِيٍّ عليه السلام، قَالُوا: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، قُرَيْشٌ أَحَقُّ بِالْأَمْرِ مِنْكُمْ، لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله مِنْ قُرَيْشٍ وَالْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَدَأَ بِهِمْ فِي كِتَابِهِ وَفَضَّلَهُمْ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله الْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَأَتَيْتُ عَلِيّاً عليه السلام وَهُوَ يُغَسِّلُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعَ النَّاسُ وَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ السَّاعَةَ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وَاللَّهِ مَا يَرْضَى أَنْ يُبَايِعُوهُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ، إِنَّهُمْ لَيُبَايِعُونَهُ بِيَدَيْهِ جَمِيعاً بِيَمِينِهِ

سكين حوالك صفحة نمبر 22

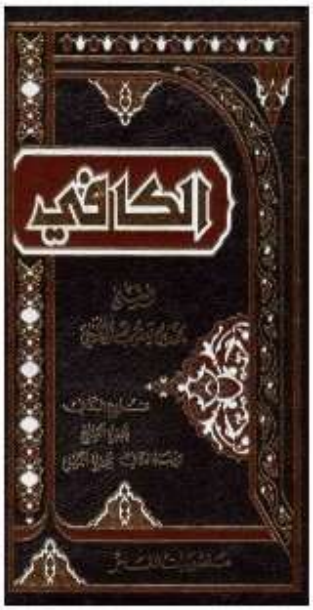

روضة الكافي

لثقة الإسلام
الشيخ محمد بن يعقوب الكليني
المتوفى سنة ٣٢٩ هـ

الجزء الثامن

منشورات الفجر
بيروت - لبنان

قال : وخرجت فاطمة بنت رسول الله ﷺ إليهم فوقفت خلف الباب ثمّ قالت : «لا عهد لي بقوم أسوء محضراً منكم ؛ تركتم رسول الله ﷺ جنازة بين أيدينا وقطعتم أمركم فيما بينكم ولم تؤمّرونا ولم تروا لنا حقّاً ، كأنّكم لم تعلموا ما قال يوم غدير خم ، والله لقد عقد له يومئذٍ الولاء ليقطع منكم بذلك منها الرّجاء ، ولكنّكم قطعتم الأسباب بينكم وبين نبيّكم ، والله حسيب بيننا وبينكم في الدّنيا والآخرة» .

سكين حواله صفحه نمبر 22

وفي رواية سليم بن قيس الهلالي[٣] عن سلمان الفارسي رضي الله عنه أنّه قال : أتيت عليّاً عليه السلام وهو يغسل رسول الله ﷺ ، وقد كان أوصى أن لا يغسله غير عليّ عليه السلام ، وأخبر أنّه لا يريد أن يقلّب منه عضواً إلّا قُلّب له ، وقد قال أميرالمؤمنين عليه السلام لرسول الله ﷺ : «من يعينني على غسلك يا رسول الله» ؟ قال : «جبرئيل» .

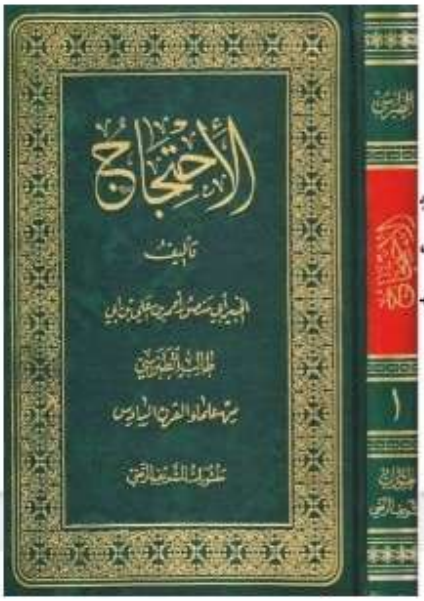

(١) المائدة ١٤.

(٢) انثال النّاس : انصبّوا واجتمعوا .

(٣) أبو صادق سليم بن قيس الهلالي ، كان من أصحاب عليّ عليه السلام ، وكان هارب أبان بن عياش ، فآواه ، فلمّا حضرته الوفاة قال لأبان : «إنّ لك عَلَيّ حقّاً ، من أمر رسول الله كيت وكيت» وأعطاه كتاباً وهو كتاب سليم بن قيس الهـ [الفهرست للطوسي ٨١]

فلمّا غسّله وكفّنه أدخلني وأدخل أباذر والمقداد وفاطمة وحسناً وحسيناً عليهم السلام فتقدّم وصففنا خلفه فصلّى عليه ، وعائشة في الحجرة لا تعلم ، قد أخذ جبرئيل ببصرها ، ثمّ أدخل عشرة من المهاجرين وعشرة من الأنصار فيصلّون ويخرجون ، حتّى لم يبق من المهاجرين والأنصار إلّا صلّى عليه .

وقلت لعليّ عليه السلام حين يغسل رسول الله ﷺ : إنّ القوم فعلوا كذا وكذا ، وإنّ أبابكر السّاعة لعلى منبر رسول الله ﷺ ، وما يرضى النّاس أن يبايعوا له بيد واحدة إنّهم ليبايعون بيديه جميعاً ؛ يميناً وشمالاً .

فقال عليّ عليه السلام : «يا سلمان فهل تدري مَن أوّل من يبايعه على منبر رسول الله ﷺ» ؟

فقلت : لا إلّا أنّي قد رأيته في ظلّة بني ساعدة حين خصمت الأنصار ، وكان أوّل من بايعه بشير

وإنَّ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وجَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَهُ جَنَاحَانِ خَضِيبَانِ يَطِيرُ بِهِمَا فِي الْجَنَّةِ، لَمْ يُنْحَلْ أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ جَنَاحَانِ غَيْرُهُ، شَيْءٌ كَرَّمَ اللهُ بِهِ مُحَمَّداً ﷺ وشَرَّفَهُ، والسِّبْطَانِ الْحَسَنُ والْحُسَيْنُ والْمَهْدِيُّ عليهم السلام، يَجْعَلُهُ اللهُ مَنْ شَاءَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾ ذَٰلِكَ ٱلْفَضْلُ مِنَ ٱللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ عَلِيمًا ﴿٧٠﴾﴾ [النساء: ٦٩-٧٠].

٣٥ - مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ: كَيْفَ كَانَتِ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: لَمَّا غَسَّلَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وكَفَّنَهُ سَجَّاهُ ثُمَّ أَدْخَلَ عَلَيْهِ عَشَرَةً فَدَارُوا حَوْلَهُ ثُمَّ وَقَفَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فِي وَسَطِهِمْ فَقَالَ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا﴾ [الأحزاب: ٥٦] فَيَقُولُ الْقَوْمُ كَمَا يَقُولُ حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وأَهْلُ الْعَوَالِي.

٣٦ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفٍ، عَنْ أَبِي الْمَغْرَاءِ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ عليه السلام: «يَا عَلِيُّ اذْفِنِّي فِي هَذَا الْمَكَانِ وارْفَعْ قَبْرِي مِنَ الْأَرْضِ أَرْبَعَ أَصَابِعَ ورُشَّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ».

٣٧ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ الْحَلَبِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: أَتَى الْعَبَّاسُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ: يَا عَلِيُّ إِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا أَنْ يَدْفِنُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَقِيعِ الْمُصَلَّى وأَنْ يَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَخَرَجَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام إِلَى النَّاسِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِمَامٌ حَيّاً ومَيِّتاً، وقَالَ: إِنِّي أُدْفَنُ فِي الْبُقْعَةِ الَّتِي أُقْبَضُ فِيهَا، ثُمَّ قَالَ: عَلَى الْبَابِ فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ عَشَرَةً عَشَرَةً يُصَلُّونَ عَلَيْهِ ثُمَّ يَخْرُجُونَ.

٣٨ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: لَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ والْمُهَاجِرُونَ والْأَنْصَارُ فَوْجاً فَوْجاً، قَالَ: وقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: فِي صِحَّتِهِ وسَلَامَتِهِ: إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَيَّ فِي الصَّلَاةِ عَلَيَّ بَعْدَ قَبْضِ اللهِ لِي: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا﴾ [الأحزاب: ٥٦].

٣٩ - بَعْضُ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ كَثِيرٍ الرَّقِّيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام: مَا مَعْنَى السَّلَامِ عَلَى رَسُولِ اللهِ؟ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وتَعَالَى لَمَّا خَلَقَ نَبِيَّهُ ووَصِيَّهُ وابْنَتَهُ وابْنَيْهِ وجَمِيعَ الْأَئِمَّةِ وخَلَقَ شِيعَتَهُمْ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْمِيثَاقَ وأَنْ يَصْبِرُوا ويُصَابِرُوا ويُرَابِطُوا وأَنْ يَتَّقُوا اللهَ، ووَعَدَهُمْ أَنْ يُسَلِّمَ لَهُمُ الْأَرْضَ الْمُبَارَكَةَ والْحَرَمَ الْآمِنَ وأَنْ يُنَزِّلَ لَهُمُ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ، ويُظْهِرَ لَهُمُ السَّقْفَ الْمَرْفُوعَ ويُرِيحَهُمْ مِنْ عَدُوِّهِمْ، والْأَرْضِ الَّتِي يُبَدِّلُهَا اللهُ مِنَ السَّلَامِ ويُسَلِّمُ مَا فِيهَا لَهُمْ لَاشِيَةَ فِيهَا، قَالَ:

سكين حوالك صفحة نمبر 22

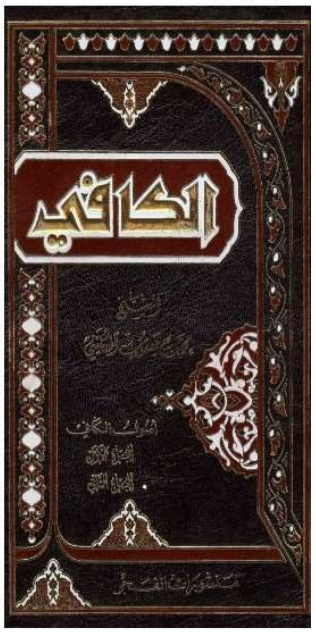

أصول الكافي

ثقة الإسلام
الشيخ محمد بن يعقوب الكليني
المتوفي سنة ٣٢٩ هـ

الجزء الأول

منشورات الفجر
بيروت - لبنان

Marfat.com

تشریف لائے اور فرمایا کہ ایہا الناس بیشک رسولؐ خدا اپنی حیات اور وفات کے بعد ہمارے امام اور پیشوا تھے حضرتؐ نے خود فرمایا کہ میں اُسی جگہ دفن ہوں گا جہاں میری روح قبض کی جائے گی۔ چونکہ غصب خلافت میں اپنا مطلب نکالنا چاہتے تھے اس لیئے اس معاملہ میں لوگوں نے مضائقہ نہیں کیا اور کہا جو کچھ آپ جانتے ہیں کیجیئے۔ غرض اُن حضرتؐ نے آگے کھڑے ہو کر امامت کی اور حضرتؐ پر نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ سے فرمایا تو دس دس افراد نے حضرتؐ کے جنازے کی نماز پڑھی۔ پھر امیرؑ المومنین نے اُن کے درمیان کھڑے ہو کر اس آیت کی تلاوت کی:- اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (آیت ۵۶ سورۃ احزاب پ ۲۲) یعنی اللہ اور اُس کے فرشتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی حضرتؐ پر درود اور سلام بھیجتے رہو۔ پھر ان لوگوں نے یہ آیت پڑھی اور حضرت رسولؐ خدا پر صلوٰۃ بھیجی اور باہر چلے گئے یہانتک کہ اہل مدینہ اور مدینہ کے اطراف کے لوگوں نے صلوات بھیجی۔

شیخ طبرسی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ دس دس افراد داخل ہوتے تھے اور آنحضرتؐ پر بغیر امام کے نماز پڑھتے تھے۔ اسیطرح تمام دن دوشنبہ کا اور سہ شنبہ کی رات صبح تک اور سہ شنبہ کا تمام دن شام تک مدینہ اور اطراف مدینہ کے ہر خورد و بزرگ اور مردوں اور عورتوں نے آنحضرتؐ پر نماز پڑھی۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اُردو ترجمہ
حیات القلوب جلد دوم
مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ
مترجم مولوی سید دلشاد حسین صاحب کاظمی مرزا پوری طاب
ناشر
امامیہ کتب خانہ
مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ۔ حلقہ ۴۳، لاہور ۲

ف فرماتے ہیں کہ اُن حدیثوں سے جو گزریں کہ جبرئیلؑ نے فرمایا کہ آئندہ زمین پر نازل نہ ہوں گا شاید یہ کہ میں وحی لے کر نازل نہ ہوں گا تاکہ یہ حدیثیں اُن کے برعکس نہ ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ جناب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زمین پر نہ آئے ہوں اور ہوا پر یہ امور انجام دیئے ہوں۔ ۱۲

(واللہ تعالیٰ یعلم)

رحلت فرمائی آپ پر تمام فرشتوں نے اور مہاجرین و انصار نے قطار در قطار نماز پڑھی۔ امیرؑ المومنین فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صحت کی حالت میں فرماتے تھے کہ یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ الخ میری وفات کے بعد مجھ پر نماز پڑھنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شیخ طوسی نے اُنہی حضرتؐ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب امیرؑ المومنین نے جناب رسولؐ خدا کو غسل دیا تو کپڑا آنجنابؐ کے روئے اقدس پر ڈال دیا اور گھر میں چھوڑ دیا۔ تو جو گروہ بھی داخل ہوتا تھا وہ حضرتؐ کے گرد کھڑا ہو کر آپؐ پر صلوات بھیجتا اور حضرتؐ کے لیئے دُعا کرتا اور باہر آجاتا۔ جب سب فارغ ہو چکے تو امیرؑ المومنین حضرتؐ کی قبر مطہر میں اُترے۔ اُسی وقت بنی الخیلا میں سے ایک انصاری جس کو اوس بن خولی کہتے تھے اور وہ باہر سے دیکھ رہا تھا اُس نے کہا یا علیؑ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ہمارا حق زائل نہ کیجیئے اور ہماری خدمتیں فراموش نہ کیجیئے اور ہم کو حضرتؐ کی اس آخری خدمت کے شرف سے کچھ بہرہ مند فرمائیے۔ تو جناب امیرؑ نے اُس کو بھی قبر میں اُتار لیا۔ وہ جنگ بدر میں موجود تھا۔ راوی نے پوچھا کہ آنحضرتؐ کے جنازہ کو قبر کی کس طرف رکھا تھا فرمایا قبر کی پائینتی کی جانب رکھا گیا اور وہیں سے قبر میں اُتارا۔

کتاب احتجاج اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے جب آنحضرتؐ

ہے۔ اگرچہ مشہور یہی ہے جیسا کہ کتب نحو و اصول کے ناظرین پر مخفی نہیں ہے۔

ثانیاً بنا بر تسلیم اس سے یہ کب لازم آتا ہے ہر جگہ استغراق و عموم ہی مراد ہوتا ہے اور معہود عہد خارجی مخصوص افراد مراد نہیں ہو سکتے (ولو مجازاً)

ثالثاً اگر اس سے بھی قطع نظر کر کے عموم تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ علم اصول فقہ و معانی و بیان کا تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ لا دلالۃ للعام علی الخاص باحدی الدلالات الثلاث عام کی خاص پر تینوں دلالتوں (مطابقی، تضمنی۔ اور التزامی) میں سے کوئی دلالت بھی نہیں ہوتی۔ لہٰذا تم مہاجرین و انصار کے نماز جنازہ پڑھنے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ابو بکر و عمر نے بھی پڑھی! ۔ تیسری آیت سے استدلال دیکھ کر تو ہمیں مؤلف کے دماغی توازن کے قائم ہونے میں بھی تردد ہو گیا ہے۔ رہے یہ ہے کہ وہ ایسی روایات پیش کر رہے ہیں۔ جن میں ابو بکر کے شامل جنازہ ہونے کی صراحت ہے اور روایت اصول کافی سے پیش کی ہے۔ اس میں صراحت تو کجا کوئی اشارہ و کنایہ تک موجود نہیں۔ بلکہ یہ لکھا موجود ہے۔ ویو مھم منھم رجل "یعنی لوگوں نے جنت البقیع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کرنے پر اتفاق کیا ہے اور اس پر کہ انہیں میں سے کوئی آدمی ان پر نماز پڑھا دے "رجل" اسم نکرہ جس کا مطلب ہے "کوئی ایک مرد" مؤلف کی اپج قابل داد ہے کہ پہلے اس سے مخصوص شخص مراد لیکر پھر قوسین میں خود ہی لکھتے ہیں (ابو بکر) اور پھر آخر میں خود یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس روایت میں بالاشارہ حضرت ابو بکر کے امام بنائے جانے کی خواہش کا ذکر ہے۔ آپ کا نام بالتصریح موجود نہیں ۔۔۔ کجا وہ شور اشوری اور کجا یہ بے نمکی۔ دعوی صراحت کا تھا نکلا اشارہ ۔۔۔ حالانکہ دراصل اس میں اشارہ بھی نہیں ہے ۔۔۔ باقی رہی چوتھی روایت جو جلاء العیون سے پیش کی ہے۔ اس کا جواب بھی واضح ہے۔ اس روایت میں یہ کہاں وارد ہے کہ ابو بکر اس وقت وہاں موجود بھی تھے؟ اس میں تو صرف بعض لوگوں کے اس عزم و ارادہ کا تذکرہ ہے کہ ابو بکر نماز پڑھائیں (جن کو سقیفہ سے بلایا جا سکتا تھا) اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ وہ وہاں موجود بھی تھے اور پھر انہوں نے خود نماز بھی پڑھی یا پڑھائی تھی مگر افسوس کچھ بھی ہمت اور جرأت سے تو ائمہ طاہرین کا کوئی ایسا مستند فرمان پیش کریں جس میں ابو بکر و عمر کے جنازہ و دفن میں شریک ہونے کی صراحت موجود ہو۔ وہ زیادہ رکھیں ان بھول بھلیوں سے انہیں کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

گر نیاید بگوش حقیقت کس
بر رسولان بلاغ باشد و بس

(پیارے رسول سے پیارے دوست کی آخری باتیں) کے زیر عنوان جو (۱۸)

ثم أدخل عشرة من المهاجرين وعشرة من الأنصار ؛ فكانوا يدخلون ويدعون ويخرجون ، حتى لم يبق أحد شهد من المهاجرين والأنصار إلا صلى عليه .[1]

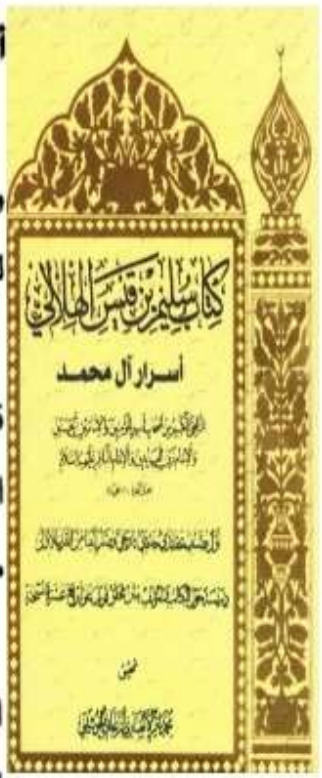

أفراد قلائل بايعوا أبا بكر

قال سلمان الفارسي : فأخبرت علياً عليه السلام -وهو يغسّل رسول الله صلى الله عليه وآله- بما صنع القوم ، وقلت : إن أبا بكر الساعة لعَلى منبر رسول الله صلى الله عليه وآله ، **ما يرضون يبايعونه يد واحدة[2] وإنهم ليبايعونه بيديه جميعاً يمينه وشماله !**

فقال علي عليه السلام : يا سلمان ، وهل تدري من أول من بايعه على منبر رسول الله صلى الله عليه وآله ؟ قلت : لا ، إلا أني رأيته في ظلة بني ساعدة حين خصمت الأنصار ، وكان أول من بايعه المغيرة بن شعبة ثم بشير[3] بن سعيد ثم أبو عبيدة الجراح ثم عمر بن الخطاب ثم سالم مولى أبي حذيفة ومعاذ بن جبل .

قال عليه السلام : لست أسألك عن هؤلاء ، ولكن هل تدري من أول من بايعه حين صعد المنبر ؟ قلت : لا ، ولكني رأيت شيخاً كبيراً يتوكّأ على عصاه ، بين عينيه سجّادة شديدة التشمير ، صعد المنبر أول من صعد وخرَّ وهو يبكي ويقول : « **الحمد لله الذي لم يمتني حتى رأيتك في هذا المكان ، ابسط يدك** » . فبسط يده فبايعه ، ثم قال : « يوم كيوم آدم » ! ثم نزل فخرج من المسجد .[4]

---

١ . عن أبي جعفر عليه السلام ، قيل له : كيف كانت الصلاة على النبي صلى الله عليه وآله ؟ قال : لما غسله أمير المؤمنين عليه السلام وكفنه وسجاه ، أدخل عليه عشرة فداروا حوله ثم وقف أمير المؤمنين عليه السلام في وسطهم فقال : « إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً » . فيقول القوم كما يقول حتى صلى عليه أهل المدينة وأهل العوالي . أورد ذلك في الكافي : ج ١ ص ٤٥٠ ، إعلام الورى : ص ٨٤ . وسائل الشيعة : ج ٢ ص ٧٧٩ .

٢ . في « د » و روضة الكافي : والله ما يرضى أن يبايعوه بيد واحدة .

٣ . « ب » : بشر . يوجد ضبطه بكلا العنوانين ، كما أن اسم أبيه قد يذكر بعنوان « سعد » .

٤ . روى في البحار : ج ٣٠ ص ١٥٥ ح ١٣ عنه عليه السلام : أن ابليس هو الذي أشار على قتل رسول الله صلى الله عليه وآله في دار الندوة وأضل الناس بالمعاصي وجاء بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله إلى أبي بكر فبايعه .

ہے۔ اگرچہ مشہور یہی ہے جیسا کہ کتب نحو و اصول کے ناظرین پر مخفی نہیں ہے۔

ثانیاً بنا بر تسلیم اس سے یہ کب لازم آتا ہے ہر جگہ استغراق و عموم ہی مراد ہوتا ہے اور معہود، عہد خارجی مخصوص افراد مراد نہیں ہو سکتے (دلو مجازاً)

ثالثاً اگر اس سے بھی قطع نظر کر کے عموم تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ علماء اصول فقہ و معانی و بیان کا تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ لا دلالۃ للعام علی الخاص باحدی الدلالات الثلاث عام کی خاص پر تینوں دلالتوں (مطابقی، تضمنی۔ اور التزامی) میں سے کوئی دلالت بھی نہیں ہوتی۔ لہٰذا مہاجرین و انصار کے نماز جنازہ پڑھنے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ابو بکر و عمر نے بھی پڑھی!! تیسری

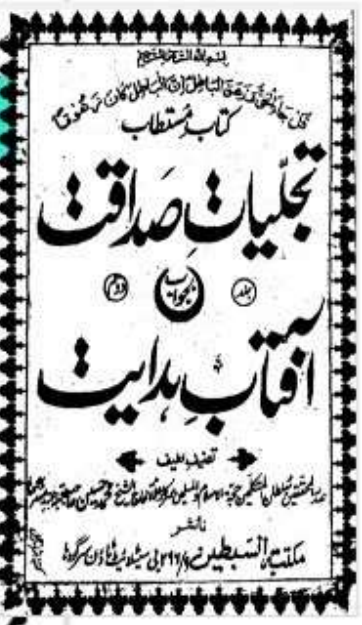

آیت سے استدلال دیکھ کر تو ہمیں مؤلف کے دماغی توازن کے قائم ہونے میں بھی تردد ہو گیا ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ وہ ایسی روایات پیش کر رہے ہیں۔ جن میں ابو بکر کے شامل جنازہ ہونے کی صراحت ہے اور روایت اصول کافی سے پیش کی ہے۔ اس میں صراحت تو کجا کوئی اشارہ و کنایہ تک موجود نہیں۔ بلکہ یہ لکھا موجود ہے۔ ویو مھم منھم رجل "یعنی لوگوں نے جنت البقیع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کرنے پر اتفاق کیا ہے اور اس پر کہ انہیں میں سے کوئی آدمی ان پر نماز پڑھا دے "رجل" اسم نکرہ جس کا مطلب ہے "کوئی ایک مرد" مؤلف کی اپج قابل داد ہے کہ پہلے اس سے مخصوص شخص مراد لیکر پھر قوسین میں خود ہی لکھتے ہیں (ابو بکر) اور پھر آخر میں خود یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس روایت میں بالاشارہ حضرت ابو بکر کے امام بنائے جانے کی خواہش کا ذکر ہے۔ آپ کا نام بالتصریح موجود نہیں ــــ کجا وہ شور اشوری اور کجا یہ بے نمکی۔ دعوی صراحت کا تھا نکلا اشارہ ــــ حالانکہ دراصل اس میں اشارہ بھی نہیں ہے ــــ باقی رہی چوتھی روایت جو جلاء العیون سے پیش کی ہے۔ اس کا جواب بھی واضح ہے۔ اس روایت میں یہ کہاں وارد ہے کہ ابو بکر اس وقت وہاں موجود بھی تھے؟ اس میں تو صرف بعض لوگوں کے اس عزم و ارادہ کا تذکرہ ہے کہ ابو بکر نماز پڑھائیں (جن کو سقیفہ سے بلایا جا سکتا تھا) اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ وہ وہاں موجود بھی تھے اور پھر انہوں نے خود نماز بھی پڑھی یا پڑھائی تھی لاکھوں مفتریوں کچھ بھی ہمت اور جرأت سے تو ائمہ طاہرین کا کوئی ایسا مستند فرمان پیش کریں جس میں ابو بکر و عمر کے جنازہ رسول میں شریک ہونے کی صراحت موجود ہو۔ وہ زیادہ رکھیں ان بھول بھلیوں سے انہیں کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

گر نیاید بگوش حقیقت کس
بر رسولان بلاغ باشد و بس

(پیارے رسول سے پیارے دوست کی آخری باتیں کے زیر عنوان جو

قَالَ لَمَّا غَسَّلَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَكَفَّنَهُ سَجَّاهُ ثُمَّ أَدْخَلَ عَلَيْهِ عَشَرَةً فَدَارُوا حَوْلَهُ ثُمَّ وَقَفَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فِي وَسَطِهِمْ فَقَالَ : «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً» فَيَقُولُ الْقَوْمُ كَمَا يَقُولُ حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَأَهْلُ الْعَوَالِي

۳۵۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت رسولِ خدا پر نمازِ جنازہ کیسے پڑھی۔ فرمایا جب امیر المومنین غسل دے چکے اور کفن دے کر ڈھانپ چکے تو دس آدمیوں کو اندر داخل کیا۔ وہ آنحضرتؐ کے گرد کھڑے ہوئے پھر امیر المومنین نے ان کے بیچ میں کھڑے ہو کر سورۂ احزاب کی یہ آیت پڑھی "بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو تم بھی درود و سلام بھیجو" سب نے یہ آیت پڑھی۔ اسی طرح پھر اہلِ مدینہ اور اس کے گرد کے لوگوں نے پڑھی۔

توضیح: چونکہ حجرۂ رسولؐ میں زیادہ لوگوں کی گنجائش نہ تھی لہٰذا دس آدمیوں نے نماز پڑھی۔ سورۂ احزاب کی یہ آیت امیر المومنین نے اوّل پڑھی بعدہ نماز علیحدہ پڑھی، چونکہ نمازِ میت سے علیحدہ چیز تھی لہٰذا خصوصیت سے اس کا ذکر کیا گیا۔

۳۶ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْخَطَّابِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفٍ ، عَنْ أَبِي الْمَغْرَاءِ ، عَنْ عُقْبَةَ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله لِعَلِيٍّ عليه السلام : يَا عَلِيُّ ادْفِنِّي فِي هَذَا وَارْفَعْ قَبْرِي مِنَ الْأَرْضِ أَرْبَعَ أَصَابِعَ وَرُشَّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ .

۳۶۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہؐ نے علیؑ سے فرمایا "تم مجھ کو اسی حجرہ میں دفن کرنا اور میری قبر کو چار انگشت بلند کرنا اور اس پر پانی چھڑکنا۔

۳۷ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ حَمَّادٍ ، عَنِ الْحَلَبِيِّ ، عَنْ اللهِ عليه السلام قَالَ : أَتَى الْعَبَّاسُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ : يَا عَلِيُّ إِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله فِي بَقِيعِ الْمُصَلَّى وَأَنْ يَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ ، فَخَرَجَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله إِمَامٌ حَيّاً وَمَيِّتاً وَقَالَ: إِنِّي أُدْفَنُ فِي الْبُقْعَةِ الَّتِي أُقْبَضُ فِيهَا ، ثُمَّ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَصَلَّى عَلَيْهِ ، ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ عَشَرَةً عَشَرَةً يُصَلُّونَ وَيَخْرُجُونَ .

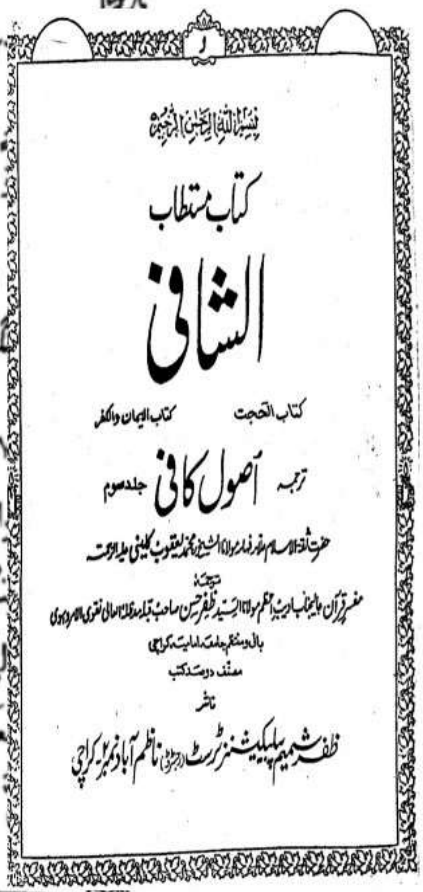
بسم اللہ الرحمن الرحیم
کتاب مستطاب
الشافی
کتاب الحجت
کتاب الایمان والکفر
ترجمہ اصول کافی جلد سوم
حضرت ثقۃ الاسلام فخر زمان الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ
ترجمہ
مفسر قرآن مایناز عالم دین علامہ سید حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی
بانی و مہتمم جامعہ ہدایت کراچی
مصنف و مترجم
ناشر
ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

علیؑ بن الحسینؑ نے اُن تمام حضرات کو دیکھا کہ آئے ہیں اور تمام امور میں مدد کر رہے ہیں۔ جب امام زین العابدینؑ نے رحلت کی امام محمد باقرؑ نے جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیرالمومنینؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو دیکھا کہ مدد کر رہے تھے اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور روحیں اور فرشتے اُن حضراتؑ کی اعانت کر رہے تھے۔ اور جب جناب امام محمد باقرؑ کی وفات ہوئی میں نے دیکھا کہ رسُولِ خداؐ، جناب امیرؑ، حسنؑ و حسینؑ اور امام زین العابدینؑ مدد کر رہے تھے اور فرشتے روحوں کے ساتھ اُن جناب کے غسل و کفن و دفن و نماز میں میری اعانت کر رہے تھے اور یہ حکم تمام ائمہ کے لیئے جاری اور باقی ہے [1]

کلینی اور شیخ طوسی وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا کو تین کپڑوں میں کفن دیا ایک سُرخ چادر اور دو سفید یمنی کپڑوں کا۔ نیز بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب عباس امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ لوگوں نے مشورہ کر لیا ہے کہ جناب رسُولؐ خدا کو بقیع میں دفن کریں گے اور ابوبکرؓ امام بن کر نماز پڑھائیں گے۔ جب اُن حضرتؐ کو یہ معلوم ہوا کہ منافقین فساد پر آمادہ ہیں تو گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ایہا الناس بیشک رسُولؐ خدا اپنی حیات اور وفات کے بعد ہمارے امام اور پیشوا تھے [illegible] نے خود فرمایا کہ میں اُسی جگہ دفن ہوں گا جہاں میری روح قبض کی جائے گی۔ چونکہ غصب خلافت میں اپنا [illegible] نکالنا چاہتے تھے اس لیئے اس معاملہ میں لوگوں نے مضائقہ نہیں کیا اور کہا جو کچھ آپ جانتے ہیں کیجیئے۔ [illegible] اُن حضرتؐ نے آگے کھڑے ہو کر امامت کی اور حضرتؐ پر نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ سے فرمایا تو دس دس [illegible] نے حضرتؐ کے جنازے کی نماز پڑھی۔ پھر امیرالمومنینؑ نے اُن کے درمیان کھڑے ہو کر اس آیت کی تلاوت [illegible] إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا [2] سورۂ احزاب پ۲۲) یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان [illegible] تم بھی حضرتؐ پر درود اور سلام بھیجتے رہو۔ پھر ان لوگوں نے یہ آیت پڑھی اور حضرت رسُولؐ خدا پر صلوٰۃ [illegible] اور باہر چلے گئے یہانتک کہ اہل مدینہ اور مدینہ کے اطراف کے لوگوں نے صلوات بھیجی۔

شیخ طبرسی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ دس دس افراد داخل ہوتے تھے اور آنحضرتؐ پر بغیر امام کے نماز پڑھتے تھے۔ اسیطرح تمام دن دوشنبہ کا اور سہ شنبہ کی رات صبح تک اور سہ شنبہ کا تمام دن شام تک مدینہ اور اطراف مدینہ کے ہر خورد و بزرگ اور مردوں اور عورتوں نے آنحضرتؐ پر نماز پڑھی۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اُن حدیثوں سے جو گزریں کہ جبرئیلؑ نے فرمایا کہ آئندہ زمین پر نازل نہ ہوں گا شاید یہ مراد ہو کہ میں وحی لے کر نازل نہ ہوں گا تاکہ یہ حدیثیں اُن کے برعکس نہ ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زمین پر نہ آئے ہوں اور ہوا پر یہ امور انجام دیئے ہوں۔ ۱۲
(واللہ تعالیٰ یعلم)

را در سه جامه کفن کردند، یکی در برد حبرهٔ سرخی بود و دو جامهٔ سفید از صحار یمن بود[۱].

و ایضاً به سند حسن از حضرت صادق ﷺ روایت کرده‌اند که: عباس به خدمت حضرت علی ﷺ آمد و گفت: مردم اتفاق کرده‌اند که حضرت رسول ﷺ را در بقیع دفن کنند و ابوبکر پیش بایستد و بر آن حضرت نماز کند. چون حضرت امیر المؤمنین ﷺ دانست که آن منافقان ارادهٔ فساد دارند از خانه بیرون آمد و فرمود: ایها الناس! بدرستی که رسول خدا ﷺ امام و پیشوای ماست در حال حیات و بعد از وفات و خود فرمود که: من دفن می‌شوم در بقعه‌ای که در آنجا قبض روح من می‌شود.

و چون ایشان در غصب خلافت مطلب خود را بعمل آورده بودند در این باب با آن جناب مضایقه نکردند و گفتند: آنچه می‌دانی بکن.

پس حضرت در پیش در ایستاد و خود بر او نماز کرد و بعد از آن صحابه را فرمود که ده نفر ده نفر داخل می‌شدند و ایشان بر دور جنازهٔ آن جناب می‌ایستادند، و علی ﷺ در میان ایشان می‌ایستاد و این آیه را می‌خواند ﴿إِنَّ اللهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾[۲] پس ایشان این آیه را می‌خواندند و صلوات بر آن جناب می‌فرستادند و بیرون می‌رفتند تا آنکه اهل مدینه و اطراف مدینه همه بر آن جناب صلوات فرستادند[۳].

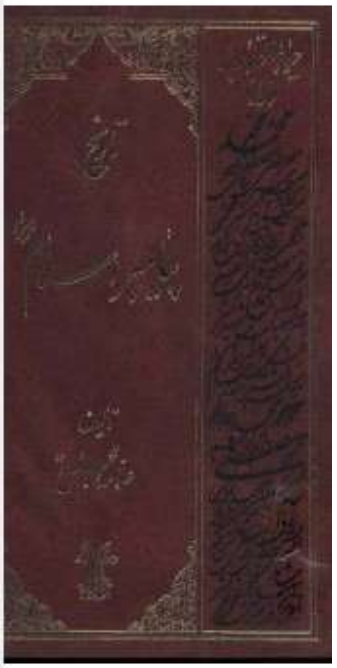

ی طبرسی از حضرت امام محمد باقر ﷺ روایت کرده است که: ده نفر ده نفر داخل و چنین بر آن حضرت نماز می‌کردند بی‌امامی در روز دوشنبه و شب سه شنبه تا روز سه شنبه تا شام تا آنکه خرد و بزرگ و مرد و زن از اهل مدینه و اهل اطراف ه بر آن جناب چنین نماز کردند[۴].

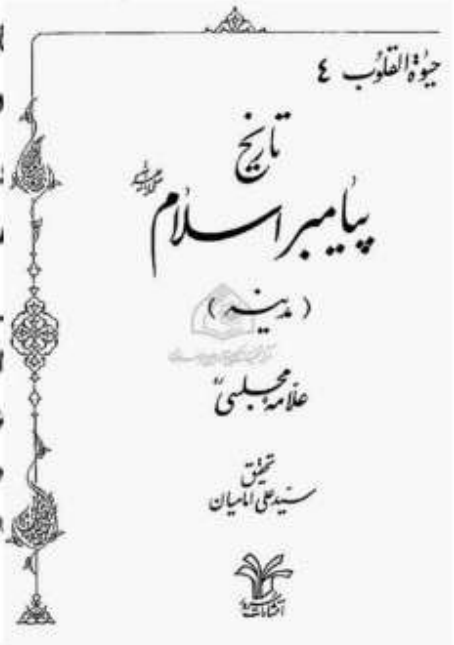

لاحکام ۱/۲۹۶، وسائل الشیعة ۳/۷. و نیز رجوع شود به کافی ۱/۴۰۰ و ۳/۱۴۳.

زاب: ۵۶.

ود به کافی ۱/۴۵۱ و کفایة الاثر ۱۲۵ـ۱۲۶.

ری ۱۳۷.

حضرت عروہ بن زبیر کی گواہی

''حدثنا ابن نمیر عن ھشام بن عروہ عن ابیہ اَنَّ ابا بکر وعمر لم یشھدا دفن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کانا فی الانصار فدُفن قبل ان یرجعا''۔

ترجمہ:حضرت عروہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر آنحضرت ﷺ کی تدفین کے موقع پر موجود نہ تھے بلکہ وہ انصار کے پاس تھے چنانچہ ان کے آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ کی تدفین کردی گئی تھی۔[1]

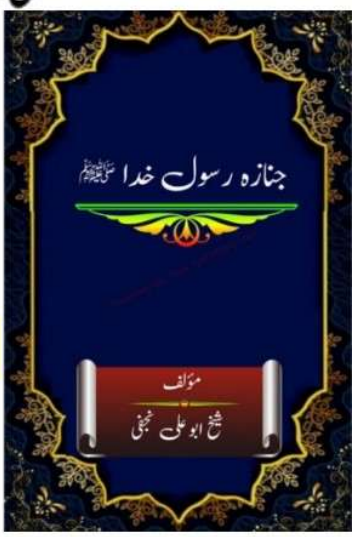

Presented by: https://jafrilibrary.com

[1] ۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،کتاب المصنف فی الاحادیث والآثار ،جلد نمبر 5 ،صفحہ نمبر 572 ،حدیث5 ،کتاب المغازی ماجاءفی خلافت ابی بکر ،تالیف۔حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن ابی بکر بن ابی شیبہ کوفی عبسی متوفیٰ 235 ھجری،دار الفکر بیروت لبنان طبع ثانیہ 1994 عیسوی،حوالہ نمبر 2 ، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، جلد نمبر5 ،صفحہ 652 ،حدیث 14139،تالیف۔ علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین متوفی 975 ہجری ،کتاب خلافت مع الامارت کا بیان ،ذکر خلافت ابی بکر ،مؤسسۃ الرسالہ ،حوالہ نمبر 3 اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،جامع الاحادیث الجامع الصغیر ،والزوائدوالجامع الکبیر ،صفحہ نمبر 267 ،حدیث نمبر 1035 ،تالیف۔حافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی متوفی911 ھجری ،جمع و ترتیب عباس احمد صقر احمد عبدالجواد ،اشراف مکتبہ مکتب البحوث و دراسات فی دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع ،حوالہ نمبر 4 اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،مسند الامام احمد بن حنبل،وبھامشہ منتخب کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال،جلد نمبر2 ،صفحہ نمبر174

٥٧٢ ..... كتاب المغازي - ما جاء في خلافة أبي بكر وسيرته في الردة

من الأنصار فضرب على يده قبل أن أضرب على يده، ثم ضربت على يده وتتابع الناس، ومبل على سعد بن عبادة فقال الناس: قتل سعد، فقلت: اقتلوه قتله الله، ثم انصرفنا وقد جمع الله أمر المسلمين بأبي بكر فكانت لعمر الله كما قتلتم، أعطى الله خيرها ووقى شرها، فمن دعا إلى مثلها فهو للذي لا بيعة له ولا لمن بايعه.

(٣) حدثنا حسين بن علي عن زائدة عن عاصم عن زر عن عبد الله قال: لما قبض رسول الله ﷺ قالت الأنصار: منا أمير ومنكم أمير، قال: فأتاهم عمر فقال: يا معاشر الأنصار! ألستم تعلمون أن رسول الله ﷺ أمر أبا بكر أن يصلي بالناس؟ قالوا: بلى، قال: فأيكم تطيب نفسه أن يتقدم أبا بكر، فقالوا: نعوذ بالله أن نتقدم أبا بكر.

(٤) حدثنا محمد بن بشر نا عبيد الله بن عمر حدثنا زيد بن أسلم عن أبيه أسلم أنه حين بويع لأبي بكر بعد رسول الله ﷺ كان علي والزبير يدخلان على فاطمة بنت رسول الله ﷺ فيشاورونها ويرتجعون في أمرهم، فلما بلغ ذلك عمر بن الخطاب خرج حتى دخل على فاطمة فقال: يا بنت رسول الله ﷺ! والله ما من أحد أحب إلينا من أبيك، وما من أحد أحب إلينا بعد أبيك منك، وأيم الله ما ذاك بمانعي إن اجتمع هؤلاء النفر عندك؛ إن أمرتهم أن يحرق عليهم البيت، قال: فلما خرج عمر جاءوها فقالت: تعلمون أن عمر قد جاءني وقد حلف بالله لئن عدتم ليحرقن عليكم البيت وأيم الله ليمضين لما حلف عليه، فانصرفوا راشدين، فروّا رأيكم ولا ترجعوا إلي، فانصرفوا عنها فلم يرجعوا إليها حتى بايعوا لأبي بكر.

(٥) حدثنا ابن نمير عن هشام بن عروة عن أبيه أن أبا بكر وعمر لم يشهدا دفن النبي ﷺ، كانا في الأنصار فدفن قبل أن يرجعا.

(٦) حدثنا ابن إدريس عن ابن عجلان عن زيد بن أسلم عن أبيه قال: دخل عمر على أبي بكر وهو آخذ بلسانه ينضنضه، فقال له عمر: الله الله يا خليفة رسول الله! وهو يقول: هاه إن هذا أوردني الموارد.

(٧) حدثنا وكيع عن نافع بن عمر عن ابن أبي مليكة قال: قال رجل لأبي بكر: يا خليفة الله، قال: لست بخليفة الله، ولكني خليفة رسول الله، أنا راض بذلك.

(٨) حدثنا وكيع عن سفيان عن عبد الملك بن عمير عن مولى لربعي بن حراش عن ربعي عن حذيفة قال: كنا جلوساً عند النبي ﷺ فقال: «إني لا أدري ما قدر بقائي

كتاب 04

قال رسول الله {صلى الله عليه وآله}: {يَا عَلِيُّ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُخْبِرُنِيْ أَنَّ اللّٰهَ زَوَّجَكَ فَاطِمَةَ}.

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی! جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے فاطمہ تمہاری زوجیت میں دی ہے۔

حوالہ: مناقب ال إمام علی من الریاض النضرۃ: ص141.

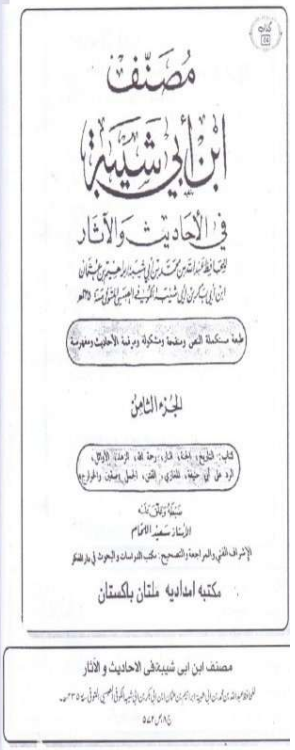

مصنف ابن ابی شیبۃ فی الاحادیث و الآثار

10

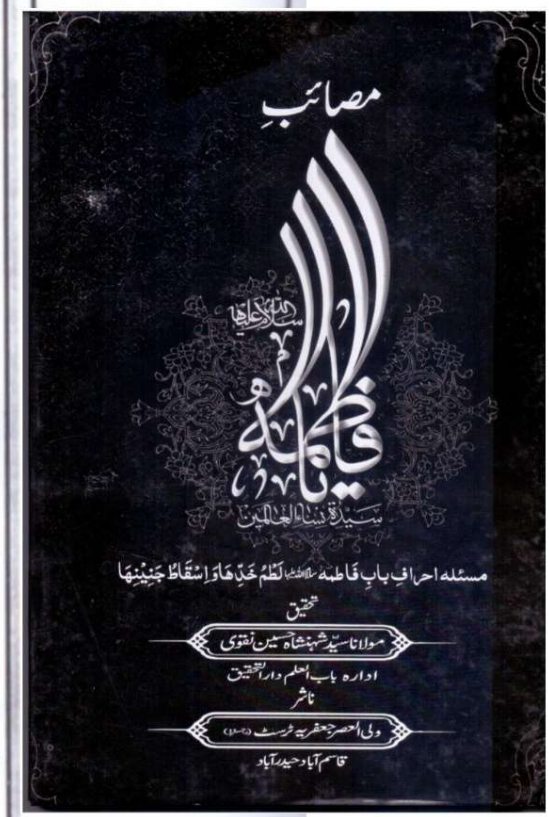

حضرت ابوبکر کی تدفین و تکفین رسالت مآب ﷺ سے لاعلمی

''عن عائشه دخلت علی ابي بکر فقال کم کفنتم النبی صلی الله علیه وآله وسلم .قالت فی ثلاثة اثواب بیض سحولیة لیس فیها قمیص ولا عمامة وقال لها فی ایّ یوم توفی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قالت یوم الاثنین''۔

132

ترجمہ:ام المومنین بی بی عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں اپنے والد حضرت ابو بکر کے پاس حاضر ہوئی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا؟

تو میں نے جواب دیا تین سفید سہولی کپڑوں میں اورآپ ﷺ کے کفن میں قمیص اور عمامہ شامل نہیں تھا اور ابو بکر نے پوچھا آپ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی تو بی بی عائشہ نے جواب دیا پیر کے دن۔[1]

ابن حجر عسقلانی کا اعتراف

قولہ فی کم کفنتم النبی کی شرح کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

''ویحتمل ان یکون السوال عن قدر الکفن علی حقیقته لانه لم یحضر ذلك لاشتغاله بامر البیعة''۔

حضرت ابو بکر نے اپنی دختر ام المومنین بی بی عائشہؓ سے مقدار کفن اور یوم وفات پیغمبر ﷺ کے متعلق جو سوال کیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

133

حضرت ابو بکر بیعت کی مصروفیت کی بنا پر تدفین رسالت مآب ﷺ میں شامل نہ تھے۔[1]

www.ziaraat.com

سونگھتے ہیں میں ان سے زادِ راہ لے رہا ہوں۔ یہ مجھ سے زادِ راہ لے رہے ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے علی کے کپڑے کے دامن کو کھینچا۔ اپنا منہ علیؑ کے منہ پر ڈال دیا۔ آنحضرت صلعم نے آب سے سرگوشیاں کرنی شروع کیں۔ جب آنحضرت صلعم کی وفات کا وقت آیا۔ تو فرمایا اے علیؑ! میرا سر اپنی گود میں رکھ دو۔ اللہ کا حکم آگیا ہے جب میری روح پرواز کرنے لگے تو اس کو اپنے ہاتھ میں لے لینا۔ اور اس کو اپنے چہرے پر پھیرنا۔ پھر مجھے قبلہ رُخ لٹا دینا۔ میرے ضروریات جنازہ کو سرانجام دینا۔ سب لوگوں سے پہلے مجھ پر نمازِ جنازہ پڑھنا۔ مجھ سے اس وقت تک جدا نہ ہونا۔ جب تک میرے جسد کو سپردِ خاک نہ کر لینا۔ اللہ عزوجل سے امداد طلب کرنا۔ حضرت علیؑ نے آنحضرت صلعم کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا آپ بے ہوش ہو گئے۔ جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔ آپ نے اشارے سے فرمایا۔ میرے قریب آجاؤ۔ آپ [illegible] آنحضرت صلعم نے آپ سے کچھ راز کی باتیں کیں۔ سیدہ کا چہرہ خوشی سے تمتما اُٹھا۔ القصہ [illegible] انتقال فرمایا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر حضرت کے جبڑے [illegible] صلعم کی روح جناب علی کے ہاتھ پر پرواز کرنے لگی۔ جناب علیؑ نے اپنے ہاتھ کو [illegible] بلند کیا۔ اپنا ہاتھ اپنے چہرے مبارک پر مس کیا۔ علی نے آنحضرت صلعم پر چادر اوڑھ [illegible] میں مصروف ہو گئے۔

[illegible] خدمت میں جبرائیل نے عرض کیا۔ کہ ملک الموت آپ سے اجازت طلب کرتے [illegible] نے سے اجازت طلب نہیں کی۔ اور نہ ہی آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے [illegible] اس کو اجازت دے دی۔ وہ حاضر ہوا اور آپ کو اسلام کیا اور عرض کیا۔ اے [illegible] بھیجے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں۔ میں آپ کی مدح کو [illegible] چلا جاؤں؟ فرمایا۔ بلکہ تم میری مدح کو قبض کر لو۔

[illegible] سلام سے روایت ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلعم کی وفات کا وقت آیا۔ تو جبرائیل نے نازل ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا نہیں میں نے تبلیغ کا کام پورا کر دیا ہے۔ پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں؟ فرمایا۔ نہیں بلکہ میں رفیقِ اعلےٰ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

صادق آل محمدؐ علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جبرائیلؑ نے عرض کیا اے محمدؐ! میرا دنیا میں یہ

عمدۃ المطالب

ترجمہ

مناقب آل ابی طالبؑ

جلد اول

مؤلف شیخ محدث امام حافظ محمد بن علی شہر آشوب متوفی ۵۸۸ھ

ترجمہ و حواشی ملک العلماء مولانا ملک محمد شریف صاحب قدسی

حسب فرمائش

شیعہ جنرل بک ایجنسی، محلہ شیعہ

مطبع انصاف پریس ریلوے روڈ۔ لاہور

المصطفٰے میں روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ بیمار ہوئے۔ جس بیماری میں کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب فاطمہؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب حضرت کو اس حال میں مشاہدہ فرمایا۔ بیتاب ہو کر حضرتؐ کے مُنہ پر گر پڑیں۔ اور اپنا سینہ حضرت کے منہ پر رکھ کر بہت روئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ نہ رو اور صبر اختیار کر۔ یہ سُن کر حضرت سیدہؑ اٹھیں اور چشمہائے مبارک حضرت سے آنسو جاری تھے۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ خدا وندا یہ میرے اہل بیت ہیں اور میں ان کو تیرے اور ہر مومن کے سپرد کرتا ہوں۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب رحلت حضرتؐ بجانب ریاض جنت نزدیک ہوئی۔ جناب امیرؑ سے ارشاد کیا۔ یا علیؑ میرا سر اپنے دامن میں لے لو۔ کہ حکم خدا آپہنچا ہے اور جب روح میرے جسم سے مفارقت کر جائے۔ اپنے ہاتھ سے مجھے اپنے مُنہ کی طرف کر دینا۔ اور متوجہ تکبیر ہونا۔ اور پہلے تم مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور مجھ سے جدا نہ ہونا۔ جب تک قبر میں نہ اُتار لینا۔ اور ان سب امور میں خدا سے

، جناب امیرؑ نے سر مبارک اپنے دامن میں رکھا۔ حضرت بیہوش ہو گئے۔ پس جناب
مال پر نظر فرماتیں اور روتی تھیں اور بیان کرتی تھیں اور شعر پڑھتی تھیں کہ مضمون
مفید رد کہ جس کی برکت سے طلب باراں کرتے ہیں۔ فریادرس یتیماں و پناہ زنان ہے۔
ب سیدہؑ سُنی آنکھیں کھول دیں اور باآواز ضعف فرمایا۔ اے دختر یہ کلام تیرے چچا ابوطالب کا
یں یہ کہہ وَمَا محمدٌ اِلّا رسولٌ قد خلت من قبله الرسل افان مات
لی اعقابکم اور جب جناب فاطمہؑ بہت روئیں۔ حضرت رسولؐ نے قریب اپنے
، کوئی راز کہا۔ جسے سُن کر جناب سیدہؑ شاد ہو گئیں اور جب روح مقدس حضرتؐ نے
ب امیرؑ کا ہاتھ بلند کیا۔ اور اپنے مُنہ کی طرف اُٹھایا۔ اور آنکھیں حضرتؐ کی ڈھانپ
رت کے قامت مبارک پر اوڑھا دی۔ پھر جناب سیدہؑ سے پوچھا۔ وہ راز کیا تھا جسے حضرت

جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباس، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر ۔ 260756, 269598

مارچ 2001 ہدیہ -/

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ کہ یہ فعل حضرت رسول مقبولؐ نے لاش حمزہ پر کیا۔ اور حضرت عائشہ نے وفات رسولؐ پر اور ان کے فتوے کی زد میں رسول مقبولؐ اور حضرت عائشہ بھی آجاتی ہیں لیکن ان کی پرواہ نہیں۔ مخالفت شیعہ کرنی ہے۔ خواہ کافر ہو کر جہنم کے ساتویں طبقے میں چلے جائیں۔ فقہ کی کتاب نور الانوار (اہل سنت) صفحہ پر ہے الحرام داخل فی الفرض باعتبار الترک۔ حرام فرض میں داخل ہے بلحاظ ترک کے۔ اور فرض ہے جو دلیل بلاشبہ قطعی سے ثابت ہو اور ہم شیعہ کا دعویٰ ہے کہ مخالفین ماتم و نوحہ کے پاس اس کی حرمت کے لئے کوئی دلیل قطعی الثبوت اور قطعی بسند نہیں اور خلاف قطعی سے حرام ثابت کرنا سفاہت کی دلیل دین سے لاعلمی کی نشانی دشمنی اسلام کی علامت ہے۔ (کوثر بھریلوی عفی عنہ)

محدث شاہ ولی اللہ دہلوی کا اعتراف

مسئلہ 2 نصب خلیفہ: مسلمانوں پر قیامت تک کے لئے ایسے خلیفہ کا منتخب اور مقرر کرنا جو خلافت کی تمام شرطوں کا حامل ہو فرض کفائی ہے اس کے لئے چند دلیلیں ہیں۔

پہلی دلیل: یہ ہے کہ صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین سے پہلے خلیفہ کے تعین اور تقرر کی طرف متوجہ ہوئے لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر صحابہ کرام کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت اور اس کے مقرر کرنے میں تاخیر کی ممانعت معلوم نہ ہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آنحضرت ﷺ کے دفن پر مقدم نہ کرتے۔[1]

صحابی رسول ابو ذؤیب ھذلی کی گواہی

''وقدمت المدينة ولها ضجيج بالبكاء كضجيج الحجاج إذا أهلوا بالإحرام فقلت: مه. قالوا قبض رسول الله فجئت إلى المسجد فوجدته خاليا فأتيت بيت رسول الله فأصبت بابه مرتجا وقيل هو مسجى وقد خلا به أهله فقلت: أين

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب،ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، صفحہ نمبر 30، مقصد اول، تالیف حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1762 عیسوی، ناشر محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل قابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔

الناس فقيل: في سقيفة بني ساعدة صاروا إلى الأنصاروفجئت إلى السقيفة فأصبت أبا بكر وعمر

وأبا عبيدة بن الجراح ------ ------ ورجع أبو بكر ورجعت معه قال أبو ذؤيب فشهدت الصلاة على محمد وشهدت دفنه''۔

ترجمہ: صحابی رسول حضرت ذؤیبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا تو اہل مدینہ کے گھروں سے رونے کی صدائیں بلند ہو رہیں تھیں جس طرح حالت احرام میں حاجیوں کے رونے کی صدائیں بلند ہوتی ہیں میں نے پوچھا ایسا کیا ہو گیا ہے جس نے تمہیں سوگوار بنا دیا ہے؟

تو مجھے بتایا گیا کہ رسول خدا ﷺ اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما چکے ہیں تو میں مسجد کی طرف گیا وہ خالی تھی پھر میں بیت الشرف کی طرف بڑھا تو اس کا دروازہ بند تھا اور مجھے بتایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو غسل دیا جا رہا ہے اور گھر کو اہل خانہ سے خالی کرا دیا گیا ہے میں نے پوچھا لوگ کہاں چلے گئے ہیں مجھے بتایا گیا سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے پاس چلے گئے ہیں میں سقیفہ پہنچا اور میں نے وہاں حضرت ابو بکر، عمر، ابو عبیدہ جراح کو پایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب بیعت کا عمل مکمل ہو گیا تو

ابو بکر واپس مدینہ لوٹا تو میں بھی اس کے ساتھ لوٹا ابو ذؤیب کہتا میں نے جنازہ اور تدفین رسالت مآب میں شامل ہوا۔[1]

نوٹ

روایت میں لفظ شھدت آیا ہے جو کہ واحد متکلم کا صیغہ ہے اگر روایت میں لفظ شھدنا ہوتا تو یہ جمع متکلم کا صیغہ بنتا تب تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ شیخین نے بھی ابو ذؤیب الھذلی کے ساتھ جنازہ اور تدفین رسالت مآب میں شرکت کی تھی جبکہ ایسا ہرگز نہیں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابو ذؤیب الھذلی حضرت ابو بکر کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹا لیکن اس نے تو رسول خدا ﷺ کے جنازہ اور تدفین میں شامل ہو کر سعادت ابدی حاصل کر لی مگر حضرت ابو بکر کہاں چلے گئے؟

اس سوال کا جواب محب الدین طبری ان الفاظ میں دیتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، الاستعاب فی معرفۃ الاصحاب، صفحہ۔ 802، حدیث 2922، کتاب الکنی، ذکر ابو ذؤیب الھذلی الشاعر، تالیف۔ الحافظ ابی عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر قرطبی نمری المتوفی 463 ہجری، صححہ خرج احادیثہ عادل مرشد، مرکز جوہر القدس، الطبعہ اولی 1423 ہجری۔

ابو بکر واپس مدینہ لوٹا تو میں بھی اس کے ساتھ لوٹا ابو زؤیب کہتا میں نے جنازہ اور تدفین رسالت مآب میں شامل ہوا۔[1]

نوٹ

روایت میں لفظ شھدت آیا ہے جو کہ واحد متکلم کا صیغہ ہے اگر روایت میں لفظ شھدنا ہوتا تو یہ جمع متکلم کا صیغہ بنتا تب تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ شیخین نے بھی ابو ذؤیب الھذلی کے ساتھ جنازہ اور تدفین رسالت مآب میں شرکت کی تھی جبکہ ایسا ہر گز نہیں.

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابو ذؤیب الھذلی حضرت ابو بکر کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹا لیکن اس نے تو رسول خدا ﷺ کے جنازہ اور تدفین میں شامل ہو کر سعادت ابدی حاصل کر لی مگر حضرت ابو بکر کہاں چلے گئے؟

اس سوال کا جواب محب الدین طبری ان الفاظ میں دیتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

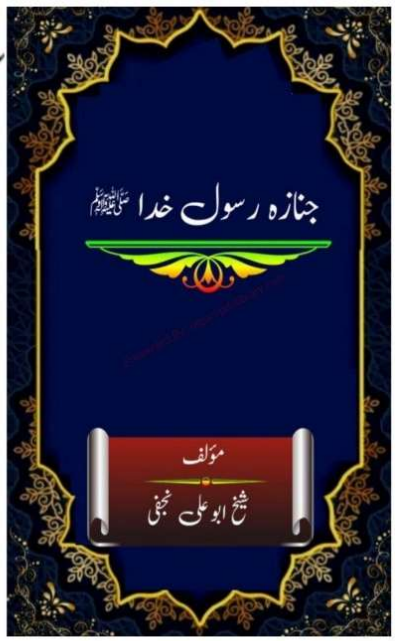

Presented By: https://jafrilibrary.com

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، الاستعاب فی معرفتہ الاصحاب، صفحہ۔ 802، حدیث 2922 ، کتاب الکنیٰ، ذکر ابو ذؤیب الھذلی الشاعر، تالیف۔ الحافظ ابی عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر قرطبی نمری المتوفیٰ 463 ھجری، صحیح، خرّج احادیثہ عادل مرشد، مرکز جوہر القدس، الطبعہ اولی 1423 ھجری۔

محب طبری کا اعتراف

''فلما فرغ ابوبکر من البیعة رجع الی المسجد فقعد علی المنبر فبایعه الناس حتی أمسی وشغلوا عن دفن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتی کان آخر اللیل من لیلة الثلاثا''۔

ترجمہ:جب حضرت ابو بکر بیعت سقیفہ سے فارغ ہوئے تو سیدھے مسجد نبوی میں چلے گئے اور منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت لینے لگے اور بیعت لینے میں اس طرح مشغول ہو گئے کہ تدفین رسول خدا ﷺ میں شمولیت اختیار نہ کر سکے یہاں تک کہ منگل کی شام ہو گئی۔[1]

کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیعت دو مقام پر لی گئی پہلی بیعت سقیفہ بنی ساعدہ میں لی گئی جہاں خواص نے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی مثلا عمر بن خطاب، ابوعبیدہ جراح، سالم وغیرہ وغیرہ

دوسری عمومی بیعت مسجد نبوی میں لی گئی جہاں اکثر مہاجرین اور انصار نے بیعت کی اس بیعت کا سلسلہ اتنا طویل ہو گیا یہاں تک کہ منگل کا سورج غروب ہو گیا اور

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 237، ذکر بیعۃ السقیفۃ و ماجری فیہا، تالیف ۔احمد بن عبد اللہ ابو العباس المعروف ابو جعفر محب طبری متوفی 694 ھجری، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

اور ابن سعد نے اسے اہل مدینہ کے فقہا کے دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور اسے ثقہ اور کثیر الحدیث بیان کرنے والا کہا ہے،اور عجلی مدنی نے اسے تابعی، ثقہ اور صالح انسان کہا ہے۔[1]

محترم قارئین کرام! جیسا کہ آپ نے اوپر ملاحظہ فرما لیا ہے کہ اس روایت کے تمام راوی علمائے رجال اہل سنت کے نزدیک ثقہ پختہ اور محفوظ ہیں ۔ لہذا یہ روایت سند کے لحاظ سے انتہائی قوی اور پختہ ہے کسی خاص اغراض و مقاصد کے حصول کی خاطر اس جیسی صحیح السند روایت کو پس پشت ڈالتے ہوئے کسی ضعیف روایت کا سہارا لے کر شیخین کی جنازہ رسالت مآب ﷺ میں شمولیت ثابت کرنا بہت بڑی علمی خیانت شمار ہوگی ،جبکہ حضرت ابو بکر کے نواسے جناب عروہ بن زبیر بتا رہے ہیں کہ میرے نانا جان جنازہ رسالت مآب ﷺ میں شریک نہیں ہوئے ان کے سقیفہ بنی ساعدہ سے لوٹنے سے پہلے ہی آنحضرت ﷺ کو سپرد خاک کر دیا گیا تھا۔

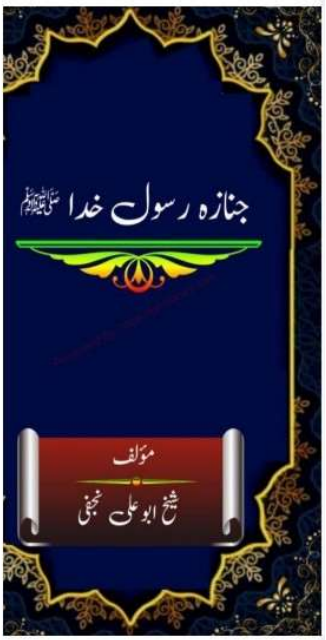

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب ،تہذیب التہذیب ،جلد نمبر 7 ،صفحہ نمبر 180 ،حرف تجی العین،ذکر عروہ ، تالیف۔ محمد بن احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852 ھ،مطبوعہ حیدرآباد ،تاریخ طباعت 1326 ھ،مطبعۃ دائرۃ المعارف۔

شب بدھ کی ابتدا ہو گی جس کی وجہ سے شیخین جنازہ رسول خدا ﷺ میں شامل نہ ہو سکے۔

جبکہ کتب فریقین کی روشنی سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بروز منگل زوال آفتاب کے بعد دفن کر دیا گیا۔

ابن کثیر کہتے ہیں کہ بروز منگل بعد از زوال آنحضرت ﷺ کو لحد کے سپرد کر دیا گیا۔[1]

شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جیسے ہی شیخین سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے اور مہاجرین و انصار نے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کو ولی امر المسلمین تسلیم کر لیا اور نہوں نے فوراواپس آکر تجہیز و تکفین رسالت مآب ﷺ میں شمولیت اختیار کر لی۔

یساہر گز نہیں یہ محض خواب خیالی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ دور تک کا بھی کوئی علق نہیں

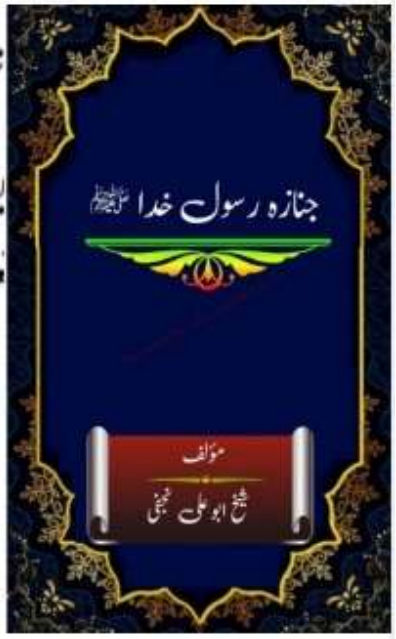

[1] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر، تاریخ ابن کثیر، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 265۔

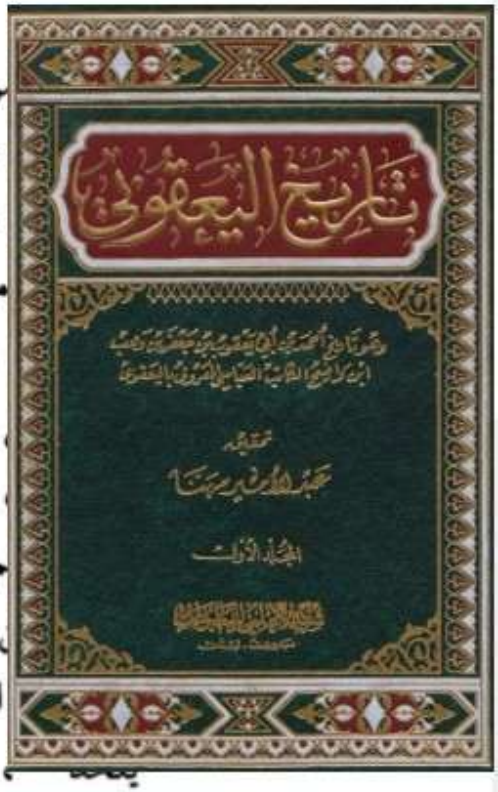

ن قَبْلِكم ومن الذين أشركوا أذىً كثيراً ، وأن تَصْبِرُوا وتَتّقوا فإنّ عزم الأمور ؛ إنّ في الله خلفاً من كلّ هالك وعزاء من كلّ عظّم الله أجوركم ، والسلام ورحمة الله . فقيل لجعفر بن من كنتم ترونه ؟ فقال : جبرائيل ! وكُفّن في ثوبين صُحاريّين وبرد ونزل قبره عليّ بن أبي طالب والعبّاس بن عبد المطّلب ، وقيل العبّاس وشُقْران مولى رسول الله ، ونادت الأنصار : اجعلوا لنا الله نصيباً في وفاته كما كان لنا في حياته ! فقال عليّ : ينزل م . فأنزلوا أوس بن خَوَليّ أحد بني الحُبلى ، وكان حفر قبره أبو سهل الأنصاري ، ولم يكن بالمدينة من يحفر غيره وغير أبي الجرّاح ، وكان أبو عبيدة بن الجرّاح يشقّ ويحفر وسطاً وأبو طلحة فقيل إنّهما سابقا حفراً ، فسبق أبو طلحة بالحفر ، وصلّي عليه أيّاماً ، والناس يأتون ويصلّون أرسالاً ، ودفن ليلة الأربعاء في بعض الليل ، وطرحت تحته قطعة رحله وكانت من أرجوان ، وربّع قبره ولم يُسنّم[٣] ؛ ولمّا توفي قال الناس : ما كنّا نظنّ أنّ رسول الله يموت حتى يظهر على الأرض ، وخرج عمر فقال : والله ما مات رسول الله ولا يموت ، وإنّما تغيّب كما غاب موسى بن عمران أربعين ليلة ثمّ يعود ، والله ليقطعنّ أيدي قوم وأرجلهم . وقال أبو بكر : بل قد نعاه الله إلينا فقال : إنّك ميّت ، وإنّهم ميتون . فقال عمر : والله لكأني ما قرأتها قط . ثمّ قال :

لعَمْري لقد أيقنتُ أنّكَ مَيّتٌ ولكنّما أبدى الذي قلتُهُ الجَزَعْ

ولم يخلف من الولد إلا فاطمة ، وتوفيت بعده بأربعين ليلة ، وقال قوم بسبعين ليلة ، وقال آخرون ثلاثين ليلة ؛ وقال آخرون ستّة أشهر ، وأوصت

---

(١) الحبرة : ضرب من برود اليمن .

(٢) يلحد : يدفن .

(٣) لم يسنم : لم يرفع عن وجه الأرض ، بل تساوى «قبره» ﷺ مع الأرض .

روح نبيّه إلّا في أطهر البقاع ، وينبغي أن يدفن حيث قبض» . فأخذوا بقوله[١].

وروى الجمهور موته في الاثنين ثاني عشر ربيع الأوّل ، قالوا : ولد يوم الاثنين وبعث يوم الاثنين ، ودخل المدينة يوم الاثنين ، وقبض يوم الاثنين ، كما ذكرناه آنفاً ، ودفن يوم الأربعاء[٢].

ودخل إليه العبّاس وعليّ والفضل بن العبّاس ، وقيل : وقُثم أيضاً ، وقالت بنو زهرة: نحن أخواله ، فأدخلوا منّا واحداً ، فأدخلوا عبدالرحمان بن عوف ، ويقال: دخل أسامة بن زيد[٣].

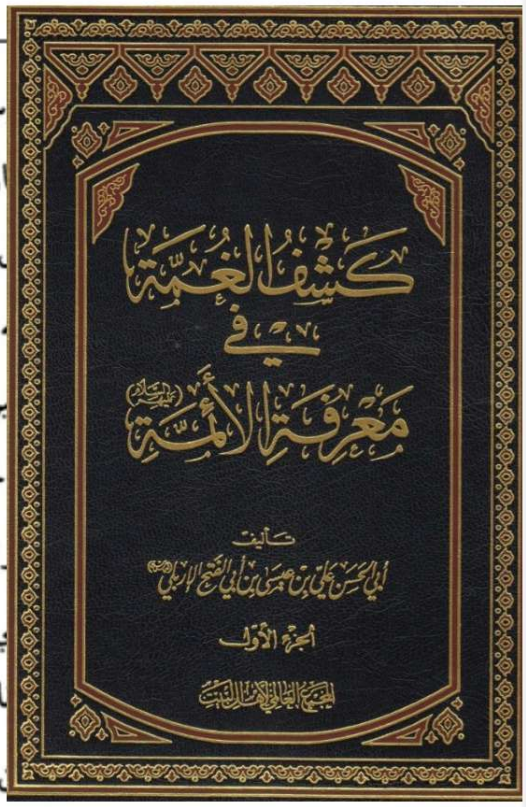

سي في الفصل ٤ من الباب ١ من تاج المواليد ، المطبوع ضمن مجموعة نفيسه : اوت يسير ، ورواه أيضاً في إعلام الورى : ص ١٤٤ بتفاوت .

في روضة الواعظين : ص ٧١، وابن شهر اشوب في المناقب : ١ / ٢٩٧ في وفاته المجلسي في البحار : ٢٢ / ٥٢٥ .

بر في السيرة النبويّة : ٤: ٥٠٥ ، والحلبي في سيرته : ١ : ٥٧ بإسنادهما عن ابن ختلاف في الألفاظ .

ري في تاريخه : ٣: ٢١٥ ، ٢١٧ ، والبيهقي في دلائل النبوّة : ٧: ٢٣٣ ، ٢٣٤ ، ي السيرة النبويّة من تاريخ الإسلام : ص ٥٦٨ عن ابن عبّاس بتفاوت وزيادة . ات ـ لابن سعد ـ : ٢ : ٢٧٢ ومابعدها .

ن الإماميّة الكليني في الكافي : ١ : ٤٣٩ في باب مولد النبيّ صلى الله عليه وآله ووفاته ، لكنّ المشهور عند الإماميّة أنّه صلى الله عليه وآله توفّي يوم ٢٨ من شهر صفر من السنة ١١ من الهجرة ، كما في إعلام الورى : ص ١٤٣ ، وقصص الأنبياء ـ للراوندي ـ : ص ٣١٧ ، الباب ٢٠ .

(٣) ورواه ابن كثير في السيرة النبويّة : ٤: ٥٣١ قال : ونزل في حفرته : عليّ بن أبي طالب، والفضل وقُثم ابنا عبّاس ، وشقران مولى رسول الله . وقال أوس بن خولّي ـ وهو أبو ليلى ـ لعليّ بن أبي طالب : أُنشدك الله وحظّنا من رسول الله . قال له عليّ : انزل .

ورواه الطبري في تاريخه : ٣: ٢١٣ في وقايع سنة ١١ من الهجرة .

سلطان المتکلمین جرجانی کا اعتراف

علامہ جرجانی مسئلہ امامت وخلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''وبکّروا الی سقیفة بنی ساعده ترکوا له اهم الاشیاء وہو دفن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم''۔

ترجمہ :بعد از وصال رسالت مآب ﷺ شیخین اپنی بیعت کا راہ ہموار کرنے کی خاطر بہت ہی جلد سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے یہاں تک کہ تجہیز و تکفین رسالت مآب ﷺ کو بھی ترک کردیا۔[1]

علامہ وحید الزمان کا اعتراف

ابو بکر اور عمر کا جلدی کرنا خلافت کے لئے اس وجہ سے تھا کہ وہ نہایت ضروری ہو تھا اور دیر کرنے میں ڈر تھا کہ کہیں اور کوئی فتنہ اٹھ نہ کھڑا ہو اور اسی واسطے ول اللہ ﷺ کے دفن پر بھی اس کو مقدم کیا۔[2]

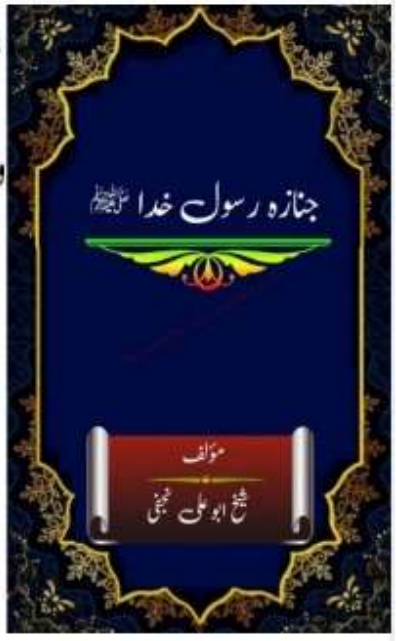

---

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب ،شرح المواقف، جلد نمبر 4 ،صفحہ نمبر 346 ،للقاضی عضد الدین عبدالرحمان الایجی شافعی متوفی 756 ہجری ،المحقق سید شریف علی بن محمد الجرجانی متوفی 816 ہجری شیراز ،المرصد الرابع فی الامامۃ و مباحثھا،دارالبصائر طبعۃ 1429 ہجری

[2] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح نووی، مترجم علامہ وحید الزمان، جلد پنجم، صفحہ نمبر 34 ،ذکر جہاد اور سفر کے مسائل، حدیث نمبر 4588 حاشیہ

یارسولؐ اللہ! آپؐ کو غسل وکفن کون دے گا؟

(وبالاسناد) قال: أخبرنا محمد بن محمد قال: حدثنا أبوبكر محمد ابن عمر قال: حدثني يوسف بن الحكم الخياط قال: حدثنا داود بن رشيد قال: حدثنا سلمة بن صالح الأحمر عن عبدالملك بن عبدالرحمٰن عن الاسعد ابن طليق قال: سمعت الحسين بن العزني يحدث عن مرة عن عبدالله بن مسعود قال: نعى الينا حبيبنا ونبينا ﷺ نفسه- فبأى وأمى ونفسى له الفداء - قبل موته بشهر، فلما دنى الفراق جمعنا في بيت فنظر الينا فدمعت عيناه ثم قال: مرحبا بكم حياكم الله حفظكم الله نصركم الله نفعكم الله هداكم الله وفقكم الله سلمكم الله قبلكم الله رزقكم الله رفعكم الله، أوصيكم بتقوى الله، وأوصى الله بكم اني لكم نذير مبين ألاتعلوا على الله فى عباده وبلاده، فان الله تعالى قال لى ولكم: ﴿تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً فى الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقين﴾ وقال سبحانه: ﴿ أليس فى جهنم مثوى للمتكبرين﴾- قلنا: متى

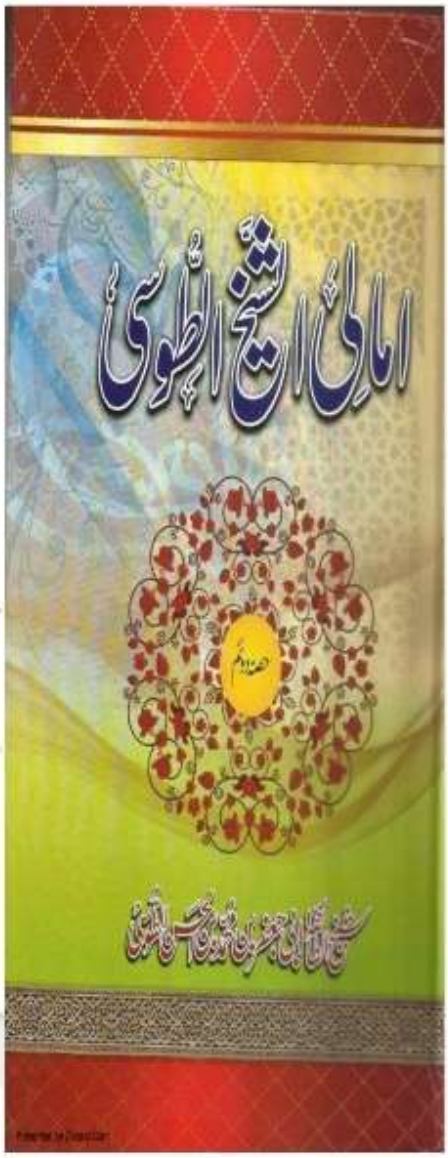

ed by Ziaraat.Com

يانبى الله أجلك؟ قال: دنا الأجل والمنقلب الى الله والى سدرة المنتهى وجنة المأوى والعرش الأعلى والكأس الأوفى والعيش المهنى- قلنا: فمن يغسلك؟ قال: أخى وأهل بيتى الأدنى فالأدنى-

سلطان المتکلمین جرجانی کا اعتراف

علامہ جرجانی مسئلہ امامت و خلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''وبکّروا الی سقیفة بنی ساعده ترکوا له اهم الاشیاء وہو دفن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم''۔

ترجمہ :بعد از وصال رسالت مآب ﷺ شیخین اپنی بیعت کا راہ ہموار کرنے کی خاطر بہت ہی جلد سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے یہاں تک کہ تجہیز و تکفین رسالت مآب ﷺ کو بھی ترک کر دیا۔[1]

علامہ وحید الزمان کا اعتراف

ابو بکر اور عمر کا جلدی کرنا خلافت کے لئے اس وجہ سے تھا کہ وہ نہایت ضروری ہو گیا تھا اور دیر کرنے میں ڈر تھا کہ کہیں اور کوئی فتنہ اٹھ نہ کھڑا ہو اور اسی واسطے رسول اللہ ﷺ کے دفن پر بھی اس کو مقدم کیا۔[2]

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب ،شرح المواقف، جلد نمبر 4 ،صفحہ نمبر 346 ،للقاضی عضد الدین عبدالرحمان الایجی شافعی متوفی 756 ہجری ،المحقق سید شریف علی بن محمد الجرجانی متوفی 816 ہجری شیراز ،المرصد الرابع فی الامامۃ و مباحثھا،دارالبصائر طبعۃ 1429 ہجری

[2] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح نووی، مترجم علامہ وحید الزمان، جلد پنجم، صفحہ نمبر 34 ،ذکر جہاد اور سفر کے مسائل، حدیث نمبر 4588 حاشیہ

محدث شاہ ولی اللہ دہلوی کا اعتراف

مسئلہ 2 نصب خلیفہ: مسلمانوں پر قیامت تک کے لئے ایسے خلیفہ کا منتخب اور مقرر کرنا جو خلافت کی تمام شرطوں کا حامل ہو فرض کفائی ہے اس کے لئے چند دلیلیں ہیں۔

ل دلیل: یہ ہے کہ صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین سے پہلے خلیفہ کے ن اور تقرر کی طرف متوجہ ہوئے لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر صحابہ کرام کو شریعت کی ف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت اور اس کے مقرر کرنے میں تاخیر کی انعت معلوم نہ ہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آنحضرت ﷺ کے ن پر مقدم نہ کرتے۔[1]

Presented By: https://jafrilibrary.com

صحابی رسول ابو ذؤیب ھذلی کی گواہی

"وقدمت المدينة ولها ضجيج بالبكاء كضجيج الحجاج إذا أهلوا بالإحرام فقلت: مه. قالوا قبض رسول الله فجئت إلى المسجد فوجدته خاليا فأتيت بيت رسول الله فأصبت بابه مرتجا وقيل هو مسجى وقد خلا به أهله فقلت: أين

---

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، صفحہ نمبر 30، مقصد اول، تالیف حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1762 عیسوی، ناشر محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب قرآن محل قابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔

ترجمہ: جان لو کہ صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے کہ زمانہ نبوت کے فورا بعد امام کا نصب کرنا واجب ہے بلکہ انہوں نے اس واجب کو اس قدر اہم قرار دیا کہ وہ تدفین رسول ﷺ کو چھوڑ کر نصب امام میں مشغول ہو گئے ۔[1]

قابل غور بات

علامہ ابن حجر ھیتمی مکی،علامہ تفتازانی ،علامہ جرجانی، علامہ محب طبری محدث دہلوی وغیرہ ان اکابرین علمائے اہل سنت کے کلام سے واضح ہو جاتا ہے کہ تدفین پیغمبر اعظم ﷺ کے موقع پر شیخین کرسی خلافت کے حصول کے لیے سقیفہ بنی ساعدہ میں مصروف عمل تھے اور انعقاد خلافت کو تدفین پیغمبر ﷺ پر مقدم کیا۔

حضرت ابوبکر کی تدفین و تکفین رسالت مآب ﷺ سے لاعلمی

''عن عائشه دخلت على ابي بكر فقال كم كفنتم النبي صلى الله عليه وآله وسلم ،قالت في ثلاثة اثواب بيض سحولية ليس فيها قميص ولا عمامة وقال لها في اىّ يوم توفى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قالت يوم الاثنين''۔

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب ،کتاب صواعق المحرقہ ،صفحہ نمبر 7 ،المقدمۃ الثانیۃ،تالیف۔المحدث احمد بن حجر ھیتمی مکی ،متوفی 975 ہجری۔

یہ سچ ہے کہ حضرت عمر و ابو بکر وغیرہ آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے یہ بھی سچ ہے کہ انہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر خلافت کے باب میں انصار سے معرکہ آرائی کی۔

اور اس طرح ان کوششوں میں مصروف رہے گویا ان پر کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا تھا یہ بھی سچ ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت کو نہ صرف انصار بلکہ بنو ہاشم اور حضرت علی علیہ السلام سے بزور منوانا چاہا گویا بنو ہاشم نے آسانی سے ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔[1]

حضرت عمر کا اعتراف

"وإنّهُ قد كان مِن خبرنا حين توفى الله نَبِيَهُ الاّ أنّ الانصار خالفونا واجتمعوا باسرهم فى سقيفة بنى ساعده خالف عنّا عليا والزبير ومن معهما"۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں ہماری خلافت کی کارکردگی کچھ اس طرح سے تھی کہ جب اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد مصطفی ﷺ کو وفات

[1] ۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، الفاروق، صفحہ نمبر 80، تالیف۔ شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی وفات 18 نومبر 1914 عیسوی اتر پردیش انڈیا، ذکر سقیفہ بنی ساعدہ حضرت ابو بکر کی خلافت، ناشر مکتبہ القریش چوک اردو بازار لاہور نمبر 2، تاریخ طباعت 1997 عیسوی

''فيقول علی کرم الله وجه افکنت أدء رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی بیته لم ادفنه، واخرج أنازع الناس سلطانه؟

ترجمہ: علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا اے گروہ مہاجرین اور انصار کیا میں بھی ان لوگوں کی طرح نبی کریم ﷺ کے جسد مبارک کو ان کے گھر میں بغیر تدفین کے چھوڑ کر حصول خلافت کے لئے گھر سے باہر آ کر لڑ نا جھگڑ نا شروع کر دیتا؟[1]

جناب فاطمة الزہراء علیہا السلام کی گواہی

رسالت مآب ﷺ کی رحلت کے بعد جب شیخین مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بیعت لینے کے لیے جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کے دروازے پر پہنچے توجناب سیدہ علیہا السلام نے ان سے مخاطب ہوکر کہا ''فوقفت فاطمة علی بابها فقالت لا عهد لی بقوم حضروا أسوأ محضر منکم، ترکتم رسول الله ص ﷺ جنازة بین ایدینا و قطعتم امرکم بینکم، لم تستأمرونا، ولم تردوا لنا حقا''۔

ترجمہ: صدیقۃ الکبریٰ جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے دروازے کے اندر کھڑے ہو کر ان سے مخاطب ہو کر کہا ہمارا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تم

---

[1] ۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب، الامامہ والسیاسہ المعروف بتاریخ الخلفاء، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 30، ذکر بیعت ابو بکر، تالیف ۔الامام الفقیہ ابی محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ دینوری متوفی 276 ھ،

ضع ﴿١٠٣٣﴾ ٣ ـ عنه، عن أحمد بن الحسن بن عليّ، عن أبي همّام إسماعيل ابن همّام، عن محمّد بن سعيد بن غزوانَ، عن السّكونيّ، عن جعفر، عن أبيه، عن آبائه عليهم السلام «قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: صلّوا على المرجوم من أُمّتي و على القاتل نفسه[1] من أُمّتي، لاتدعوا أحداً من أُمّتي بلا صلاة».

٤٦٩

(به: ج ١ ح ٤٨٠ . يب: ج ٣ ص ٣٦٢)

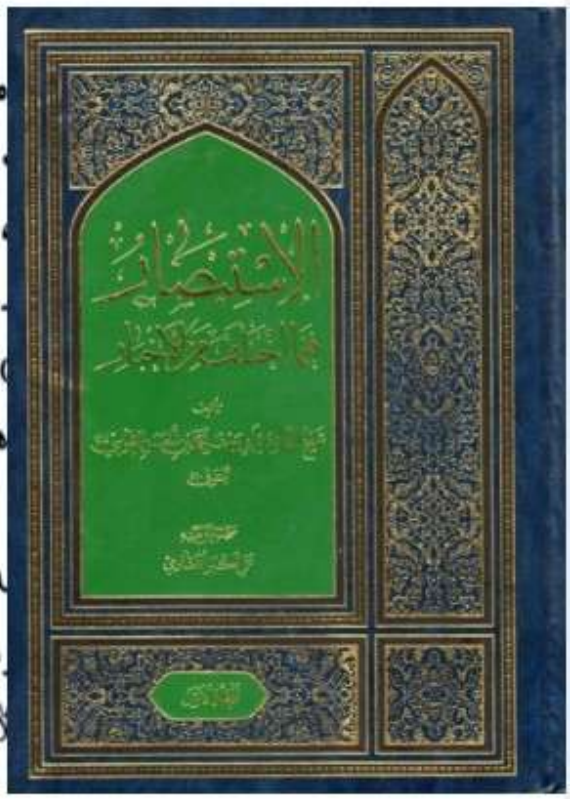

ه:

﴿١﴾ ٤ ـ محمّد بن أحمدَ بن يحيى، عن هارونَ بن مسلم، عن مسعَدَةَ ، عن جعفر، عن آبائه عليهم السلام «أنّ عليّاً عليه السلام لم يغسّل عمّار بن ياسر ـ و لا هاشم بن عُتْبَةَ ـ وهو المِرْقال ـ، دفنهما في ثيابهما بدمائهما ولم ».

(به: ج ١ ح ٤٤٢ . يب: ج ٣ ص ٣٦٧)

هذا الخبر من أنّه لم يصلّ عليهما وَهمٌ من الرّاوي، لأنّا قد بيّنّا وجوب كلّ ميّت، و هذه مسألة إجماع من الفرقة المحقّة و قد ذكرنا في داء ما فيه كفاية في كتابنا الكبير، و يجوز أن يكون الوجه فيه ويه بعض العامّة عن أميرالمؤمنين عليه السلام، فكأنّه قال: إنّهم يروون أنّه لم يصلّ عليهما، و ذلك خلاف الحقّ على ما بيّناه.

﴿١٦٠ ـ باب وقت الصّلاة على الميّت﴾

ضع ﴿١٠٣٥﴾ ١ ـ أخبرني الشّيخ ـ رحمه الله ـ عن أبي جعفر محمّد بن عليّ ابن الحسين، عن أبيه، عن أحمدَ بن إدريسَ، عن محمّد بن سالم، عن أحمد بن النّضر، عن عَمرو بن شمر، عن جابر «قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: إذا حضرت الصّلاة

← يعلم من الدّين ضرورة، كالخوارج والنّواصب والغلاة والمرتدّ، فإنّهم خارجون عن الإسلام، فذهب الشّيخ و جماعة إلى الوجوب. وقال المفيد بالحرمة، و تبعه أبوالصّلاح و ابن إدريس. (ملذ)

١ ـ كذا في النّسخ و في التّهذيب أيضاً، و في بعض نسخ الفقيه: «و من قتل نفسه»، و في بعض النّسخ: «القتال نفسه». ٢ ـ راجع تفصيله التّهذيب ج ١ ص ٣٥٢ و ج ٣ ٣٦٧.

يفرغ من الرّجال كلّهم، ثمّ يجعل رأس المرءة إلى ألية الرّجل الأخير، ثمّ يجعل رأس المرءة الأُخرى إلى ألية المرءة الأُولى حتّى يفرغ منهم كلّهم، فإذا سوّي هكذا قام في الوسط ـ وسط الرّجال ـ فكبّر [و صلّى] عليهم كما يصلّي على ميّت واحد». (في: ج ٣ ص ١٧٤ . يب: ج ٣ ص ٣٥٥)

فالوجه في هذه الأخبار التّخيير، لأنّ العمل بأيّها كان؛ كان جائزاً،

يدلُّ على ذلك ما رواه:

صح ﴿١٠٥١﴾ ٩ ـ عليُّ بن الحسين، عن سعد بن عبدالله، عن أحمدَ بن ـ محمّد، عن عليّ بن الحكم؛ و محمّد بن إسماعيلَ بنِ بزيع، عن هِشام بن سالم، عن أبي‌عبدالله عليه السلام «قال: لا بأس بأن يقدّم الرّجل و تؤخّر المرءة، و يؤخّر الرّجل و تقدّم المرءة ـ يعني في الصّلاة على الميّت ـ».

(يه: ج ١ ح ٤٩٣. يب: ج ٣ ص ٣٥٦)

﴿١٦٣ ـ باب المواضع الّتي يصلّى فيها على الجنائز﴾

نق ﴿١٠٥٢﴾ ١ ـ الحسين بن‌سعيد، عن فَضالةَ، عن أبان، عن الفضل بن ـ عبدالملك «قال: سألت أباعبدالله عليه السلام: هل يصلّى على الميّت في المسجد، قال: نعَم». (يه: ج ١ ح ٤٧٣. يب: ج ٣ ص ٣٥٨)

ضع ـ سعد بن عبدالله، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن سِنان، عن العَلاء ابن رَزين، عن محمّد بن مسلم، عن أحدهما عليهما السلام مثل ذلك.

(يب: ج ٣ ص ٣٥٨)

فأمّا ما رواه:

مه ﴿١٠٥٣﴾ ٢ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن‌الحسين، عن موسى بن‌طلحَة، عن أبي‌بكر بن عيسى بن أحمد العَلويّ «قال: كنت في المسجد و قد جيء بجنازة فأردت أن أُصلّي عليها فجاء أبوالحسن الأوّل عليه السلام فوضع مرفقه في صدري فجعل يدفعني حتّى أخرجني من المسجد[1]، ثمّ قال: يا أبابكر إنّ الجنائز لا يصلّى ٤٧٤

١ ـ في الكافي: «حتى خرج من المسجد».

و قد استوفينا ما يتعلّق بهذا الباب في كتابنا الكبير.

﴿١٦٥ ـ باب أنّه لا قِراءة في الصّلاة على الميّت﴾

كمح ﴿١٠٦٦﴾ ١ ـ محمّد بن يَعقوبَ، عن عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي‌عمير، عن عمر بن أُذَينة، عن محمّد بن مسلم، و زرارة؛ و معمّر بن يحيى؛ و إسماعيل الجعفيّ، عن أبي‌جعفر عليه السلام «قال: ليس في الصّلاة على الميّت قِراءَةٌ ولا دعاءٌ مُوَقَّتٌ، تدعو بما بَدا لك، و أحقُّ الموتى[1] أن يدعى له المؤمن، و أن يبدء بالصّلاة على رسول الله صلى الله عليه وآله».

٤٧٧

(في: ج ٣ ص ١٨٥ . يب: ج ٣ ص ٢١٣)

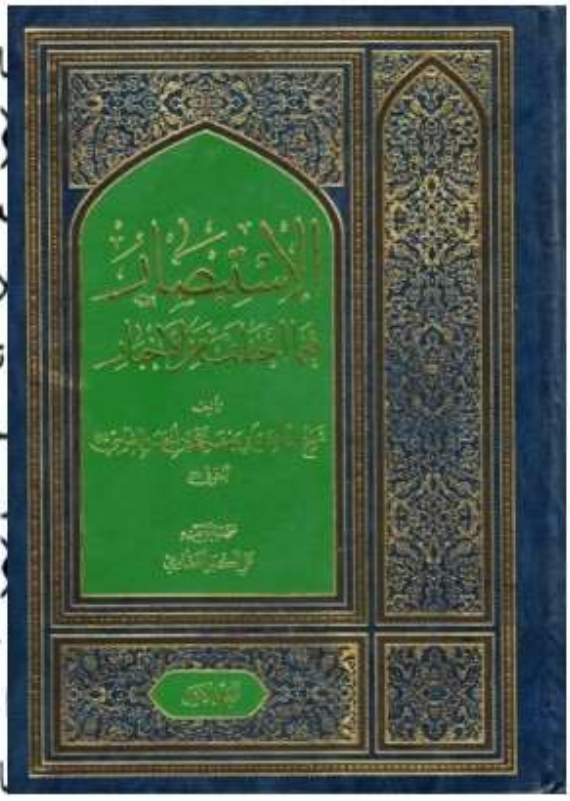

ما رواه:

﴿١٠٦٧﴾ ٢ ـ أحمد بن محمّد بن عيسى، عن محمّد بن إسماعيلَ بنِ بَزيع، عن حمزة بن بزيع، عن عليّ بن سُوَيد، عن الرّضا عليه السلام ـ فيما نعلم ـ «قال: الصلاة على الجنائز: تقرء في الأُولى بأُمّ الكتاب و في الثّانية تُصلّي على النّبيّ و تدعو في الثّالثة للمؤمنين والمؤمنات، و تدعو في الرّابعة لميّتك، والخامسة [illegible] بها»[2].

(يب: ج ٣ ص ٢١٢)

[illegible]رواه:

﴿١٠٦٨﴾ ٣ ـ محمّد بن أحمد بن يحيى، عن جعفر بن محمّد بن عبدالله عن عبدالله بن ميمون القدّاح، عن جعفر، عن أبيه عليهما السلام «أنّ عليّاً عليه السلام صلّى على ميّتٍ يقرء بفاتحة الكتاب و يصلّي على النّبيّ صلّى الله عليه و [illegible] الحديث ـ».

(يب: ج ٣ ص ٣٥٢)

فالوجه في هذين الخبرين التّقيّة لأنّهما موافقان لمذاهب بعض العامّة.

---

١ ـ في التّهذيب: «تدعو كما بدا لك و أحقّ الأموات ـ إلخ».

٢ ـ لا خلاف بيننا في عدم القراءة في الصّلاة على الميّت. (ملذ)

يدعو واجتهد في الدُّعاء و ترحّم عليه ». (يب : ج ٣ ص ٢٢٢)

قف ﴿١٠٩٦﴾ ٨ ـ الصَفّار ، عن إبراهيم بن هاشم ، عن نوح بن شعيب ، عن
ن مسلم ـ أوزرارة ـ(كذا) « قال : الصّلاة على الميّت بعد ما يدفن
: قلت : فالنّجاشيّ لم يصلّ عليه النّبيُّ ﷺ ؟ فقال : لا ، إنّما
(يب : ج ٣ ص ٢٢٣)

٤٨٤ ↓ ن الوجه في الأخبار الّتي تضمّنت جواز الصّلاة على القبر ما لم
وُوري بالتُّراب لم يجز ذلك ، يدلُّ على ذلك ما رواه :

٩ ـ عليُّ بن الحسن ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن
بن صَدَقة ، عن عمّار السّاباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام « قال :
ما لم يوار بالتُّراب وإن كان قد صلّي عليه »[1].

(يب : ج ٣ ص ٣٦٨)

١٠ ـ عنه[2]، عن محمّد بن الوَليد ، عن يونسَ بنِ يَعقوبَ ،
عن أبي عبدالله عليه السلام « قال : سألته عن الجِنازة لم أدركها حتّى بلغت القبر ، أُصلّي
عليها ، قال : إن أدركتها قبل أن تدفن فإن شئت فصلّ عليها ».

(يب : ج ٣ ص ٣٦٩)

﴿١٧١ ـ باب الصّلاة على الجنازة مرّتين﴾

ح ﴿١٠٩٩﴾ ١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ،
عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام « قال : كبّر أميرالمؤمنين عليه السلام على سَهل بن
حُنيف ـ و كان بدريّاً ـ خمس تكبيرات ، ثمّ مشى ساعَة ثمّ وضعه ، و كبّر عليه

---

١ ـ المسألة اختلافي، قال العلّامة (ره) في المختلف : «المشهور كراهة تكرار الصّلاة على الميّت» . وقال في الذّكرى : ظاهرهم اختصاص الكراهة بمن صلّى على الميّت لما تلوناه عنهم من جواز الصّلاة ممّن فاتته على القبر ، أو يريدون بالكراهة قبل الدّفن حتى ينتظم الكلام وقيّد ابن إدريس الكراهة بالصّلاة جماعة لتكرار الصّلاة على النّبي ﷺ فرادى .

٢ ـ الضّمير راجع إلى عليّ بن الحسن بن فضّال .

١١٨ - باب: الموضع الذي يقوم الإمام إذا صلى على الجنازة

بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي
قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صا لَا يَقُومُ فِي وَسَطِهَا
ي صَدْرَهَا وإِذَا صَلَّى عَلَى الرَّجُ
نْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، مُوسَى بْنِ بَكْرٍ، عَنْ
قَالَ: إِذَا صَلَّيْتَ عَلَى الْمَرْ لِ فَقُمْ عِنْدَ صَدْرِهِ.

١١٩ - باب: من أ

بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ بِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام
قَالَ: يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا أَوْ

٢ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ،
عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَ رْأَةُ تَمُوتُ مَنْ أَحَقُّ
بِالصَّلَاةِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: زَوْجُهَا؛ قُلْتُ: الزَّوْجُ احق من الاب والولد والاخ؟ قال. نَعَمْ ويُغَسِّلُهَا.

٣ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مَرَّارٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ، عَنِ الْمَرْأَةِ تَمُوتُ مَنْ أَحَقُّ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهَا؟ قَالَ: الزَّوْجُ؛ قُلْتُ: الزَّوْجُ أَحَقُّ مِنَ الْأَبِ والْأَخِ والْوَلَدِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

٤ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: إِذَا حَضَرَ الْإِمَامُ الْجِنَازَةَ فَهُوَ أَحَقُّ النَّاسِ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهَا.

٥ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا أَوْ يَأْمُرُ مَنْ يُحِبُّ.

١٢٠ - باب: من يصلي على الجنازة وهو على غير وضوء

١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ الْجِنَازَةِ أَيُصَلَّى عَلَيْهَا عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ إِنَّمَا هُوَ تَكْبِيرٌ وتَحْمِيدٌ وتَسْبِيحٌ وتَهْلِيلٌ كَمَا تُكَبِّرُ وتُسَبِّحُ فِي بَيْتِكَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ.

٢ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَلَبِيِّ قَالَ: سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ الرَّجُلِ تُدْرِكُهُ الْجِنَازَةُ وهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَإِنْ ذَهَبَ يَتَوَضَّأُ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ عَلَيْهَا؟ قَالَ: يَتَيَمَّمُ ويُصَلِّي.

الفقيه في دين الله العالم بسنن رسول الله المتطلع لأمر الرعية المدافع عنهم الامور السيئة القاسم بينهم بالسوية والله انه لعينا فلا تتبعوا الهوى فتضلوا عن سبيل الله فتزدادوا من الحق بعداً . وقال بشير بن سعد الانصاري : لو كان هذا الكلام سمعته الانصار منك يا علىّ قبل بيعتها لابي بكر ما اختلفت عليك قال : وخرج علىّ كرم الله وجهه يحمل فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم على دابة ليلاً في مجالس الانصار تسألهم النصرة فكانوا يقولون يا بنت رسول الله قد مضت

كتاب
الإمامة والسياسة
تأليف
(الامام الفقيه أبي محمد عبد الله بن مسلم)
(ابن قتيبة المتوفى سنة ٢٧٠ هـ رحمه الله)
اعتنى بطبعه وتصحيحه وشرح بعض مسائله مع كلماته اللغوية
محمد محمود الرافعي
(حقوق الطبع محفوظة)
سنة ١٣٢٢ هجرية — سنة ١٩٠٤ م
مطبعة النيل بشارع محمد علي بدرب المنجمه بمصر

ولو ان زوجك وابن عمك سبق الينا قبل فيقول علىّ كرم الله وجهه : أفكنت ادَع عليه وسلم في بيته لم أدفنه واخرج أنازع الت فاطمة : ما صنع أبو الحسن الا ما كان وا ما الله حسيبهم وطالبهم

يعة علىّ بن أبي طالب كرم الله وجهه بكر رضي الله عنه تفقد قوماً تخلفوا عن م الله وجهه فبعث اليهم عمر فجاء فناداهم وهم أن يخرجوا فدعا بالحطب وقال : والذي

من كاره هـل من مبغض فيقوم عليّ في أول الناس فيقول والله لانقيلك ولا نستقيلك أبداً قد قدّمك رسول الله صلى الله عليه وسلم لتوحيد ديننا من ذا الذي يؤخرك لتوجيه دنيانا

﴿ خطبة أبي بكر الصديق رضى الله عنه ﴾ قال ثم ان أبا بكر قام خطيباً فحمد الله وأثنى عليه ثم قال : أيها الناس ان الله الجليل الكريم العليم الحكيم الرحيم الحليم بعث محمداً بالحق وأنتم معشر العرب كما قد علمتم من الضلالة والفرقة الف بين قلوبكم ونصركم به وأيدكم ومكن لكم دينكم وأورثكم

كتاب
الإمامة والسياسة
تأليف
(الامام الفقيه أبي محمد عبد الله بن مسلم)
(ابن قتيبة المتوفى سنة ٢٧٠ هـ رحمه الله)
اعتنى بطبعه وتصحيحه وشرح بعض مسائله مع كلماته اللغوية
محمد محمود الرافعي
(حقوق الطبع محفوظة)
سنة ١٣٢٢ هجرية — سنة ١٩٠٤ م
مطبعة النيل بشارع محمد علي بدرب المنجمه بمصر

دية فعليكم بحسن الهدى ولزوم الطاعة وقد م خليفة ليجمع به الفتكم ويقيم به كلمتكم ، بخير ولم أكن لابسط يداً ولا لساناً على ك ان شاء الله وأيم الله ماحرصت عليها ليلاً نها الله قط فى سرّ ولا علانية ولقد قلدت ، طاقة ولا يد ولوددت اني وجدت أقوي ، فأطيعوني ما أطعت الله . فاذا عصيت الله م بكى وقال اعلموا أيها الناس انى لم أجعل لهذا ، خيركم ولوددت أن بعضكم كفانيه ولئن

''قال: وبايع الناس أبا بكر، من الأنصار ومن حضر من غيرهم، و علي بن أبي طالب مشغول بجهاز رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فلما فرغ من ذلك وصلى على النبي صلى الله عليه وآله وسلم''۔

ترجمہ: مروی ہے کہ انصار اور انصار کے علاوہ کچھ اور لوگ حضرت ابو بکر کی بیعت کر رہے تھے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام رسول خدا ﷺ کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے جب آپ علیہ السلام تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو آنحضرت ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی۔[1]

بحار الانوار کی عبارت

''حتى صلى عليه الأقرباء و الخواص و لم يحضر أهل السقيفة''۔

ترجمہ: آنحضرت ﷺ پر ان کے قریبی رشتہ داروں اور خاص اصحاب نے نماز جنازہ پڑھی اور اہل سقیفہ (ابو بکر عمر ابو عبیدہ جراح۔۔۔) نماز جنازہ میں حاضر نہ تھے۔[2]

---

[1] ۔الاحتجاج، جلد 1 ، صفحہ 181 ،ذکر ماجریٰ فی السقیفۃ، تالیف۔ علامہ الخبیر ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی، من علماء القرن السادس، باشراف۔ علامہ شیخ جعفر السبحانی، ناشر دار السلام الاسوۃ، تاریخ طباعت 1435 ھجری۔

[2] ۔بحار الانوار الجامعۃ للدرر اخبار الائمۃ الاطہار، جلد 22 ، صفحہ 425 ،باب وفاتہ وغسلہ وصلاۃ علیہ، تالیف۔ فخر الآیۃ الشیخ محمد باقر مجلسی قدس اللہ سرہ متوفی 1111 ھجری ،ناشر داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے تھے اور ان کے واپس آنے سے پہلے ہی جسد رسول خدا ﷺ کو لحد کے سپرد کر دیا گیا تھا۔

منتہی الآمال کتاب کی عبارت

''ولم يحضر دُفن رسول الله ﷺ أكثر الناس لما جرى بين المهاجرين والأنصار من التشاجر في أمر الخلافة''۔

ترجمہ: مہاجرین اور انصار کی اکثریت نے امر خلافت میں نزاع اور جھگڑے کی وجہ سے آپ ﷺ کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت نہیں کی۔[1]

کتاب الارشاد کی عبارت

''وقد جاءت الرواية : أنه لما تمَّ لأبي بكر ماتَمّ وبايعه من بايع جاء رجل إلى أمير المؤمنين عليه السلام وهو يسوي قبر رسول الله صلى الله عليه وآله بمسحاة في يده فقال له: إن القوم قد بايعوا أبابكر، ووقعت الخذلة في الأنصار لاختلافهم، وبدر الطلقاء بالعقد للرجل خوفا من إدراككم الأمر. فوضع طرف المسحاة في الأرض ويده عليها''

ثم قال: بسم الله الرحمن الرحيم ألم أحسب الناس أن يتركوا أن يقولوا آمنا وهم لا يفتون به ولقد فتنا الذين من قبلهم فليعلمن الله الذين صدقوا

---

[1] ۔ منتہی الآمال فی تواریخ النبی والآل، صفحہ 149 ، جلد 1 ، تالیف۔ الشیخ عباس القمی، مطبوعات دار العلوم بیروت لبنان، تاریخ طباعت الطبعہ اولی 2005 عیسوی۔

''قال: وبايع الناس أبا بكر. من الأنصار ومن حضر من غيرهم. و علي بن أبي طالب مشغول بجهاز رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فلما فرغ من ذلك وصلىٰ على النبي صلى الله عليه وآله وسلم''۔

ترجمہ: مروی ہے کہ انصار اور انصار کے علاوہ کچھ اور لوگ حضرت ابو بکر کی بیعت کر رہے تھے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام رسول خدا ﷺ کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے جب آپ علیہ السلام تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو آنحضرت ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی۔[1]

بحار الانوار کی عبارت

''حتى صلى عليه الأقرباء و الخواص و لم يحضر أهل السقيفة''۔

ترجمہ: آنحضرت ﷺ پر ان کے قریبی رشتہ داروں اور خاص اصحاب نے نماز جنازہ پڑھی اور اہل سقیفہ (ابو بکر عمر ابو عبیدہ جراح۔۔۔۔) نماز جنازہ میں حاضر نہ تھے۔[2]

---

[1] ۔الاحتجاج، جلد 1 ، صفحہ 181 ،ذکر ما جریٰ فی السقیفۃ، تالیف۔ علامہ الخبیر ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی، من علماء القرن السادس، باشراف۔ علامہ شیخ جعفر السبحانی، ناشر دار السلام الاسوۃ، تاریخ طباعت 1435 ھجری۔

[2] ۔بحار الانوار الجامعۃ للدرر اخبار الائمۃ الاطہار، جلد 22 ، صفحہ 425 ،باب وفاتہ وغسلہ وصلاۃ علیہ ،تالیف۔ فخر الأمۃ الشیخ محمد باقر مجلسی قدس اللہ سرہ متوفی 1111 ھجری ،ناشر داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

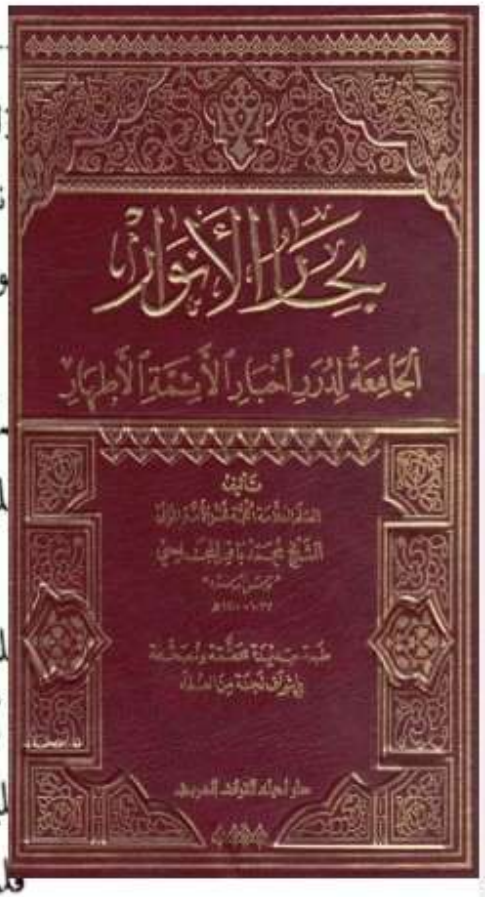

لك نزولا إلّا أن يشآء الله ، قوله : إنّ في الله ، أي في ذاته تعالى ، فإنّه تعالى نفع للباقي من كلّ هالك ، أوفي إطاعة أمرالله ، حيث أمر بالصبر ، أوفي التفكّر في واب الله وما أعدّ للصابرين من عظيم الأجر .

٥ ـ ب : أبوالبختري عن جعفر ، عن أبيه ، عن عليّ عليه السلام إنّ قبر رسول الله صلّى الله عليه و آله رفع من الأرض قدر شبر واربع أصابع ، ورشّ عليه الماء، قال لي عليه السلام : والسنّة أن يرشّ على القبر الماء [١] .

٦ ـ ج : في رواية سليم بن قيس الهلالي عن سلمان الفارسي أنّه قال : أتيت ليّا عليه السلام و هو يغسّل رسول الله صلى الله عليه وآله و قدكان أوصى أن لا يغسّله غير عليّ عليه السلام أخبر عنه أنّه [٢] لا يريد أن يقلّب منه عضواً إلّا قلّب له ، و قد قال أمير المؤمنين ليه السلام لرسول الله صلى الله عليه وآله : من يعينني على غسلك يا رسول الله ؟ قال : جبرئيل لمّا غسّله و كفنّه أدخلني و أدخل أباذرّ والمقداد و فاطمة وحسنا و حسينا عليهم السلام فتقدّم و صففنا خلفه و صلّى عليه ، و عائشة في الحجرة لا تعلم ، قد أخذ جبرئيل ببصرها ، ثمّ أدخل عشرة من المهاجرين ، وعشرة من الأنصار فيصلّون و يخرجون حتّى لم يبق أحد من المهاجرين والأنصار إلّا صلّى عليه . الخبر [٣] .

٧ ـ ما : أبو عمرو ، عن ابن عقدة ، عن أحمد بن يحيى ، عن عبدالرحمن بن شريك ، عن أبيه ، عن أبي إسحاق [٤] ، عن عبدالله بن أبي بكر بن عمرو ، عن أبيه قال : توفّي رسول الله صلى الله عليه وآله في شهر ربيع الأوّل في اثني عشرة مضت من شهر ربيع الأوّل يوم الاثنين ، ودفن ليلة الأربعاء [٥] .

٨ ـ ما : ابن مخلّد ، عن محمّد بن عبد الواحد ، عن محمّد بن عمّار العبسيّ ، عن أحمدبن طارق . عن عليّ بن هاشم ، عن محمّد بن عبيدالله ، عن عون بن أبي رافع ، عن أبيه ، عن عليّ بن أبي طالب عليه السلام قال : دخلت على نبيّ الله و هو مريض ، فإذا

(١) قرب الاسناد : ٧٢ .
(٢) في المصدر : و اخبر انه .
(٣) الاحتجاج : ٥٢ .
(٤) في المصدر : عن ابن اسحاق عن عبيدالله .
(٥) امالى ابن الشيخ : ١٦٧ .

بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلّامة المجدّد فخر الأمة المولى
الشيخ محمّد باقر المجلسيّ
قدّس الله سرّه
الجزء الثاني والعشرون
دار إحياء التراث العربيّ
بيروت ـ لبنان

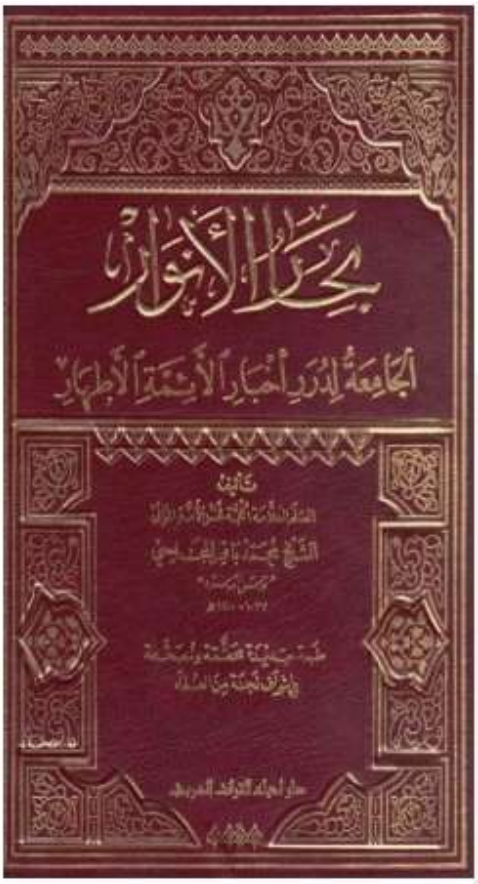

إنّ عليّاً عليه السلام لمّا أن غسّل رسول الله صلى الله عليه وآله و فرغ من غسله نظر في عينيه [١] فرأى فيهما [٢] شيئاً ، فانكبّ عليه فأدخل لسانه فمسح ما كان فيهما [٣] ، فقال : بأبي و اُمّي يا رسول الله صلّى الله عليك ، طبت حيّاً وطبت ميّتاً ، قاله العالم عليه السلام .

و قال جعفر عليه السلام : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله أوصى إلى عليّ عليه السلام أن لا يغسّلني غيرك ، فقال عليّ عليه السلام : يا رسول الله من يناولني الماء وإنّك رجل ثقيل لاأستطيع أن اُقلّبك؟ فقال : جبرئيل معك يعاونك ويناولك الفضل الماء ، وقل له : فليغطّ عينيه فإنّه لا يرى أحد عورتي غيرك إلّا انفقأت عيناه ، قال : كان الفضل يناوله الماء ، و جبرئيل يعاونه ، و عليّ يغسّله ، فلمّا أن فرغ من غسله و كفنه أتاه العبّاس فقال : يا عليّ إنّ الناس قد اجتمعوا على أن يدفنوا النبيّ صلى الله عليه وآله في بقيع المصلّى ، و أن يؤمّهم رجل منهم ، فخرج عليّ إلى الناس فقال : يا أيّها الناس أما تعلمون أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله إمامنا حيّاً و ميّتا ؟ وهل تعلمون أنّه صلى الله عليه وآله لعن من جعل القبور مصلّى ، و لعن من يجعل مع الله إلها ، ولعن من كسر رباعيّته وشقّ لثته ، قال : فقالوا : الأمر إليك ، فاصنع ما رأيت ، قال : و إنّي أدفن رسول الله صلى الله عليه و على آله في البقعة الّتي قبض فيها ، ثمّ قام على الباب فصلّى عليه ، ثمّ أمر الناس عشرة عشرة يصلّون عليه ، ثمّ يخرجون [٤] .

٢٥ـ يج : سعد ، عن إبراهيم بن محمّد الثّقفيّ ، عن عبّاد بن يعقوب ، عن الحسن ابن الحسن بن [٥] عليّ بن زيد ، عن إسماعيل بن عبدالله بن جعفر بن أبي طالب عن أبيه ، قال : قال عليّ بن أبي طالب : أمرني رسول الله صلى الله عليه وآله إذا توفّي أن أستقي سبع قرب من بئر غرس فاُغسّله بها ، فإذا غسّلته و فرغت من غسله أخرجت من في البيت ، قال فإذا أخرجتهم فضع فاك على فيّ ثمّ سلني عمّا هو كائن إلى أن تقوم الساعة من أمر الفتن ، قال عليّ : ففعلت ذلك فأنبأني بما يكون إلى أن تقوم

(١) في المصدر ، في عينه .
(٢) فيها خل . اقول : يوجد ذلك في المصدر .
(٣) فيها خ ل . اقول : يوجدذلك في المصدر .
(٤) فقه الرضا ، ٢٠ و٢١ .
(٥) في المصدر : عن الحسين بن علي .

بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلامة المجلسي
الشيخ محمد باقر المجلسي
قدس سره
الجزء الثاني والعشرون
دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

كتاب
الإمامة والسياسة
تأليف
(الامام الفقيه أبي محمد عبد الله بن مسلم)
(ابن قتيبة المتوفى سنة ٢٧٠ هـ رحمه الله)
اعتنى بطبعه وتصحيحه وشرح بعض مسائله مع كلمة القدوة
محمد محمود الرافعي
(حقوق الطبع محفوظة)
سنة ١٣٢٢ هجرية — سنة ١٩٠٤ م
مطبعة النيل بشارع محمد علي بدرب المنجه بمصر

ولن تقتلوهم حتى تقتل الخزرج ولن تقتل الخزرج
وس فلا تفسدوا على أنفسكم أمراً قداستقام لكم
، تركه بضارّكم وانما هو رجل واحد فتركوه
ة[1] بشير بن سعد واستنصحوه لما بدالهم منه .
لا يصلي بصلاتهم ولا يجتمع بجمعتهم ولا يفيض
يجد عليهم أعواناً لصال بهم ولو يبايعه أحد على
فلم يزل كذلك حتى توفى أبو بكر رحمه الله وولى
عمر بن الخطاب فخرج الى الشام فمات بها ولم يبايع لاحد رحمه
الله وان بني هاشم اجتمعت عند بيعة الانصار الى علي بن
أبي طالب ومعهم الزبير بن العوام رضي الله عنه وكانت أمه
صفية بنت عبد المطلب وانما كان يعد نفسه من بني هاشم
وكان على كرم الله وجهه يقول : مازال الزبير مناحتى نشأ بنوه
فصرفوه عنا واجتمعت بنو امية الى عثمان واجتمعت بنو زهرة
الى سعد وعبد الرحمن بن عوف فكانوا في المسجد الشريف
مجتمعين . فلما أقبل عليهم أبو بكر وأبو عبيدة وقد بايع الناس
أبا بكر قال لهم عمر : مالي أراكم مجتمعين حِلَقاً شتى قوموا

---

(١) وهو المعارض لسعد فيما تقدم لاقيس فليتنبه

دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے علی علیہ السلام، زبیر اور ان کے ساتھیوں نے ہماری مخالفت کی۔[1]

گویا حضرت عمر بتا رہے ہیں کہ ہم لوگ تدفین پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کی بجائے حصول خلافت کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے علی علیہ السلام زبیر اور ان کے ساتھیوں نے ہماری مخالفت کی ۔

برہان الدین حلبی مزید اس اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''تَخَلَّف علی والزبیر ومن کان معہما من المہاجرین کالعباس وطلحہ بن عبید اللہ والمقداد وجمع بنی ہاشم فی بیت فاطمۃ''۔

ترجمہ: علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور زبیر بن عوام اور مہاجرین میں سے ان دونوں کے حامیوں نے مخالفت کی جیسے حضرت عباسؓ طلحہ بن عبید اللہ اور جناب مقدادؓ نے اور بنی ہاشم جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے بیت الشرف میں جمع ہوگئے۔[2]

---

[1] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، صحیح البخاری، جلد نمبر 7 ، صفحہ نمبر 584 ، کتاب المحاربین بین اھل الکفر والردۃ ، پارہ نمبر 28 ، باب نمبر 941 ، رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، تالیف۔ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری فارسی متوفی 256 ہجری ثم قند

[2] ۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، انسان العیون فی سیرہ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، جلد نمبر 3 ، صفحہ نمبر 394 ، تالیف برہان الدین حلبی شافعی متوفی 1044 ھجری۔

آپ ﷺ کی لحد مبارک 19 خام اینٹوں سے چنی گئی۔[1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر سرخ سنگریزے بچھائے گئے۔[2]

دفن کے وقت معروف صحابہ کرام

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے ان معروف صحابہ کرامؓ کا نام ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو تدفین پیغمبر ﷺ کے وقت وہاں موجود تھے۔

حضرت سعید بن مسیب بیان کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تدفین میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت فضلؓ اور رسول خدا ﷺ کے غلام جناب صالحؓ تھے۔[3]

مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا قبر نبی ﷺ پر بین

''قال علی امیر المومنین علی قبر رسول الله ساعة دفن إن صبرا لجميل إلاّ عنك إنّ الجزء لقبيح إلاّ عنك''.

،تالیف۔المحدث شیخ حسین نوری طبرسی متوفی 1320 ھجری۔

[1] ۔تاریخ ابن کثیر، جلد نمبر 3 ، صفحہ 264

[2] ۔جلاء العیون، صفحہ 155 ، تالیف۔ ملا محمد باقر مجلسی متوفی 1111 ھجری۔

[3] ۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب، تاریخ ابن کثیر، جلد نمبر 3 ، صفحہ 239

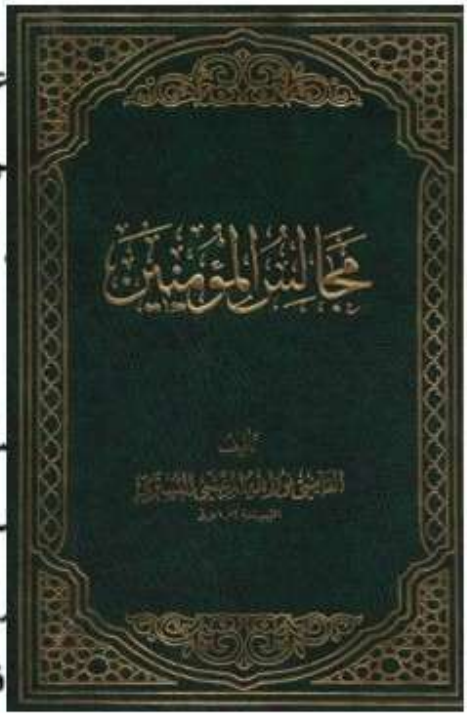

عاد إلى المدينة في ليلته، وسوف نذكر ما أظهره المستنصر الخليفة
ن الإنكار لهذه القضيّة وجواب ذلك في ترجمة السيّد عزّ الدين
الكوفي في المجلس الخامس إن شاء الله تعالى.

عمّار بن ياسر العنبسي

احب الاستيعاب أنّه حليف بني مخزوم[1] ولذلك لمّا ضربه عثمان
أضلاعه وأصابه الفتق هاج بنو مخزوم على عثمان وأقسموا باللّه إن
لا يقتلون به غير عثمان نفسه، وكان عمّار في صدر الإسلام من
في الله، ونال من المشركين تعذيباً شديداً، واستشهدت أُمّه سميّة
بتعذيب الكفّار لها، وهو من المهاجرين الأوّلين مع الجماعة الذين هاجروا إلى
الحبشة بأمر من رسول الله ﷺ، وصلّى إلى القبلتين، وحضر غزوة بدر وغيرها
ن الغزوات التي حدثت بعدها فأظهر في جميعها شجاعة وفروسيّة، وثبت في
رب اليمامة بعد أن هرب المسلمون حتّى جرح وقطعت أُذنه وتدلّت على
كبه ومع ذلك لم يفرّ وبقي يقاتل ويصيح بالفارسي: أيّها الناس، أتفرّون من
جنّة.. أنا عمّار هلمّ إليّ.

وقال في حقّه خير البريّة: عمّار مُلئ إيماناً من قرنه إلى قدمه[2].

وأخبره عن مقتله بقوله: تقتلك الفئة الباغية[3].

وكذلك ما رويناه سلفاً عن الجامع الصغير للشيخ جلال الدين السيوطي

مجالس المؤمنين

تأليف
القاضي نور الله المرعشي التستري
الشهيد سنة ١٠١٩هـ ق

الجزء الأول

دار هشام

---

(١) الاستيعاب ج١ ص٣٥٠.

(٢) الشيخ المفيد: الجمل ص٥٠ مُلئ إيماناً وعلماً.

(٣) الاقتصاد ص١٨١، دعائم الإسلام ج١ ص٢٩٢، مناقب ابن شهر آشوب ج١ ص١٣٢، وص٣٤٠ وج٣ ص١٩، العمدة لابن البطريق ص٣٢٣.

يسبّحون اللّيل والنهار ولا يفترون ولو أحسّ شيئاً ممّا فوقه ما أقام لذلك طرفة عين بينه وبين الإحساس الجبروت والكبرياء والعظمة والقدس والرَّحمة وليس[١] وراء هذا مقال ولقد طمع الحائر[٢] في غير مطمع أمّا إنَّ في صلبه وديعة قد ذرئت لنار جهنّم يستخرجون أقواماً من دين الله كما دخلوا فيه وستصبغ الأرض بدماء الفراخ من فراخ آل محمّد ﷺ تنهض تلك الفراخ في غير وقت وتطلب غير مدرك ويرابط الذين آمنوا [ويصبرون] ويصابرون[٣] حتّى يحكم الله وهو خير الحاكمين.

وكان بلال مؤذّن رسول الله ﷺ فلمّا قبض رسول الله ﷺ لزم بيته ولم يؤذّن لأحد من الخلفاء وقال فيه أبو عبد الله جعفر بن محمّد عليه السلام: رحم الله بلالاً فإنّه كان يحبّنا أهل البيت لعن الله صهيباً فإنّه كان يعادينا - وفي خبر آخر: كان يبكي على ر م[٤]

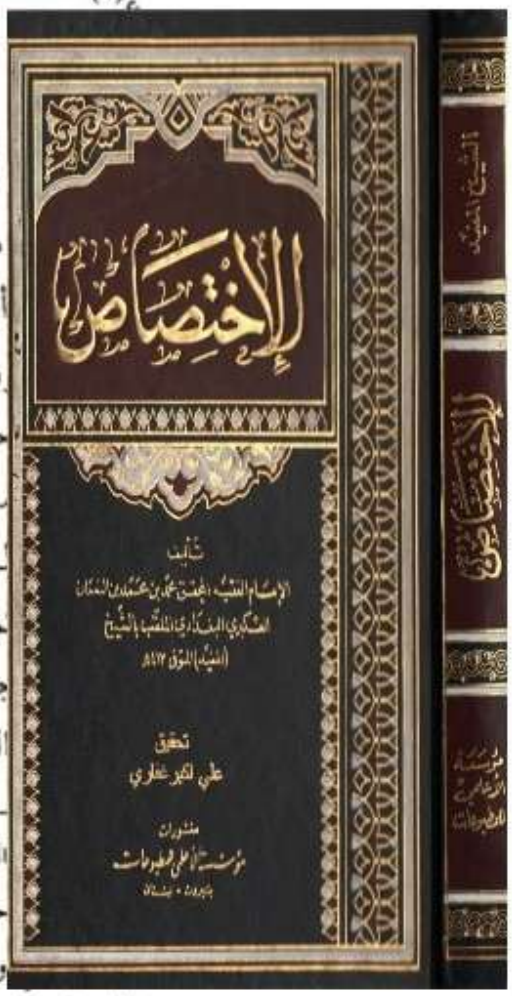

قنبر مولى أمير المؤمنين عليه السلام

أحمد بن محمّد بن يحيى، عن عبد الله بن جعفر الحميريّ، عن هارون بن مسعدة بن صدقة، عن جعفر بن محمّد، عن أبيه عليه السلام أنَّ علياً عليه السلام قال:

أيت أمراً منكرا أوقدت ناراً ودعوت قنبرا[٥]

واية العامّة: سئل قنبر مولى من أنت؟ فقال: أنا مولى من ضرب بسيفين حين وصلّى القبلتين وبايع البيعتين وهاجر الهجرتين ولم يكفر بالله طرفة مولى صالح المؤمنين ووارث النبيّين وخير الوصيّين وأكبر المسلمين مؤمنين ونور المجاهدين ورئيس البكائين وزين العابدين وسراج الماضين مين وأفضل القانتين ولسان رسول ربّ العالمين وأوّل الوصيّين من آل يس جبرئيل الأمين والمنصور بميكائيل المتين والمحمود عند أهل السماء المحامي عن حرم المسلمين والمجاهد أعداءه الناصبين ومطفئ نيران

الو أحس شيئاً مما فوقه» أي لو أحس حاس أو كل ملك من الملائكة، وفي بعض النسخ [لو حس شيئاً] وهو أظهر وفي بعضها [لو أحس حس شيء منها] وزاد في رجال الكشي وتفسير والتوحيد «والعلم» بعد قوله: والرحمة.

(٢) في بعض النسخ [ولقد طمع الخائن] وهكذا أيضاً في الكتب التي أشرنا إليه.

(٣) في الكتب هنا «الذين آمنوا ويصبرون ويصابرون».

(٤) روى نحوه الكشي في رجاله ص ٢٦ وقوله: «ر م ع» كما قاله الطريحي مقلوبة فلا تغفل.

(٥) كذا ونقله المجلسي في البحار ج ٩، ص ٦٢٩. ورواه الكشي في رجاله ص ٤٨.

سلّط عليه عثمان حتّى حمله على قتب وأكل لحم إليتيه وطرده عن جوار رسول الله صلى الله عليه وآله ، فأمّا الذي لم يتغيّر منذ قبض رسول الله صلى الله عليه وآله حتّى فارق الدُّنيا طرفة عين، فالمقداد بن الأسود لم يزل قائماً قابضاً على قائم السيف عيناه في عيني أمير المؤمنين عليه السلام ينتظر متى يأمره فيمضي[١].

وعنه، عن محمّد بن الحسن، عن محمّد بن الحسن الصفّار، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن عبد الرّحمن بن أبي نجران، عن صفوان بن مهران الجمّال، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنَّ الله أمرني بحبِّ أربعة، قالوا: ومن هم يا رسول الله؟ قال: عليُّ بن أبي طالب، ثمَّ سكت، ثمَّ قال: إنَّ الله أمرني بحبّ أربعة، قالوا: ومن هم يا رسول الله؟ قال: عليّ بن أبي طالب ثمّ سكت، ثمَّ قال: إنَّ الله أمرني بحبّ أربعة، قالوا: ومن هم يا رسول الله. قال: عليّ بن أبي طالب، والمقداد بن أسود، وأبو ذرّ الغفاريُّ، وسلمان الفارسيُّ[٢].

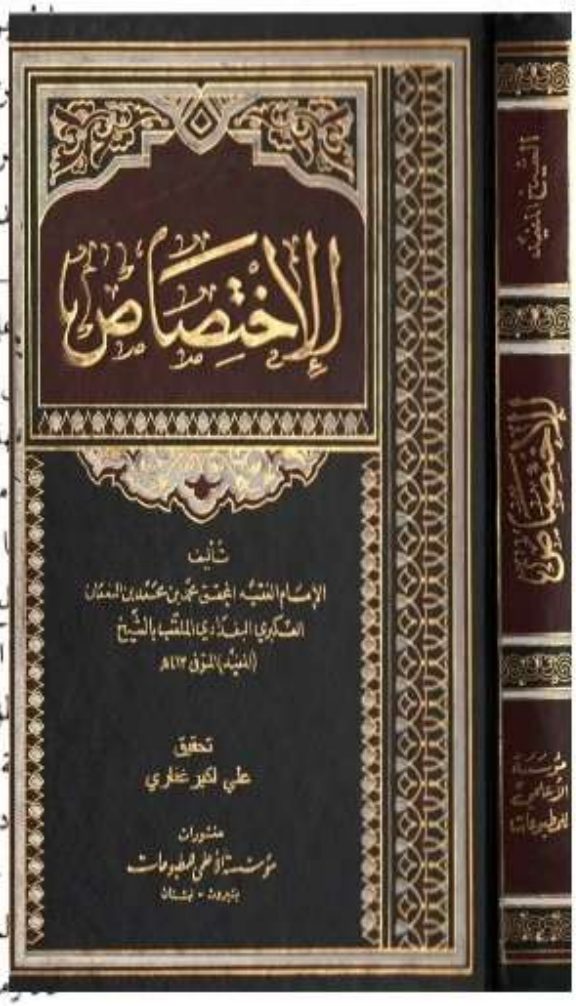

...ن الحسين بن يوسف، عن محمّد بن الحسن، عن محمّد بن الحسن ...ن محمّد بن إسماعيل، عن عليّ بن الحكم، عن سيف بن عميرة، عن أبي ...رمي قال: قال أبو جعفر عليه السلام : ارتدَّ الناس إلا ثلاثة نفر: سلمان وأبو ...داد. قال: فقلت: فعمّار؟ فقال: قد كان جاض جيضة[٣]، ثمَّ رجع ثمَّ

...على هذه الرواية في غيره من الكتب. وأوردها المجلسي رحمه الله في المجلد الثامن من البحار ص ٥٢ ولم ...ل لتوجيهها. ونقلها المحدث النوري - قدس سره - في نفس الرحمن باب الخامس عشر وذكر في ...ا بياناً فمن أراد الاطلاع فليراجع هناك. والسلعة بكسر السين: الضواة، وهي زيادة تحدث في ...مثل الغدة وقال الأزهري: هي الجدرة تخرج بالرأس وسائر الجسد تمور بين الجلد واللحم إذا ...ا وقد تكون لسائر البدن في العنق وغيره وقد تكون من حصة إلى بطيخة. والسلع البرص ...ع: الأبرص، والسلع: آثار النار بالجسد ورجل أسلع: تصيبه النار فيحترق فيرى أثرها فيه. ...العرب).

...ألف في أماليه مسنداً في المجلس الخامس عشر منه ورواه الصدوق أيضاً في الخصال أبواب ...ة. وأورد مثله ابن عبد البر في الاستيعاب ورواه أيضاً عبد الله بن جعفر الحميري في قرب ...د ص ٢٧ الطبع الحجري.

... - بالجيم والضاد - وقد يقرأ - بالحاء والصاد المهملتين - وكلاهما بمعنى الجيود والزيغ. كذا ...السيد الداماد في الرواشح. وقال المجلسي رحمه الله بعد نقل الخبر عن رجال الكشي: جاض عنه: ...مال وفي بعض النسخ بالحاء والصاد المهملتين بمعناه وحاصوا عن العدو: انهزموا. انتهى. والخبر في رجال الكشي ص ٨.

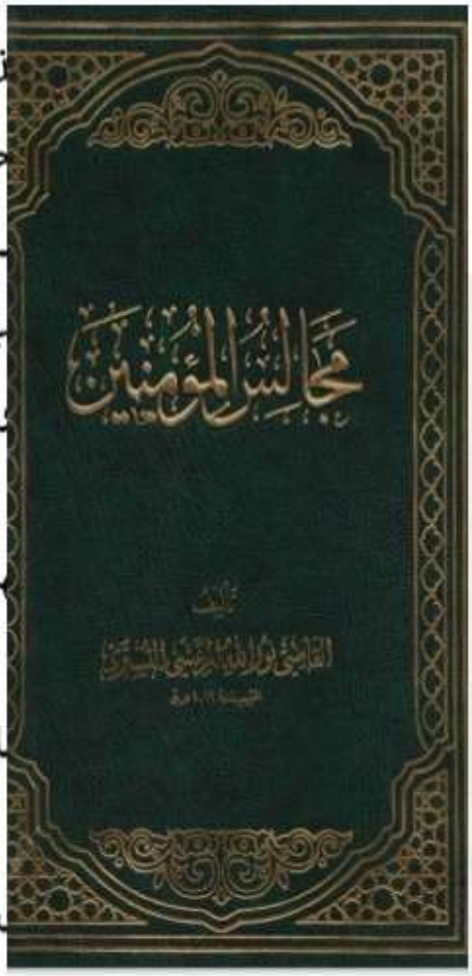

ذه الناحية وحبّه له، ونال صهر أميرالمؤمنين على أُمّ كلثوم بعد هلاك عمر
حطّاب. وكانت في حبالة عمر حيث تزوّجها بالقهر والإكراه.

ل صاحب روضة الشهداء: استشهد محمّد وأخوه عون في كربلاء ولكن
ب الاستيعاب قال: كلا الأخوين استشهدا بتستر[١].

ول المؤلّف: قول صاحب الاستيعاب عن محمّد صحيح وصواب لأنّ
جعفر على بُعد فرسخ من دزفول التابع لتستر، ويمكن أن يقال: إنّه
د بتستر ولكنّه حمل إلى ذلك الموضع، أو أنّه استشهد في الموضع ذاته،
أطلقوا اسم تستر على تلك المواضع كلّها لأنّ دزفول ومضافاته من
ا.

عون بن جعفر الطيّار

ل صاحب الإصابة: ولد بأرض الحبشة واستشهد بتستر[٢].

عقيل بن أبي طالب

كنيته أبو يزيد. روى صاحب الاستيعاب: روينا أنّ رسول الله ﷺ قال له: يا أبا يزيد، إنّي أُحبّك حبّين: حبّاً لقرابتك منّي وحبّاً لما كنت أعلم من حبّ عمّي إيّاك[٣].

وكان عقيل غاية في الظرف وحلاوة الطبع والفصاحة وحضور البديهة، وكان عالماً بأنساب قريش وعارفاً بمساوئ بعض فضائلها، مظهراً لها، مِن ثَمّ كان

مجالس المؤمنين
تأليف
القاضي نور الله المرعشي التستري
الشهيد سنة ١٠١٩هـ

(١) أنقل لك عزيزي القارئ عبارة الاستيعاب بنصّها: واستشهد محمّد بن جعفر بتستر، ولم يذكر أخاه (ج٣ ص٤٢٤).

(٢) راجع ترجمته في الإصابة ج٤ ص٦١٨.

(٣) الاستيعاب ج٣ ص١٠٧٨.

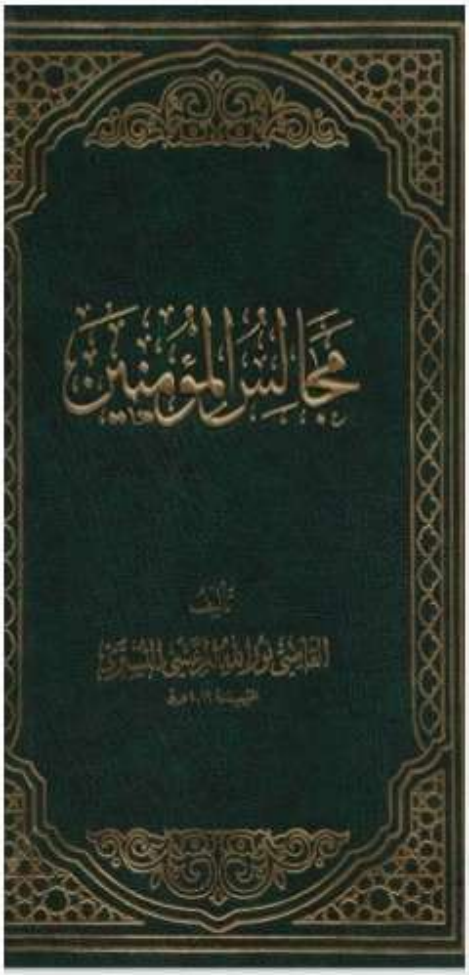

وأنا أعتقد أنّ ناظم هذا الشعر هو الفضل بن عتبة لا الفضل بن العبّاس بن عتبة ولا الفضل بن العبّاس ابن عبدالمطّلب:

أمّا الأوّل: فإنّ رواة السيرة صرّحوا بأنّ الفضل بن عتبة كان طفلاً يوم توفّي النبيّ ﷺ ومن المستبعد أن يكون قد بلغ مبلغ الرجال في عهد عثمان، وقد مرّ على ذلك اثنان وعشرون عاماً، وأمكنه في تلك الفترة الإنجاب بحيث يبلغ ولده السنّ التي يقدر بها على ردّ الوليد بن عقبة.

وأمّا الفضل بن العبّاس بن عبدالمطّلب فقد ورد في شرح حاله أنّه توفّي في العام الثامن عشر من الهجرة ولم يدرك عهد عثمان، والظاهر أنّ هذا كلّه يعود إلى خطأ ابن حجر الذي اعتبره صاحب كتاب تحفة الأحباب من محقّقي أهل الحديث والسير.

العبّاس بن ربيعة بن الحارث بن عبدالمطّلب

جاء في كتاب كشف الغمّة أنّه قاتل في صفّين وأبلى بلاء حسناً مع أميرالمؤمنين على الفئة الباغية. قال: وخرج العبّاس بن ربيعة بن الحارث الهاشمي فأبلى، وخرج فارس من أصحاب معاوية فتنازلا وتضاربا، ونظر العبّاس إلى وهن في درع الشامي فضربه العبّاس على ذلك الوهن فقدّه باثنين، فكبّر جيش عليّ ﷺ وركب العبّاس فرسه، فقال معاوية: من يخرج إلى هذا فيقتله فله كذا وكذا، فوثب رجلان من لخم من اليمن فقالا: نحن نخرج إليه، فقال: أخرجا فأيّكما سبق إلى قتله فله من المال ما ذكرت، وللآخر مثل ذلك، فخرجا إلى مقرّ المبارزة وصاحا بالعبّاس ودعواه إلى المبارزة، فقال: أستأذن صاحبي وأعود إليكما، وجاء إلى عليّ ﷺ ليستأذنه، فقال له: أعطني ثيابك وسلاحك وفرسك، فلبسها عليّ ﷺ وركب الفرس وخرج إليهما على أنّه

مجالس المؤمنين

تأليف

القاضي نور الله المرعشي التستري

الشهيد سنة ١٠١٩ هـ ق

الجزء الأول

دار هشام

أب وكانوا ياخذونها كما يؤخذ به مثلها من المحصنات . فجعل الله عز وجل منطقه عذراً لأمه .

﴿ باب ٧١ ـ العلة التى من أجلها قتل الكفار زكريا (ع) ﴾

١ ـ أخبرنا أبو عبد الله محمد بن شاذان بن احمد بن عثمان البرواذى قال حدثنا أبو على محمد بن محمد بن الحارث بن سفيان الحافظ السمرقندى . قال حدثنا صالح بن سعيد الترمذى قال حدثنا عبد المنعم بن ادريس عن أبيه عن وهب بن منبه اليمانى قال : انطلق ابليس يستقرى مجالس بنى اسرائيل اجمع ما يكونون ويقول فى مريم ويقذفها بزكريا «ع» حتى التحم الشر وشاعت الفاحشة على زكريا فلما رأى زكريا «ع» ذلك هرب واتبعه سفهاؤهم وشرارهم وسلك فى واد كثير النبت حتى اذا توسطه انفرج له جذع شجرة فدخل فيه «ع» وانطبقت عليه الشجرة واقبل ابليس يطلبه معهم حتى انتهى الى الشجرة التى دخل فيها زكريا فقاس لهم ابليس الشجرة من أسفلها الى أعلاها حتى اذا وضع يده على موضع القلب من زكريا أمرهم فنشروا بمنشارهم وقطعوا الشجرة وقطعوه فى وسطها ثم تفرقوا عنه وتركوه وغاب عنهم ابليس حين فرغ مما أراد فكان آخر العهد منهم به ولم يصب زكريا «ع» من الم المنشار شيء ثم بعث الله عز وجل الملائكة : فغسلوا زكريا وصلوا عليه ثلاثة أيام من قبل أن يدفن وكذلك الأنبياء عليهم السلام لا يتغيرون ولا يأكلهم التراب ويصلى عليهم ثلاثة ايام ثم يدفنون .

﴿ باب ٧٢ ـ العلة التى من أجلها سمى الحواريون الحواريين والعلة التى من أجلها سميت النصارى نصارى ﴾

١ ـ حدثنا أبو العباس محمد بن ابراهيم بن اسحاق الطالقانى رضى الله عنه قال حدثنا احمد بن محمد بن سعيد الكوفى ، قال حدثنا على بن الحسن بن على بن فضال ، عن أبيه ، قال قلت لأبى الحسن الرضا «ع» : لم سمى الحواريون الحواريين ، قال أما عند الناس فانهم سموا حواريين لأنهم كانوا قصارين يخلصون

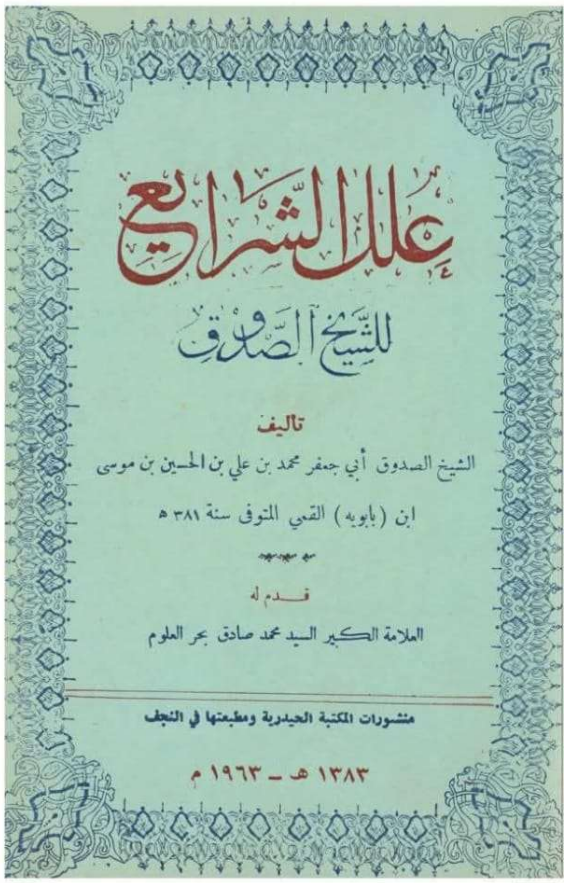
علل الشرايع
للشيخ الصدوق
تاليف
الشيخ الصدوق أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن موسى
ابن (بابويه) القمي المتوفى سنة ٣٨١ هـ
قدم له
العلامة الكبير السيد محمد صادق بحر العلوم
منشورات المكتبة الحيدرية ومطبعتها في النجف
١٣٨٣ هـ ـ ١٩٦٣ م